WWW.NAFSEISLAM.COM

تحفۂ شادی

مع

علاج و امراض

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو اپنے پیارے پیر و مُرشِد

حضرت ابوالبلال **محمد الیاس عطاؔر** قادری رَضوی دامت برکاتہم العالیہ

کی خدمتِ بابَرَکت میں پیش کرنے کی سعادت حاصِل کرتا ہوں۔

اللہ عزّ وجل قبلہ حضرت صاحِب کے علم وعَمل اور عمر بالخیر میں مزید بَرَکتیں عطا فرمائے اور

آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تا دَیر قائم اور دائم رہے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خاکپائے مُرشِد

حکیم محمد اسلم شاہیؔن عطاری

فاضل الطب والجراحت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

حرفِ آغاز

مذہبِ اِسلام ایک ایسا دِینِ فطرت ہے اور مکمّل ضابطہ حیات ہے جس کے پاس اِنسانی زِندگی کے تمام شعبوں کے لئے رہنمایانہ اُصول ہیں، اخلاقیات سے لیکر جنسیات تک کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کے لئے اس نے کوئی لائحہ عمل مرتب نہ کیا ہو۔ اللہ عزّ وجل نے ہرنَر کیلئے ایک مادہ اور ہر مادہ کے لئے ایک نر پیدا فرما کران میں ایک فطری جذبہ شہوانیہ ودیعت فرمائی اور اسی پر افزائش نسل کی بنیاد رکھی۔

حضرت انسان بھی انہیں جملہ حقوقات میں سے نہ صِرف ایک مخلوق بلکہ اشرفُ المخلوقات ہے۔ قانون فطرت کے مطابق قُدرت نے اس کیلئے بھی ایک جوڑا بنایا یعنی مَرد اور عورَت کو پیدا فرمایا، انسان کے سوا دیگر حیوانات جنسی اختلاط کے وَقت تنہائی، پردے کی پابندی، یا دِین و دُنیا کا کوئی قانون ان کی خواہشات کی تکمیل میں خارج نہیں اس کے برعکس ایک انسان ایسا کرتے وَقت کچھ اصول، ضابطے اور پابندی کا محتاج ہے اور جہاں چاہے اور جس طرح چاہے اپنی اس فطری خواہش کو ہرگز پورا نہیں کرسکتا، بلکہ وہ اپنی اس جنسی ضرورت کو اپنی بیوی ہی سے پورا کرسکتا ہے، جو جائز طریقے سے اس کے عقد میں آئی ہو، اس سے روگردانی اِسلام کے نزدیک سخت ترین جُرم ہے۔

آج ہماری اکثریت آدابِ مباشرت سے آگاہ نہیں جس کی وجہ سے ان کی اَزدواجی زِندگیوں میں کئی قِسم کی پیچیدگیاں پیدا ہوجاتی ہیں جس سے بے شمار اَمراض واستعام جنم لے رہے ہیں۔ یہ سب دِین سے دُوری کا نتیجہ ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اگر میاں بیوی کے جنسی تعلّقات سنّت کے مطابق ہوں تو ان سے پیدا ہونے والی اولاد نیک اور صالح ہوگی۔

زیرِ نظر کتاب میں میاں بیوی کے جنسی اور اَزدواجی تعلّقات کے حوالے سے اِسلام اور جدید سائنس کا خوبصورت موازنہ پیش کیا گیا ہے، جس سے قاری کو سائنسی علوم کی رو سے اس کے بارے میں بیش قیمت معلومات حاصِل ہوں گی اور وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے لئے بہتر راہِ عمل متعین کرسکتا ہے۔

نیز اس کتاب میں جنسی بے راہ روی کی تباہ کاریاں اور حفظانِ صحت کے اصولوں پر سیر حاصِل بحث کی گئی ہے اور ساتھ ہی زَنانہ ومَردانہ عِلاج الامراض بھی پیش کردیا گیا ہے تا کہ طب سے تھوڑی سی دِلچسپی رکھنے والے حضرات اپنا علاج خود کرسکیں۔

اس لحاظ سے یہ کتاب ایک مُنفرد، جامع اور افادہ عوام کیلئے ایک بہترین تحفہ ثابت ہوگی۔ (اِن شاءَاللہ عزّ وجل)

اس کتاب میں خاص طور پر نکاح سے لیکر بچّے کی پیدائش اور اَزدواجی زِندگی کے ہر پہلو کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ قاری کو اس ضمن میں معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ مزید اس حوالے سے اگر آپ کے ذِہن میں کوئی بات ہو تو ہمیں بلاتکلف لکھئے گا اِن شاءَاللہ عزّ وجل آپ کی مخلصانہ کوشش پر ضرور عمل ہوگا۔

آپ کی آراء کا منتظر

حکیم محمد اسلم شاہین عطاری

عطاری دواخانہ نزد حبیب بنک (بھائی پھیرو) پھول نگر ضلع قصور پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حِصّہ اوّل:۔

نکاح کسے کہتے ہیں؟

نکاح اس ضابطے اور اصول کا نام ہے کہ جس کے ذَرِیعے ایک غیر اور اجنبیہ عورَت اور ایک غیر اور اجنبی مَرد باہم دونوں ایک دوسرے کے لئے حلال ہوجائیں، یعنی جس کے ذَرِیعے مرد اور عورت دونوں کے ایک ساتھ رہنے سہنے، اُٹھنے بیٹھنے، ملنے جُلنے، مواصلت ومباشرت کو معاشرہ، مذہب اور سوسائٹی میں بُرا سمجھنے کے بجائے عین دُرُست سمجھا جاتا ہو۔

رِشتہ نکاح ایک ایسا باضابطہ قانونی رشتہ ہے جس کی وجہ سے مرد، عورَت کی تمام ضروریاتِ زِندگی نیز اس سے پیدا ہونے والی اولاد کے تمام تر مصارف اس کی تعلیم وتربیّت اور دیکھ بال اور اس کی شادی تک کا پورے طور پر ذِمّہ دار ہوجاتا ہے اور عورت اس مرد کی اِطاعت وفرمانبردار اور اس کی شریکِ حیات ہوکر اس کے دُکھ سکھ کی ساتھی بن کر اس کی امانت خاص کی امین اور ہر طرح کی خدمت، والہانہ محبت نیز پیدا ہونے والی اولاد کی دیکھ بھال اور پرورش کی ذِمّہ دار ٹھہرتی ہے۔ اِسلام نے نکاح کو ایک جامع مکمّل، سہل اور آسان ترین قانون ازدواج بنایا اور عذر شَرْعی کو نظر انداز کئے بغیر مرد اور عورَت کو آزادی دیتے ہوئے بتایا کہ

النکاہ عقد موضوع لملک المتعه ای حل استمتاع الرجل من المرأة وهو ليعقد بايجاب وقبول وشرطه سماع كل واحد منهما لفظ الأخر و حضور حرين او حرو وحرتين مكلفين مسلمين سامعين معالفظهما

”نکاح ایک قانونی معاہدہ ہے جس کے ذَرِیعے ایک غیر اَجنبیہ عورَت حلال وجائز ہوجاتی ہے اور وہ منعقد ہوتا ہے ایجاب وقبول سے اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے الفاظ سُن لے اس پر دو مرد یا ایک مَرد دعورَتیں گواہ ہوجائیں مگر وہ گواہ آزاد ہوں، بالغ ہوں، مسلمان ہوں اور دونوں فریق کے ایجاب وقبول کے دو بول سُنیں۔“

نکاح قبل از اِسلام

تاجدارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل جبکہ شرِیعتِ موسوی کی صورت مسخ ہوچکی تھی، شرِیعتِ عیسوی کے خدوخال مجہول ہوچکے تھے۔ پوری دُنیا جنسی استحصال کا اکھاڑہ بن چکی تھی، بالخصوص ملکِ عَرَب تو اس طرح کی برائیوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ اس وَقت ان کے یہاں نکاح کی متعدد صورتیں جو کہ انتہائی قبیح وشرمناک تھیں۔

﴿1﴾ نکاح الاتسبضاع

نکاح کا یہ شرمناک طریقہ اہلِ عَرَب میں رائج تھا، ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا کہ جب تو اس بار حیض سے پاک ہوجائے تو فُلاں شخص کو دعوتِ مباشرت دینا اور ہر طرح کی کوشش کرنا کہ وہ تیری بات ضرور مان لے اور جب عورَت اس مطلوب شخص کو اپنے

مقصدِ خاص کے لئے راضی کر لیتی تو اس کا شوہر اپنی بیوی سے الگ تھلگ رہتا اور اس سے وہ اجتناب کرتا جب تک اس مطلوب شخص کی توجہ ٔ خاص کی بدولت آثار حمل ظاہر نہ ہو جائے اور جب اسے یقین ہو جاتا کہ میری بیوی اس غیر مَرد سے حاملہ ہو چکی ہے، تب جا کر اپنی بیوی کے پاس آنا جانا شروع کرتا، شوہر ایسا اس لئے کرتا تا کہ بچّہ پسندیدہ مصاف کا مالک ہو اس کی وجہ یہ تھی کہ عَرب اپنے اکابر اور ان نمایاں لوگوں سے شجاعت، وجاہت اور مردانہ اوصاف میں سردار مانے جاتے اور ان کی خواہش ہوتی کہ انہیں صفات کا حامل بچہ پیدا ہو۔

حیض کے فوراً بعد اس طرح کا مطالبہ اس لئے کیا جاتا تا کہ عورت جلد سے جلد حاملہ ہو جائے ،حیض شروع ہونے سے قبل اور حیض خَتم ہونے کے بعد کئی دِنوں تک عورت کا رحم کھلا رہتا ہے اور عورَتوں کو عام دِنوں کے مقابلے میں ان ایام میں خواہش جماع قدرے زِیادہ ہوتی ہے جس میں استقرار حمل کا احتمال غالب ہوتا ہے۔

2 نکاح المتعہ

یہ عارضی اور وَقتی نکاح ہوتا اس میں دِن متعین ہوتا، مَرد ایک اجنبی عورَت سے ایک خاص مدّت معلومہ تک کے لئے شادی کرتا، وَقت موعودہ گُزر جانے کے بعد دونوں میں جدائی ہو جاتی، عارضی اور ٹیمپریری شادیاں ہوتیں مثلاً اگر کوئی شخص اپنے وَطن اور بیوی سے دُور کسی دوسرے شہر میں کچھ دِن، مہینے قِیام کے لئے عارضی طور پر جاتا اور محسوس کرتا کہ عورَت کے بغیر نہیں رہ سکے گا اور خوف معاشرہ دامن گیر ہوتا تو اپنی مدّت کے لئے کسی اجنبیہ عورت سے نکاح کر لیتا جسے متعہ کہا جاتا، یا اپنے شہر و محلّہ ہی میں رہ کر ایک مدّت معینہ کے لئے نکاح کرتا، یہ متعہ کہلاتا ہے۔

3 نکاح البدل

یہ بھی دَورِ جاہلیّت کے عربوں کا ایک طرح سے طریقہ نکاح تھا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا کہ تو میرے حق میں اپنی بیوی سے دستبردار ہو جا، میں تیرے حق میں اپنی بیوی سے دستبردار ہو جاتا ہوں۔ یعنی خواہشاتِ نفسانی کی مزید تسکین، نوع درنوع تنوع اور ذائقہ بدلنے کے لئے بیویاں کے باہم تبادلے کا طریقہ اپنایا جاتا، اس طرح کے شرمناک طریقہ ک و نکاح البدل کہا جاتا۔

4 نکاح الشغار

دورِ جہالت میں یہ بھی عربوں کا ایک طریقہ نکاح تھا جس کا طریقہ یوں ہوتا تھا کہ ایک شخص اپنی بیٹی یا بھتیجی یا بہن کی شادی کسی دوسرے کے ساتھ اس شرط پر کرتا، تا کہ وہ بھی اپنی بیٹی یا بھتیجی یا بہن کی شادی اس کے ساتھ کر دے اور ان کا آپس میں کوئی مہر نہیں ہوتا اور کبھی ایسا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا کہ میری بیوی اُمید سے ہے اگر بیٹی پیدا ہوئی تو اسے تمہارے نکاح میں

اس شرط پر دیتا ہوں کہ جب تمہاری بیوی بیٹی جنے تو اس کی شادی مجھ سے کر دینا۔

5﴾ نکاح الخدن

عربوں میں ایک بُرائی یہ بھی تھی کہ بغیر نکاح پڑھائے بڑی خاموشی کے ساتھ کسی عورت سے جنسی تعلّقات پیدا کر لیتے، جب تک بات چھپی رہتی یہ سلسلہ عیش وطرب جاری رہتا اور جب بات کھُل جاتی تو وہ اس عورت سے کنارہ کش ہو جاتے ان کا خیال تھا کہ چھپ کر جنسی تعلّقات قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر یہ بات ظاہر ہو جائے تو البتہ قابلِ ملامت ہے، قرآنِ حکیم کی اس آیتِ کریمہ میں اسی کی طرف اِشارہ ہے۔

مُحصنٰت غیر مسٰفحت وّ لا متّخذات اخدان

''انہیں عقد میں لاکر اپنے پاس رکھو نہ زِنا کاری کی نیّت سے نہ یارانے کی غرض سے۔''

(حوالہ آیت) (پ نمبر ۵، سورۃ نساء، آیت نمبر ۲۴)

6﴾ نکاح مقت

عربوں کے یہاں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص بیوی چھوڑ کر مر جاتا، یا اسے طلاق دے دیتا تو اگر اس کا بڑا بیٹا اسے خود بیوی کی حیثیت سے رکھنا چاہتا تو اپنا کپڑا اس کے اوپر پھینک دیتا اور اگر بڑے بھائی کو اس کی حاجت نہ ہوتی تو دوسرا اور کوئی بھائی نئے مہر کے ساتھ اسے اپنے نکاح میں لے آتا، دورِ جہالت میں اسے نکاح مقت کہا جاتا تھا اور اس سے جو بچّہ پیدا ہوتا وہ مقیت کہلاتا یعنی حقارت کی نظر سے دیکھا جانے والا بچہ۔ قرآنِ مجید نے اس طرح کی شادیوں کو باطل قرار دیا۔ چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے،

''اور اپنے باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو، مگر جو ہو گزرا، وہ بے شک بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بُری راہ۔ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں۔'' (سورۃ نساء، ع: ۳)

اِسلام کی آمد کے وَقت ایسے بہت سے لوگ تھے جو اپنے والدَین کی بیویوں کے شوہر تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد ان میں تفریق کرادی گئی، جس کی اِبتداء حضرت محصن بن قیس سے ہوئی، جنہوں نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد ان کی بیوی کعیشہ بنت لحن کو اپنی زوجیت میں لے لیا تھا مگر اس کی خبر گیری نہ کرتے، نہ ازدواجی تعلّقات قائم کرتے اور نہ کوئی خرچ کرتے۔ اسلام لانے کے بعد اس عمل کو ناپسند کرتے تھے جو ایّام جہالت میں انہوں نے کرلیا تھا صورتحال سے پریشان ہو کر ان کی بیوی کعیشہ نے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں شکایت کردی، حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اطمینان دِلا کر واپس کردیا۔ اس کے بعد آیتِ کریمہ نازِل ہوئی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں میں علیحدگی کرادی، اس کے بعد بھی ہر اس عورت اور مرد میں تفریق کرا کے ان کے وہ معاملات صاف کرادیئے گئے جو کعیشہ بنت لحن اور محصن بن قیس کے سے تھے۔ (کتاب الحجر، ص ۳۲۶، ۳۲۷)

عربوں میں نکاح کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ ایک عورت کے پاس نو آدمی آتے اور ان میں سے ہر ایک اس عورت کے ساتھ باری باری مباشرت کرتا، کچھ عرصہ بعد اس عورت کو حمل قرار پا جاتا اور آثارِ حمل ظاہر ہونے لگتے تو وہ ان سب لوگوں کو بلاتی اور ان کے سامنے تقریر کرتی ہوئی کہتی دیکھو! میں نے اپنی مرضی اور تمہارے آپس کے مشورے اور مفاہمت سے ایک ایک سے مباشرت کی ہے، جس کے نتیجہ میں حاملہ ہو چکی ہوں اس لئے تم میں سے کسی نہ کسی کو اس بچے کا باپ بننا ہے، پھر وہ ان نو آدمیوں میں سے کسی کا انتخاب کر کے بعدِ ولادت بچے کو اس کے نام سے منسوب کر دیتی جس سے وہ انکار نہ کر سکتا۔ یہ شرمناک صورت اس وَقت بڑے لوگوں میں بھی رائج تھی۔

نکاح کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ مرد اور عورت آپس میں عہد وفا کرتے وَقت اپنی اپنی چادریں ایک دوسرے پر ڈال کر پھاڑ ڈالتے، اس کے بعد ان دونوں میں رشتۂ زوجیت قائم مانا جاتا گویا یہی ان کا نکاح تھا اور جو ایسا نہ کرتے ان کے متعلق یہ سمجھ لیا جاتا کہ ان کی محبت ناپائیدار ہوگی، لہٰذا ان میں رشتۂ زوجیت مانا ہی نہ جاتا۔

ایامِ جاہلیت میں عربوں میں ایک طریقہ نکاح یہ بھی تھا کہ بہت سے لوگ اکٹھا ہو کر کسی ایک عورت کے پاس جاتے، وہ کسی کو بھی اپنے پاس آنے سے نہ روکتی، یہ عربوں کی طوائفیں تھیں جو نشانی کے طور پر اپنے گھروں میں جھنڈے نصب کئے رکھتیں، جو چاہتا ان کی بارگاہ حسن میں خراج دینے کے لئے پہنچ جاتا، اس نتیجے میں حاملہ ہو کر وہ بچہ جنتی، وہ سب لوگ اکٹھے ہوتے تو جنسی طور پر اس سے ملوث ہوئے تھے، ساتھ ہی قیافہ شناس بھی بلائے جاتے، پھر جس کے ساتھ ان قیافہ شناسوں کی رائے متفق ہو جاتی وہی اس بچے کا باپ قرار پاتا اور اس بچے کو اسی کے نام سے منسوب کر کے قانونی بیٹا قرار دے دیا جاتا جس سے انکار ممکن نہ ہوتا اور یہی ان دونوں کا نکاح مان لیا جاتا۔ وہ عورتیں جو زمانۂ جاہلیت میں جھنڈے والیوں کے نام سے مشہور تھیں، کتاب المثالب میں ہشام ابن الکلبی نے ان کا ذِکر قدرے تفصیل سے کیا ہے اور دس سے زائد مشہور عورتوں کے نام شمار کرائے ہیں جن میں ایک عورت کا نام ام مہزول تھا، یہ عہد جاہلیت میں مشہور پیشہ ور عورت تھی، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے شادی کرنی چاہی تو قرآنِ حکیم نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا اور فرمایا، **الزانیۃُ لا ینکحُھا الا زانٍ او مشرِک** ’’بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مَرد یا مشرک۔‘‘ (پ نمبر ۱۸، سورۃ نور، آیت نمبر ۳)

عناق

دورِ جہالت کے مانے ہوئے شہ زور مرشد سے اس کا یارانہ تھا۔ مرشد کے اسلام لانے کے بعد ’’عناق‘‘ جب ان سے حسب عادل ملی اور ایک بار پھر دادِ عیش کی دعوت دی مگر انہوں نے یہ کہہ کر اس کی دعوت مسترد کر دی کہ زِنا کو اللہ عزّ وجل نے حرام فرمایا ہے اب پُرانی باتوں کو بھول جاؤ۔

اس طرح کی دس سے زائد عرب کی وہ مشہور طوائفیں تھیں جو جھنڈے والیوں کے نام سے بہت مشہور تھیں جن کے ناز و انداز اور حُسن پر عَرب والے دیوانے تھے۔

اِسلام میں نکاح کی اہمیّت و ضَرورت

پیارے اسلامی بھائیو! نکاح کرنا نبیوں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ خود ہمارے پیارے آقا مَدَنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ ہے۔ اللہ عزوجل نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا،

ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک وجعلنا لهم ازواجاً و ذریة

''اے محبوب ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویوں اور اولاد کی نعمت عطا کی۔''

نکاح ایک اسلامی طریقہ ہے جس کی بدولت ایک مَرد اور عورَت میں ازدواجی تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں یعنی نکاح ایک معاہدہ ہے جو مرد اور عورَت میں ہوتا ہے کیونکہ عورت دراصل مرد ہی کے لئے بنائی گئی ہے جس طرح اِنسانی زِندگی کے لئے کھانا پینا، سونا بیٹھنا اُٹھنا ضروری ہے اسی طرح نکاح بھی انسان کی بنیادی ضروریات اور نسل انسانی کی بقاء کا ذَریعہ ہے۔

اللہ عزوجل نے نکاح کو محض نسل انسانی کی بقاء کے لئے مباح کیا ہے نہ کہ شہوت کے لئے بلکہ شہوت کو اس سے پیدا کیا ہے کہ وہ نکاح کرنے کی متقاضی ہو اور لوگوں کو نکاح پر مجبور کرے تا کہ نسل انسانی اپنے پورے وجود کے رواں دواں رہے۔

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے خواہش جماع کو انسان پر اس لئے مسلط کیا تا کہ وہ تخم ریزی کرے اور نسل منقطع نہ ہونے پائے نیز یہ بہشت کی لذّتوں کا نمونہ بھی ہے اور اُمّت میں اِضافے کا باعث بھی۔

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے نکاح کرو تا کہ تمہاری نسل بڑھے اور میں قِیامت کے دِن تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری اُمّتوں پر فخر کرسکوں۔ (قوت القلوب، ص۴۹۷)

دوسری حدیث میں فرمایا اے میری اُمّت تم ایسی عورَتوں سے شادی کرو جو محبت کرنے والی اور زِیادہ بچے جننے والی ہوں تا کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے باقی اُمّتوں پر فخر کرسکوں۔ (ابوداؤد، ص۲۸۰ ۔ مشکوٰۃ، ص۲۶۷)

ابویعلی حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رِوایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

''جب تم میں سے کوئی نکاح کرلیتا ہے تو شیطان کہتا ہے، ہائے افسوس! ابنِ آدم نے مجھ سے دوتہائی دِین بچالیا۔''

اسلام نکاح پر زِیادہ زور اس لئے بھی دیتا ہے کہ انسانی اخلاق تباہ نہ ہونے پائے کیونکہ شیطان عورَتوں کے ذَرِیعے مردوں پر جال ڈالتا ہے اور نگاہوں سے سارے فِتنے اُٹھتے ہیں۔ اسلام نے ان تمام فتنہ خیز باتوں اور گناہوں کا سدباب کیا اور نکاح کو دِین کا حصار فرمایا کہ اس سے آدمی کا ایمان محفوظ ہو جاتا ہے نسل انسانی صحیح اور احسن طریقہ سے فروغ پاتی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے، اگر تمہیں کوئی عورت اچھی معلوم ہو اور اس کی محبت، اس کا خیال دِل میں اَثر کرے تو اس کا علاج یہ ہے کہ فوراً اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے صحبت کرے کیونکہ یہ صحبت اس کی خواہشِ نفسانی اور دِل کی بے چینی کو دُور کردے گی۔ اوّل تو اسلام نے پرائی عورتوں سے معاشقہ اور دیدہ بازی کی سختی سے ممانعت کی ہے کہ یہ فعل غیرتِ انسانی کے خلاف ہے۔ ہر سلیم الطبع انسان سوچ سکتا ہے کہ نامحرم عورتوں پر نظر ڈالنے کا اسے کوئی حق حاصِل نہیں ہے جبکہ وہ اپنی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی پر دوسرے کی نگاہ کو برداشت نہیں کرسکتا پھر کس طرح وہ نامحرم عورتوں کو نظر بازی کا نشانہ بناسکتا ہے۔

اس لئے اسلام نے نیچی نگاہیں رکھنے کی تعلیم دی ہے کہ انسان فساد وگمراہی سے بچ سکے اگر خدانخواستہ اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے تو اس کی تدبیر یُوں فرمائی کہ اپنی بیوی کی ملاقات سے اس بُری خواہش کا خاتمہ کیا جاسکے جس طرح ہر مرد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میری بیوی صِرف میری ہو کر اپنے اور غیر مردوں کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھے اسی طرح عورتوں کی بھی یہ تمنا ہوتی ہے کہ میرا شوہر پرائی عورتوں سے میل جیل نہ رکھے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ اپنی بیوی کی تمناؤں کے پابند نہ ہوں گے تو اخلاقاً آپ کی بیوی پابندی کی زَنجیر توڑ سکتی ہے وہ کیسے آپ کی خواہش کی غلام ہو کر رہے اور آپ خود آزاد رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس کی آزادی میں خلل ہونے کا کوئی حق نہ ہوگا جب آپ اس کے لئے نہیں ہوسکتے تو پھر وہ آپ کے لئے کیسے ہوسکتی ہے نکاح کا مقصد یہی ہے کہ تم گناہ اور فساد سے بچ سکو اور اپنی بیوی کے ہو کر رہو کیونکہ بیوی شیطانی حربوں کے مقابلے میں تمہارے لئے دِیوار ہے۔

نکاح کے فضائل

سیِّدُنا امام غزالی ودیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اپنے ان نبیوں اور رسولوں کا ذِکر کیا ہے جنہوں نے شادیاں کی تھیں۔ نیز فرمایا، واَمّا عیسیٰ علیہِ السّلام فانّہ ینکح اذا نزَل الاَرض ویولدلہ، یعنی سیِّدُنا عیسیٰ علیہ السلام جب زَمین پر اُتریں گے تو وہ بھی شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ (احیاء العلوم، ص ۲۲، جلد۲)

نیز فرمایا، فَقالو انّ یحییٰ علیہ السّلام قد تزوّج ولم یجام قیل انّما فعل ذٰلک لنیل الفضل واقامۃ السّنۃ وقیل لغضِ البصر یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شادی کی تھی مگر قربت نہ کی کیونکہ یحییٰ علیہ السلام حضور تھے اور آپ نے شادی کا اَجر وثواب حاصِل کرنے کے لئے اور سنّت پوری کرنے کے لئے شادی کی تھی نیز بدنگاہی سے بچنے کے لئے۔

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نکاح میری سُنّت ہے لہٰذا جس نے میری سُنّت سے مُنہ موڑا، اس نے مجھ سے منہ موڑا۔ (احیاء العلوم، ص ۲۲)

مزید فرمایا جب بندہ شادی کرلیتا ہے تو اس کا نصف ایمان مکمل ہوگیا اور نصف باقی میں اللہ عزوجل سے ڈرے۔ (مشکوۃ، ص ۲۶۸)

سیّدُ نا ابنِ مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری عُمر میں سے صِرف دَس دِن باقی رہتے ہوں تو میں پسند کروں گا کہ میری شادی ہو جائے تاکہ میں اللہ عزَّ وجل کے دربار میں غیر شادی شدہ نہ جاؤں۔ (احیاء العلوم، ص ۲۳، جلد ۲)

سیّدُ نا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں طاعون میں فوت ہو گئیں اور وہ خود بھی عارضہ طاعون میں مبتلا تھے تو فرمایا، زَوِّجونی یعنی میری شادی کرو کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں غیر شادی شدہ جاؤں۔ (احیاء العلوم، ص ۲۳، جلد ۲)

سیّدُ نا بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے خواب میں بعدِ وصال دیکھا اور پوچھا آپ کو کیا مقام عطا ہوا ہے، فرمایا، مجھے ستّر بڑے بڑے بلند سے بلند مرتبے عطا ہوئے ہیں لیکن میں شادی شدہ اولیاءِ کرام کے دَرَجے کو نہیں پہنچ سکا۔ (احیاء العلوم، ص ۲۴، ج ۲، قوت القلوب، ص ۴۹۶)

سیّدُ نا امامِ اعظم اور ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نکاح کرنا تخلّی بالعبادۃ سے افضل ہے۔ (احیاء العلوم، ص ۲۱، ۲۲)

جیسے ایک مسلمان شادی نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہے رات کو جاگ کر عبادت کرتا ہے دِن کو روزے رکھتا ہے دوسرا مسلمان جس نے سنّت کے مطابق شادی کی ہے لیکن وہ راتوں کو قِیام نہیں کرتا اور نَفلی روزے نہیں رکھتا تو یہ دوسرا اس پہلے سے افضل ہے کیونکہ اس دوسرے نے سنّتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنایا۔

حِکایت 1

سیّدُ نا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، پہلی اُمّتوں میں ایک عابد تھا جو کہ عبادت کی وجہ سے زمانہ بھر میں مشہور تھا لیکن اس نے شادی نہیں کی تھی اور جب اس عابد کا ذِکر اس وَقت کے نبی علیہ السلام کے سامنے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ عابد بہت اچھا ہے کاش وہ ایک سنّت کا تارک نہ ہوتا اور جب اس عابد کو یہ خبر پہنچی تو وہ بڑا پریشان ہوا اور اپنے زمانہ کے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضِر ہو کر عرض گزار ہوا، حضور وہ کون سی سنّت ہے جس کا میں تارک ہوں، فرمایا، وہ سنّت نکاح ہے۔ یہ سُن کر عابد نے عرض کیا میں نکاح کو ناجائز یا حرام نہیں کہتا لیکن میں تنگدست ہوں میں شادی نہیں کر سکتا تو اللہ عزَّ وجل کے نبی علیہ السلام نے فرمایا میں تجھے اپنی بیٹی کا رِشتہ دیتا ہوں اور آپ نے اپنی بیٹی کا اس عابد کے ساتھ نکاح کر دیا۔ (احیاء العلوم، ص ۲۴، ج ۲)

حِکایت 2

سیّدُ نا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نیک اور صالح آدمی کو نکاح کی پیش کش کی جاتی تو وہ اِنکار کر دیتے کچھ دنوں کے بعد وہ خواب سے بیدار ہوئے تو فرمایا، زَوِّجُونی ''میری شادی کر دو'' احباب نے شادی کرنے کے بعد استفسار کیا کہ جناب پہلے تو آپ انکار کرتے رہے اور پھر خود فرمایا کہ میری شادی کر دو اس کی کیا وجہ ہے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ قِیامت قائم ہے اور مخلوقِ خدا اِکٹھی ہے میں بھی ان میں ہوں، مجھے سخت اور تباہ کن پیاس لگی ہے بلکہ ساری خُدائی

پیاس سے تڑپ رہی ہے اچانک دیکھا کہ کچھ بچے آگئے ان پرنور کے رومال ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے جگ اور سونے کے گلاس ہیں اور وہ بچے ایک ایک کو پانی پلا رہے ہیں لیکن کچھ لوگوں کو چھوڑے جا رہے ہیں میں نے ایک بچے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کہا مجھے بھی پانی پلاؤ مجھے پیاس ہلاک کر رہی ہے یہ سن کر اس بچے نے کہا ہم آپ کے کوئی نہیں ہم تو اپنے والدین کو پانی پلاتے ہیں۔ میں نے پوچھا تم کون ہو اس بچے نے بتایا ہم مسلمانوں کے وہ بچے ہیں جو بچپن میں فوت ہو گئے تھے اور جب میں بیدار ہوا تو آپ احباب سے کہا میری شادی کر دو یہ اس لئے کہ شاید اللہ عزوجل مجھے بھی بیٹا عطا کر دے اور وہ بچپن میں فوت ہو جائے اور میرے لئے آگے کا سامان یعنی بروزِ قیامت پانی پینے کا سبب بن جائے۔ (احیاء العلوم، ص ۲۸، ج ۲)

حکایت 3

سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا، ایک عابد شادی شدہ تھا اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتا تھا، اس کی بیوی فوت ہوگئی تو احباب نے اس عابد کو شادی کی پیش کش کی لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تنہائی بہت اچھی ہے دِل پر سکون رہتا ہے پھر کچھ دِنوں کے بعد اس عابد نے خواب میں دیکھا اور بیان کیا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور کچھ لوگ آسمان سے اُتر رہے ہیں اور ہوا میں تیر رہے ہیں اور جب ان میں سے کوئی میرے پاس سے گزرتا تو کہتا، ''یہ ہے منحوس'' یہ سن کر دوسرا کہتا ہاں یہی ہے منحوس پھر تیسرا پھر چوتھا یوں ہی کہتا لیکن میں ہیبت کی وجہ سے پوچھ نہ سکا کہ کون منحوس ہے اور جب آخری مان کا میرے پاس سے گزرا تو میں نے اسے پچھ لیا کہ وہ کون منحوس ہے جس کی طرف آپ لوگ اِشارہ کر رہے ہیں اس نے کہا وہ آپ ہیں میں نے اس سے پوچھا میں منحوس کس وجہ سے ہوں اس نے بتایا ہم آپ کے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ اُٹھایا کرتے تھے لیکن جب سے آپ کی بیوی فوت ہوئی ہے ہمیں حکم ملا ہے کہ آپ کے اعمال مخالفین کے اعمال کے ساتھ اُٹھائیں اور جب اس عابد کی آنکھ کھلی تو فرمایا، زَوِّجُونی ، زَوِّجُونی یعنی میری شادی کرو، میری شادی کرو۔

(احیاء العلوم، ص ۲۳، ج ۲)

نکاح کے فوائد

فائدہ نمبر 1﴾

نکاح سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری اور میٹھی سنّتِ مبارکہ ہے اور جو تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّتِ مبارکہ سے محبت رکھے وہ جنّتی ہے۔ چُنانچہ حدیثِ پاک میں آتا ہے جس نے میری سُنّت کے ساتھ محبت کی بے شک اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ میرے ساتھ جنّت میں ہوگا۔ (ترمذی، ص۹٦، ج۲ ۔ مشکوۃ، ص ۱۲۰)

فائدہ نمبر 2﴾

نکاح کے ذَرِیعے اِنسان اپنے دِین کی حفاظت کرتا ہے اور شہوت جو ہتھیار ہے شیطان کا، اسے اپنے سے دُور کرتا ہے اس لئے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے نکاح کیا اس نے اپنے آدھے دِین کو حفاظت میں لے لیا۔ نیز نکاح اولاد کی نیّت سے کرنا چاہئے شہوت کے لئے نہیں۔

فائدہ نمبر 3﴾

نکاح کی بدولت عورَت سے موانست ہوتی ہے اور ان کے پاس بیٹھنے سے اور مزاح کرنے سے دِل کو راحت ہوتی ہے اور آسائش کے ذَرِیعے سے شوقِ عبادت تازہ ہوتا ہے۔ امیرُ المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت و آسائش دِل سے دفعۃً نہ چھین لو کہ اس سے دِل نابینا ہو جائے گا۔

فائدہ نمبر 4﴾

نکاح کے فوائد میں یہ بھی ہے کہ والدَین کو اولاد کی پرورش اور نگہداشت میں شفقت اُٹھانا پڑتی ہے اور یہ بات اجرِ عظیم ہے۔

چُنانچہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دِن جہاد میں شریک تھے تو اس حالت میں اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کوئی ایسا بھی عمل ہے جو ہمارے اس جہاد والے عمل سے بھی فوقیت رکھتا ہو اور باعثِ اَجر ہو، دوستوں کے استفسار پر فرمایا، وہ جہاد سے افضل عمل یہ ہے کہ کسی مسلمان کے بچے ہوں ان بچوں کو رات سوتے میں کپڑے اُتر جاتا ہے تو باپ میٹھی نیند چھوڑ کر ان بچوں کو سنبھالتا ہے ان کو کپڑے سے ڈھانپتا ہے اور یہ عمل اس جہاد والے عمل سے افضل ہے۔ (احیاء العلوم، ص ۳۳، ج ۲)

فائدہ نمبر 5﴾

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل جنّت میں کسی مومن بندے کے دَرَجے بُلند کرتا ہے تو وہ بندہ عرض کرتا ہے یا اللہ عزوجل یہ میرے دَرَجے کس وجہ سے بلند کئے گئے ہیں؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے، اے بندے تیرے بیٹے تیرے لئے دُعا اور استغفار کی ہے اس وجہ سے تیرے درجے بلند کئے گئے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان ایک اولاد چھوڑ جائے تو یہ بہت بڑا اِنعام ہے اور یہ سے نکاح کے ثمرات میں سے ہے۔

فائدہ نمبر 6

نکاح کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ عورت گھر کی نگہبانی اور کام کاج کھانا پکانا، برتن دھونا، جھاڑو دینا ایسے کاموں کیلئے کفایت کرتی ہے اگر مَرد ایسے کاموں میں مشغول ہوگا تو علم وعَمل اور عبادت سے محروم ہوگا اس لئے دِین کی راہ میں عورَت اپنے خاوند کی یار و مددگار ہوتی ہے۔ اس بناء پر حضرت ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ نیک عورت امورِ دُنیا سے نہیں ہے بلکہ اسبابِ آخِرت سے ہے یعنی تجھے فارغ البال رکھتی ہے تاکہ آخِرت کے کاموں میں مشغول رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ایمان کے بعد نیک عورت سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہے۔

فائدہ نمبر 7

نکاح کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ شادی کے بعد اگر انسان بدکاری اور بدنگاہی سے بچنا چاہے تو بآسانی بچ سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اے نوجوانوں! جو کوئی تم سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ شادی کرے کیونکہ شادی کرنے سے انسان بدنگاہی اور بدکاری سے بچ جاتا ہے اور اگر کسی کو نکاح کی استطاعت نہ ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے بچاؤ کا ذَرِیعہ ہیں۔

فائدہ نمبر 8

خواجہ ابو طالب مکّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب **قوت القلوب** میں نَقل کرتے ہیں کہ جب عورَت کے ساتھ اس کا خاوند کھیلتا ہے اس کے بَوسے لیتا ہے تو اس کو اتنی نیکیاں ملتی ہیں جتنی اللہ عزوجل کو منظور ہیں اور جب دونوں غُسل کرتے ہیں تو اللہ عزوجل پانی کے ہر قطرے سے ایک فِرشتہ پیدا کرتا ہے جو قِیامت تک اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کرتا ہے اور اس تسبیح کا ثواب دونوں خاوند بیوی کو عطا ہوگا۔

فائدہ نمبر 9

جب مَرد اپنی بیوی کو دیکھتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کو دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کی طرف رَحمت کی نظر فرماتا ہے اور جب خاوند اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو دونوں خاوند بیوی کے گناہ جھڑتے ہیں حتیٰ کہ اُنگلیوں کے درمیان سے بھی گناہ جھڑتے ہیں۔ (جامع صغیر، ص ۲۸)

فائدہ نمبر 10

شادی شدہ کی ایک رَکعت غیر شادی شدہ کی ستّر رکعتوں سے افضل ہے۔ (احیاء العلوم)

فائدہ نمبر 11

شادی شدہ مسلمان کی غیر شادی شدہ پر ایسی فضیلت ہے، جیسی فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کی فضیلت گھر بیٹھنے والے پر ہے۔
(احیاء العلوم)

فائدہ نمبر 12

نکاح سے استقامت بھی حاصِل ہوتی ہے یعنی عورتوں کی ضروریات مہیا کرنا، کسی ناگوار بات پر صَبْر کرنا نیز ان کو راہ شرع پر قائم رکھنا اور یہ بڑی کوشش پر موقوف ہے اور یہ کوشش بہتری عبادت ہے۔
حدیث شریف میں ہے کہ بیوی کو نفقہ دینا خیرات دینے سے بہتر ہے اور بُزرگوں نے فرمایا کہ اہل وعیال کے لئے کسب حلال کرنا ابدالوں کا کام ہے۔

فائدہ نمبر 13

نکاح شہوانی قوتوں کی لگام ہے اور نکاح نگاہوں کی پاکیزگی کا ذَریعہ، نکاح جوہر عصمت کے تحفظ کا ایک حصار ہے اور ذِہن منظر کی آوارگی پر ایک پہرہ۔ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو خدا سے پاک وصاف ہو کر ملنا چاہے اسے چاہئے کہ آزاد اور شریف عورتوں سے نکاح کرے۔

فائدہ نمبر 14

اس بات کا عام مشاہدہ ہے کہ مرد اور عورَت کے جسمانی نشوونما کی کماحقہ، تکمیل اور اس میں شادابی اور نکھار میاں بیوی کے باہم ازدواجی تعلقات کے بعد ہی آتا ہے۔ چُنانچہ لڑکیاں دُلہن بننے کے بعد جب کچھ دِن سسرال میں رہ جاتی ہیں تو قدرتی طور پر ان کے رنگ وروپ کو بانک پن مل جاتا ہے اور بدن واضح تبدیلیوں کی سرحد میں داخل ہو جاتا ہے۔ مرد کا جسم بھی اپنے نشوونما کی تکمیل میں کچھ اس طرح کی کیفیات سے دوچار ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر 15

بسااوقات نا قابل فہم اور پیچیدہ بیماریوں کا علاج حکماء فوری طور پر شادی تجویز کرتے ہیں اس بات کا بھی مشاہدہ ہے کہ کبھی کبھی نوجوان لڑکیوں کا دورہ اور ہسٹریا کی کیفیت بھی شوہروں کے پاس جانے سے ٹھیک ہوجاتی ہے اور کبھی انتہائی پیچیدہ بیماریاں جو ہزار دَوا اور عِلاج کے بعد بھی نہیں ٹھیک ہوتیں۔ جب عورت کا پہلا بچہ ہوا خود بخود ختم ہوگئیں اور عورت تندرست وتوانائی ہوگئی۔ نیز مردوں کا سالہا سال کا جریان اور دیگر کئی بیماریاں نکاح کرنے کے بعد خود ہی رفع ہوگئیں یہ عام طور پر مشاہدات ہیں جن کے لئے اصول بقراط، فصول جالینوس یا قانون ابن سینا سمجھنے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ نمبر 16

شادی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذَرِیعے دشمن دوست، بدخواہ خیر خواہ، کمزور توانا، غیر اپنے اور اجنبی حقیقی بن جاتے ہیں، نفرت محبت اور عداوت دوستی کا لباس پہن لیتی ہے۔ عربوں کی دوستی اور ان کی دشمنی بہت مشہور چیز تھی۔ شادی کے ذَرِیعے اجنبیوں اور دشمنوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی پوری کوشش کرتے اور وہ نکاح کے ذَرِیعے نفرت کو محبت اور عداوت کو دوستی میں بدل دیتے جس کی بہت سی مثالیں ہیں۔

فائدہ نمبر 17

احیاء العلوم میں ہے کہ قِیامت کے دِن جب حساب شروع ہوگا اور میدانِ حشر میں مسلمانوں کے بچے جمع ہوں گے تو پھر اللہ عزوجل فِرِشتوں سے فرمائے گا ان بچوں کو جنّت میں لے جاؤ وہ بچے جب جنّت کے دروازے پر پہنچیں گے تو وہاں رُک جائیں گے فِرِشتے ان سے کہیں گے **مرحبا مرحبا** یہ مسلمانوں کے بچے ہیں، اے بچو جنّت میں داخل ہوجاؤ کیونکہ تم پر کوئی حساب نہیں۔ یہ سن کر وہ بچے کہیں گے اے فِرِشتو ہمارے ماں باپ کہاں ہیں ان سے جنّت کے فرشتے کہیں گے تمہارے والدَین تم جیسے نہیں ان کے ذِمّہ گناہ اور غلطیاں ہیں لہٰذا ان کا حساب ہوگا یہ سن کر وہ بچّے جنّت کے دروازے پر پہنچیں گے اور شور مچائیں گے اللہ عزوجل جو کہ سب کچھ جانتا ہے فرشتوں سے پوچھے گا یہ شور کیسا ہے ملائکہ کرام عرض کریں گے، یااللہ عزوجل یہ مسلمانوں کے بچے ہیں وہ رو رہے ہیں اور کہتے ہیں ہم اپنے والدَین کے بغیر جنّت میں نہیں جائیں گے اس پر اللہ عزوجل فرمائے گا اے فرشتو! محشر کے میدان میں گھوم جاؤ اور ان بچوں کے والدین کو تلاش کرکے ان کے ساتھ ہی جنّت میں بھیج دو۔

پیارے اسلامی بھائیو! ان بچوں کے والدین ان کی بَرَکت سے بغیر حساب ہی جنّت پہنچ جائیں گے اور یہ ساری بَرَکتیں شادی کی ہیں جس کی وساطت سے اولاد ہوئی۔

فائدہ نمبر 18

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان کی نماز اچھی ہو اور اس کے اہل وعیال زیادہ ہوں مال کی قلت ہو اور وہ مسلمان غیبت سے بچا رہے وہ میرے ساتھ جنت میں داخل یوں گا جیسے ہاتھ کی یہ دو اُنگلیاں ہیں۔ (احیاء العلوم)

فائدہ نمبر 19

فرمایا تاجدارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، جس نے اپنی دو بیٹیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ دونوں بالغ ہوگئیں وہ مسلمان قیامت کے دِن میرے ساتھ یوں ہوگا جیسے یہ اُنگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

ان احادیثِ مبارکہ سے پتہ چلا کہ شادی بہت بڑی نیکی اور مقبول ترین نیکی ہے۔

فائدہ نمبر 20

شادی سے انسان کو ذہنی، قلبی، طبعی، جنسی سکون ملتا ہے جو ایک انسانی زندگی کے لئے بہت اہم ہے۔ دِل و دماغ اور ذِہن کا سکون ایک بڑی نعمت ہے جو شادی کے بغیر میسر نہیں۔

فائدہ نمبر 21

نکاح انسانی سکون کا سرچشمہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے قرآن مومنین کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے، ''اے ہمارے ربّ ہمیں دے ہماری بیویاں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔'' (سورہ فرقان، پ ۱۹، ع ۴)

فائدہ نمبر 22

شادی کا سب سے بڑا دِینی فائدہ یہ ہے کہ اس سے بندے کا دِین تقویٰ اور اخلاق مضبوط ہوجاتا ہے۔ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے نکاح کرلیا اس کا آدھا دِین محفوظ ہوگیا۔

فائدہ نمبر 23

نکاح کرنے میں بے انتہا مصلحتیں ہیں دِین و دنیا کے کام اس سے دُرست ہوجاتے ہیں اور بڑی بات یہ ہے کہ فائدہ اور ثواب کا ثواب کیونکہ میاں بیوی کے پاس بیٹھ کر محبت، پیار کی باتیں، ہنسی دِل لگی میں دِل بہلانا نفل نمازوں سے بھی بہتر ہے جیسا کہ پہلے بھی مذکور ہوچکا۔

﴿فائدہ نمبر 24﴾

حدیث شریف میں ہے کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے لئے مال لائیں گی مال لانے کا مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں سمجھدار اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں۔ایسی حالت میں مَرد یہ سمجھے کہ میرے ذِمّے خرچہ بڑھ گیا ہے کمانے میں زِیادہ کوشش کرے گا اور عورَت ایسا نظام کرے گی جو مرد نہیں کرسکتا اور اس حالت میں راحت اور بے فِکر لازم ہے اور مال کا فائدہ بھی بے فکری اور راحت ہوتا ہے۔

نکاح کس نیَّت سے کرنا چاہئے؟

اسلام نے شادی کا مقصد پرہیزگاری اور افزائش نسل کو قرار دیا کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تم تقویٰ اور پرہیز گاری کے قلعہ میں آجاؤ نہ کہ محض حیوانات کی طرح نطفہ نکالنا (خواہش پوری کرنا ہی) تمہارا مقصد ہو۔نیز فرمایا،

وابتغوا ماتکبَ اللّٰہ لکم "یعنی بیوی کی قربت سے اولاد کا قصد کرو جس کو اللہ عزوجل نے تمہارے لئے مقرر فرمایا ہے۔"

چنانچہ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ پاک ہے نکاح کرو نسل بڑھاؤ کہ تمہاری کثرت کے سبب دوسری اُمتوں پر میں فخر کروں گا۔اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بانجھ عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا کہ اس کے اولاد نہیں ہوتی اور فرمایا کہ اگر کھجور کی چٹائی گھر میں بچھی ہو تو بانجھ عورت سے بہتر ہے اور فرمایا، سوداء ولود خیر من حسناء کماقر "بچہ جننے والی کالی عورت بہتر ہے خوبصورت بانجھ عورت سے۔" لہٰذا ثابت ہوا کہ اسلام میں شادی کا بنیادی مقصد حصولِ اولاد ہے نہ کہ شہوت رانی۔ ورنہ سیاہ فام کو خوبصورت بانجھ پر کیوں ترجیح دی جاتی۔صِرف شہوت کے پیش نظر حسن سراپا ناز کا انداز ہی کالی سیاہ فام عورت پر کئی درجے بھاری ہے۔ بہرحال سنّت کی ادائیگی سے نکاح کریں گے تو مذکورہ فوائد بھی اس میں حاصِل ہوتے جائیں گے۔

لمحۂ فکریہ

وہ لوگ (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) جو اپنی آزاد خیالی و نادانی کے سبب اولاد کو ایک زحمت سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ کو منقطع کرنے کے لئے نت نئے مصنوعی طریقے استعمال کرتے ہیں یا شباب کے جنون اور نمائش کے شوق میں یہ سوچتے ہیں کہ اگر اولاد جلدی ہوگئی تو ہماری شخصیت، پرسنالٹی اور جاذبیت میں فرق آجائے گا۔شباب کی نت نئی صبح بہار اور جوانی کی رنگینیاں متاثر ہوں گی۔ ہوٹلوں،کلبوں،سوسائٹیوں، پارٹیوں، پارکوں،خوبصورت لالہ زارں میں پوری آزادی اور بے فِکری کے ساتھ گھوم پر نہیں سکے گا۔ یاد رکھئے! "وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ"

تصویر کائنات کی دلکشی کا ایک پہلو عورت کے وُجود سے قائم ہے اس کے بغیر یہ خوبصورت دُنیا اپنی تمام تر مناظر فطرت کی سحر آفرینی کے باوُجود ایک اُجڑی ہوئی کائنات ہے بے شک عورت کا وُجود اپنے شباب کے تمام تر بانکپن کے ساتھ قدرت کی صناعی کا ایک حسین شاہکار ہے۔ شاعر فطرت کی ایک خوبصورت غزل ہے، جام ہے، خم ہے، سبو ہے، صہبا ہے، سنبل ہے، گل ہے، بلبل ہے، غنچوں کی چٹک ہے، کلیوں کا تبسم ہے، پھولوں کا نکھار ہے، آبشاروں کا ترنم ہے۔

الغرض وہ نسوانی حسن و جمال کا معیار اوّل اور شاہکار آخر ہی کیوں نہ ہو وہ اپنے وُجود میں اس وَقت تک نامکمل اور ادھوری ہے جب تک وہ ماں نہ بن جائے۔ عورت کی نسوانیت کی تکمیل ماں بننے پر منحصر ہے اس کے وُجود کا آئینہ جمال وکمال اس وَقت عکس نگار مانا جائے گا جبکہ وہ اپنے وجود سے کسی نئے وجود کو انسانی قافلے میں موجود نہ کردے۔

نکاح کے جسمانی اور سائنسی فوائد

مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں مختلف دانشوروں کی ایک کانفرنس ہوئی کس کا موضوع تھا (**شادی کے فوائد**) اس کانفرنس میں شریک تمام ماہرین نے شادی کے حق میں دلائل دیئے جو کچھ یوں تھے:۔

۱۔ شادی انسان کی فطری ضرورت ہے۔

۲۔ شادی شدہ افراد کی صحت غیر شادی شدہ افراد کے مقابلے میں عموماً بہتر ہوتی ہے اور ۵۵ فیصد افراد میں خطرناک بیماریوں کی وجہ سے غیر شادی شدہ یا طلاق کے بعد تنہا رہنا ہے۔ قاہرہ میں ادارہ معاشرتی علوم کے ماہر ڈاکٹر محسن الفرقان کے خیال میں شادی کرنے سے لوگ کئی نفسیاتی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں، شادی شدہ افراد بہترین اخلاقی صفات کے حامل ہوتے ہیں، شادی کرنا بذاتِ خود نفسیاتی اور ذہنی صحت کی علامت ہے قاہرہ یونیورسٹی کے ماہر نفسیات ڈاکٹر بسری عبدالحسن کا مشورہ ہے کہ تنہائیوں کی تلخیوں سے بچنے کے لئے شادی کرنا ضروری ہے تنہائی کی وجہ سے نفسیاتی اضطراب پیدا ہوتا ہے اور صحت پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شادی اس کا بہترین حل ہے جس سے انسان ذہنی سکون محسوس کرتا ہے اور طبعی خواہشات شرعی طریقے سے پوری کرتا ہے۔

واشنگٹن یونیورسٹی میں نفسیاتی امراض کے استاد نیل جیکسن مسلسل تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ شادی شدہ افراد نفسیاتی بیماریوں سے عموماً محفوظ رہتے ہیں۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر شادی شدہ اور طلاق یافتہ افراد، نزلہ، زکام، امراض قلب اور اعصابی بیماریوں کے ساتھ ساتھ شوگر، پتھری اور معدہ کی بیماریوں اور سَر دَرد کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

یہ بات اب بین الاقوامی طور پر تسلیم کی گئی کہ شادی شدہ افراد کی عمریں غیر شادی شدہ افراد کی نسبت زیادہ طویل ہوتی ہیں، اکیس فیصد شادی شدہ افراد کی نسبت زیادہ طویل ہوتی ہیں اکیس فیصد شادی شدہ افراد کے مقابلے میں پچپن فیصد غیر شادی شدہ یا

طلاق یافتہ افراد خطرناک بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ قاہرہ یونیورسٹی میں دماغ اور اعصاب کے ماہر ڈاکٹر سمیر الملا کا کہنا ہے کہ شادی شدہ افراد اعصابی اضطراب سے عموماً محفوظ رہتے ہیں وہ غمگینی وافسردگی اور نفسیاتی دباؤ کا شکار نہیں ہوتے۔

ایک معروف امریکی ماہرِ نفسیات اپنی کتاب 'فار ایور بیچلر' میں لکھتے ہیں کہ شادی کی مخالفت کرنے والوں میں اکثریت کمزور دِل اور غیر مستقل مزاج افراد کی ہوتی ہے۔ یہ لوگ ذِمّہ داریوں سے گھبراتے اور فرائض کی ادائیگی سے کتراتے ہیں ان میں عام انسانوں کی نسبت خود غرضی کا عنصر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ دوسروں کے لئے زِندہ رہنے کے لئے انسانی جذبوں سے پوری طرح آشنا نہیں ہوتے بلکہ ایسے افراد کا بُڑھاپا بھی عموماً خراب اور تنہا گزرتا ہے۔

نکاح سے درازی عُمر اور جدید تحقیق

شادی اگر شادمانی ہے تو عمر لمبی ہوگی۔ برٹس میرج ون پلس نے یورپ اور امریکہ میں ریسرچ کے بعد اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ شادی شدہ لوگ زِیادہ دیر تک زِندہ رہتے ہیں اور ان کی صحت بھی اچھی ہوتی ہے اور ان پر ذہنی اور جسمانی بیماریاں بھی کم اثر انداز ہوتی ہیں ان میں ڈیپریشن بھی کم ہوتا ہے اور وہ مالی طور پر مستحکم ہوتے ہیں برعکس ان لوگوں کے جو کنوارے، رنڈوے اور طلاق یافتہ ہوتے ہیں اسی سلسلے میں یورپ اور امریکہ میں کی گئی حالیہ تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ازدواجی زِندگی کا ناکامی متعدد جسمانی اور ذہنی بیماریاں پیدا کرتی ہے اس سلسلے میں فائنا ایم سی ایسٹر کا کہنا ہے کہ صِرف برطانیہ میں 364000 بالغ حضرات ہر سال طلاق سے متاثر ہوتے ہیں اور تقریباً 150000 بچے جو کہ غیر شادی شدہ جوڑوں کے تعلقات کے نتیجے میں جنم لیتے ہیں ازدواجی تعلقات میں اونچ نیچ کے سبب عملی زِندگی میں اکثر وبیشتر ناکام رہتے ہیں شادی مندرجہ ذیل حفاظتی اثرات کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

۱۔ خوشگوار ازدواجی زِندگی روزمرہ کی پریشانیوں اور تفکرات کے درمیان ایک ڈھال کا کام دیتی ہے۔

۲۔ شادی شدہ لوگوں کی صحت عموماً غیر شادی شدہ لوگوں سے بہتر ہوتی ہے۔

۳۔ شادی بعض بُرائیوں اور ناجائز تعلقات سے بھی بچاتی ہے۔

ایم سی ایسٹر کا کہنا ہے کہ شراکت کی ناکامی جسمانی بیماریوں کے علاوہ ذہنی بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بھی بنتی ہے تحقیقی رپورٹ کے مطابق 1973ء میں برطانیہ کے ذہنی امراض کے ہسپتال میں تقریباً 100000 افراد میں سے 257 شادی شدہ مَرد ہسپتال میں داخل ہوئے جبکہ اس کے برعکس 663 غیر شادی شدہ، 752 رنڈوے اور 1596 مطلقہ افراد ہسپتال میں علاج کی غرض سے داخل ہوئے جبکہ عورتوں میں 433 شادی شدہ 623 غیر شادی شدہ رنڈوی اور 1596 مطلقہ عورَتیں علاج کی غرض سے داخل ہوئیں۔ تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ غیر شادی شدہ افراد میں دِل کی بیماریوں کی وجہ سے

شرح اموات شادی شدہ افراد کی نسبت بہت زیادہ ہے نیز غیر شادی شدہ افراد کینسر خودکشی اور دیگر جان لیوا امراض میں شادی شدہ افراد کی نسبت زیادہ مبتلا ہوتے ہیں رپورٹ مزید بتاتی ہے کہ طلاق سے بچوں کی نفسیات پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اکثر ایسے کیسوں میں ان کی شخصیت کا شیرازہ مکمل طور پر بکھر جاتا ہے رپورٹ کے آخر میں فائنا ایم سے السٹر کہتی ہے کہ ہمیں شادی کی ناکامی کی وجوہات پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور روزمرہ ازدواجی مسائل کو خوش اسلوبی سے حل کرنا ہی پائیدار ازدواجی زندگی کی علامت ہے۔ (برٹش میرج ون پلس)

نکاح کی مصلحت

نفس میں جو تقاضے پیدا ہوتے ہیں اگر ان کے پورا ہونے کے لئے ایک محل بھی تجویز نہ کیا جائے تو پھر انسان نفس کے تقاضے کو ہر جگہ پورا کرے گا اور اس طرح بے حیائی کا عیب نمایاں ہو جائے گا اس لئے شریعت نے نکاح تجویز کیا ہے جس میں نفس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ایک محل کا تعین ہے اور اس تجویز میں شریعت کا عقل سے زیادہ خیر خواہ ہونا ثابت ہے کیونکہ اگر عقل سے استفسار کیا جائے تو عقل نکاح کو تجویز نہیں کر سکتی کیونکہ ایک اجنبی مرد کے سامنے ایک اجنبی عورت کا اس طرح بے حجاب ہونا عقل کے نزدیک بالکل صحیح ہے مگر عقل کی اس تجویز پر اگر عمل کیا جاتا تو زیادہ فتنہ برپا ہوتا کہ ابھی تو ایک اجنبی مرد اور عورت بے حجاب ہو رہے تھے پھر نا معلوم کتنے مرد اجنبی عورتوں کے ساتھ بے حجاب ہوتے اور کتنی عورتیں اجنبی مردوں کے ساتھ بے حجاب ہوتیں کیونکہ آخر مرد و عورت ایک دوسرے سے کہاں تک صبر کرتے۔ ان عواقب پر نظر کر کے شریعت نے نکاح کا حکم فرمایا تاکہ اس تقاضے کو پورا ہونے کا محل محدود و متعین ہو کر فتنہ نہ پڑے چنانچہ عقل تو مطلقاً حیاء کو مطلوب سمجھتی ہے اور نکاح کو خلاف حیاء بتائی ہے مگر اسلام نے نکاح کا قانون حیاء ہی کی حفاظت کیلئے مقرر کیا ہے کیونکہ اگر ایک جگہ بھی حیاء کو ترک کیا جائے گا تو پھر انسان پورا بے حیاء ہو جائے گا۔

نکاح عزّت اور سکون کا ذَرِیعہ

اللہ عز و جل کا ارشاد ہے، دیکھو یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے اس نے تمہارا جوڑا تمہاری ہی نسل سے پیدا کیا تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو اور دونوں میں محبت ڈال دی تاکہ چین سے رہو۔ مزید فرمایا، ''تمہاری عورتیں تمہارے لئے پوشاک ہیں اور تم ان کے لئے پوشاک ہو۔'' جس طرح بدن اور پوشاک کا بہت قریبی اور ضروری تعلق ہے اسی طرح میاں بیوی کا بھی بہت قریبی تعلق ہوتا ہے اور جس طرح انسان کا پوشاک کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا اسی طرح میاں بیوی کا بھی ایک دوسرے کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا نیز جس طرح پوشاک موسم کی سختی کو روکتی ہے اسی طرح میاں بیوی بھی مصیبتوں میں ایک دوسرے کیلئے ڈھال اور مددگار بن جاتے ہیں۔

یاد رکھئے! پوشاک عزّت اور آبرو کی محافظت ہے عریانی اور بے حیائی سے بچاتی ہے اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کی عزّت و آبرو کی حفاظت کے سبب ہیں جس طرح صاف اور خوبصوت پوشاک سے انسان کو فرحت حاصل ہوتی ہے اسی طرح اچھے میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے سکون اور راحت کا باعث ہوتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ لوگ بیوی والے کو سانڈ نہیں سمجھے اپنی بیوی بچوں پر اس کی نفسانی خواہش کا خوف نہیں کرتے اور بے نکاح آدمی کو مثل سانڈ کے سمجھتے ہیں اس کی طرف سے ہر شخص کو اپنی بیوی بچیوں سے خدشہ سا ہوتا ہے اور مرد سے عورت کی عزّت یہ ہے کہ لوگ اس کے اوپر کسی قسم کا شبہ نہیں کرتے میاں چاہے پاس رہے یا پردیس میں رہے اور نکاح سے پہلے عزّت و آبرو ہر وقت خطرہ میں رہتی ہے۔

بے نکاح رہنے کے نقصانات

جب نکاح بمنزلہ لباس کے ہے تو بے نکاح رہنا عریانی ہے پس اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ عورت مرد کیلئے بے نکاح رہنا عیب کی بات ہے جبکہ استطاعت ہو ترک نکاح بہت سے فتنوں کا سبب ہے۔ چنانچہ وساوس وخطرات کا ہجوم ہوگا جو عبادت میں حلاوت اور اطمینان کو بالکل برباد کردے گا اور بعض لوگ ان وساوس وخطرات سے متاثر ہو کر ان کے مقتضاء پر عمل بھی سرزد ہو جاتا ہے چنانچہ بعض لوگ تو عورتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض اپنی ظاہری تقدس کی حفاظت کے لئے عورتوں سے بچتے ہیں کیونکہ اس میں آدمی بدنام ہو جاتا ہے اور وہ نوعمر خوبصورت لڑکوں میں دلچسپی بڑھا لیتے ہیں اور یہ اس سے بھی بڑھ کر فتنہ ہے۔ بعض لوگ اصل فعل بد سے بچتے رہتے ہیں مگر وہ چوما چاٹی میں مبتلا ہو جاتے ہیں تاکہ دوسرے لوگ بدگمان نہ ہوں۔ حتیٰ کہ خود وہ اس کو بزرگانہ شفقت پر محمول کرے گا۔ بعض لوگ باوُجود ضرورت اور وسعت کے نکاح نہیں کرتے بعض تو شروع ہی سے نہیں کرتے اور بعض لوگ بیوی کے فوت ہو جانے کا طلاق دینے کے بعد بھی نہیں کرتے جب ضرورت اور وسعت ہو نکاح واجب یا فرض ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، لعنت کرے اللہ تعالیٰ ایسے مردوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم شادی نہیں کریں گے اور لعنت کرے اللہ تعالیٰ ایسی عورتوں پر جو یہ کہتی ہیں کہ ہم شادی نہیں کریں گی۔ (قوت القلوب، ص ۴۱۹)

اسی وجہ سے اس عورت کو جس نے خاوند کے حقوق کے متعلق سوال کیا اور بعد میں کہا فلا اتزوّج میں شادی نہیں کروں گی یہ جواب سن کر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بلیٰ تفزوّجی فانہ خیر تو شادی کر یہی تیرے لئے بہتر ہے۔

چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے، امّ المومنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایک جوان عورت نے دربارِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جوان عورت ہوں اور میرا رشتہ طلب کیا جا رہا ہے لیکن میں شادی کو پسند نہیں کرتی لہٰذا فرمایا جائے کہ خاوند کا بیوی پر کیا حق ہے یہ سن کر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خاوند کو سر سے قدموں تک پیپ بہتی ہو اور بیوی اس کو چاٹ لے تو پھر بھی خاوند کا حق ادا نہ ہوا، یہ سن کر اس عورت نے کہا میں شادی نہیں کروں گی اس پر فرمایا

شادی کراسی میں بہتری ہے۔ (قوت القلوب، ص ۵۱۵)

ارشادِ ربّ تعالیٰ ہے، فانکحوا ماطاب لکم من النّساء نکاح کرو عورتوں سے جو تمہیں اچھی لگیں۔ (النساء)

چونکہ شہوت کا غلبہ انسان کے لئے اکثر اوقات گناہوں کی ترغیب کا سبب بن جاتا ہے اور یہ امر شریعت کو سخت ناپسند ہے چنانچہ ایک نکاح سے مقصود پورا نہ ہو رہا ہو تو ''عدل وانصاف کی شرط'' کے ساتھ مزید نکاح کی اِجازت بھی عطا کی گئی ہے۔

چُنانچہ ارشاد ہوتا ہے، فانکِحوا ماطاب لکم منّ النّساء مثنٰی وثُلٰث و رباع فان خفتم الا تعدِلو فواحدۃً یعنی تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو، تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو تو ایک ہی کرو۔ (النساء)

بہرحال ایک سے زِیادہ کی صورت میں عدل وانصاف شرط ہے، اگر ناانصافی سے کام لیا تو گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے جب کسی کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں انصاف نہ کرے تو بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو فالج زدہ ہوگا۔ (ترمذی شریف)

نکاح نہ کرنے والوں کا اَنجام

کیسانوا اپنی سوانح میں لکھتا ہے:۔

''میں نے شادی نہیں کی کیونکہ ایک عورت سے وابستگی مجھے پسند نہیں تھی، لیکن اب یہی خودمختاری میرے لئے غلامی بن گئی ہے۔ اگر میں نے ایک ہوش مند عورت سے شادی کی ہوتی تو مجھے اپنے قابو میں رکھ سکتی تو میری دولت محفوظ رہتی، میرے ہاں بچے پیدا ہوتے اور میں بڑھاپے کی تنہائی اور افلاس سے محفوظ رہتا۔''

گریٹا گاربو کسی زمانے میں ہالی ووڈ کی مشہور ترین ایکٹرس تھی مگر بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے کے بعد اس کے دوست احباب سب اس کا ساتھ چھوڑ گئے اس نے اپنی ۷۵ ویں سالگرہ ۱۸ستمبر ۱۹۸۰ء میں تنہا منائی۔ گریٹا گاربو کے سوانح نگار نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ کو اس بات پر افسوس ہے کہ آپ نے شادی نہیں کی جس کی وجہ سے آج آپ کی تنہائیوں کا کوئی ساتھ نہیں۔ گریٹا گاربو نے غمگین لہجے میں جواب دیا، ''میرا خیال ہے کہ شادی نہ کرنا ایک غلطی ہے۔'' (ہندوستان، ٹائمز ستمبر ۱۹۸۰ء)

میریلسن مفرو امریکہ کی انتہائی مشہور خاتون ہے۔ اس نے اولاً فوٹوگرافر کے ماڈل کی حیثیت سے اپنی زِندگی کا آغاز کیا اس کے بعد وہ اپنی غیر معمولی نسوانی کشش کی بناء پر فلم کی دُنیا میں ہیرو بن گئی۔ اسے جنسی دیوی کہا جانے لگا اور اس کی آخر فلم بے جوڑ تھی، فلم کا عنوان گویا خود اس کی اپنی زِندگی کا عنوان تھا انسانی زِندگی کے سمندر کے درمیان وہ نفسیاتی طور پر تنہا ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ اپنے آپ کو مستقل ڈیپریشن میں محسوس کرتی تھی آخرت کار وہ ایک نفسیاتی عذاب کو برداشت نہ کرسکی 5 اگست 1962ء کو اس نے بیک وَقت ایک ساتھ بہت سی نیند کی گولیاں کھا کر اپنی زِندگی کا خاتمہ کرلیا۔

نکاح کرنے کا فقہی حکم

یہ بات ضرور ذِہن نشین رہنی چاہئے کہ نکاح ہمیشہ سنّت نہیں بلکہ بعض صورتوں میں فرض، کبھی واجِب، کبھی مکروہ، بلکہ بسااوقات توحرام بھی ہوتاہے اس کی تفصیل یہ ہے۔ اگر حالت اعتدال ہے یعنی نہ شہوت کا بہت زِیادہ غلبہ ہے نہ یہ شخص نامرد ہے، نیز مہراور نان نفقہ پر قادر بھی ہے، تو نکاح سنّتِ مؤکدہ ہے۔

اس صورت میں نکاح نہ کرنے پر مصر رہنا گناہ ہے اور حرام سے بچنے ...... یا اتباعِ سنّت ...... یا حصولِ اولاد کی نیت سے ہو تو ثواب بھی پائے گا...... اور...... اگر مہرونفقہ پر قادر ہے اور شہوت کے غلبے کے باعث زِناء، بدنگاہی یا ہاتھ سے غُسل واجِب کرنے میں مُبتَلا ہوجانے کا اندیشہ رہے تو اس صورت میں نکاح کرنا واجِب ہے نہ کرے تو گنہگار...... اور...... اگر نکاح نہ کرنے کی صورت میں زناء میں مبتلا ہونے کا یقین کامل ہے تو نکاح کرنا فرض ہے اس صورت میں نکاح نہ کرنا، واجِب والی صورت کے مقابلے میں زِیادہ سخت گناہ کا باعث ہے...... اور...... اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرنے پر نان ونفقہ یا دیگر ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو اب نکاح مکروہ ہے، کرے گا تو گناہگار ہوگا...... اور...... اگر ان باتوں پر کامل یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔ اس صورت میں مکروہ والی صورت سے زِیادہ گناہگار ہوگا۔

یہاں پر یہ امر بھی قابل حفظ ہے کہ نکاح سے مطلوبہ اچھے نتائج اسی صورت میں حاصل ہوسکتے ہیں کہ جب درج ذیل حدیثِ پاک میں بیان کردہ سبب کوسامنے رکھتے ہوئے نکاح کیا جائے۔ چُنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت سے چار چیزوں کی بناء پر نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کے سبب، اس کے حسن وجمال کی بناء پر، اس کی دِینداری کے لحاظ سے پس تم دِین والی کو حاصِل کرو۔ (بخاری، کتاب النکاح)

نکاح کے لئے اِستخارہ

استخارہ کا مطلب اللہ عزوجل سے بھلائی طلب کرنا ہے یعنی کسی اہم کام کا قصد کرے تو اس کے کرنے سے پہلے استخارہ کرے۔ استخارہ کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے کہ اے علام الغیوب عزوجل مجھے اشارہ فرمادے کہ یہ کام میرے حق میں بہتر ہے یا نہیں۔ استخارہ کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ ارادہ بھی کرلو پھر برائے نام استخارہ بھی کرو بلکہ اپنے کام کے اِرادہ سے پہلے استخارہ کرنا چاہئے۔ استخارہ اس شخص کا مفید ہوتا ہے جو خالی الذہن ہو ورنہ جو خیالات ذِہن میں بھرے ہوتے ہیں ادھر ہی قلب مائل ہوجاتا ہے اور یہ شخص سمجھتا کہ یہ بات مجھ کو استخارہ سے معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ خواب یا قوت متخلیہ میں اس کے خیالات ہی نظر آتے ہیں۔

طریقۂ استخارہ

پہلے دو رَکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رَکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری میں فاتحہ کے بعد سورۂ اِخلاص یعنی قُل ھُوَ اللّٰہ اَحد پڑھےاور سلام پھیر کر پھر یہ پڑھے:۔

اللّٰھم انّی استَخیرُک بعلمک و استِقدرُکَ یقدر نک واسْئَلک من فضلِک العظیم ط فانَّک تقدر ولا اقدر وتعلمُ ولا اعلمُ واَنت علاّم الغُیوب ط اَللّٰھُمَّ اِن کنُت تعلم انَّ ھٰذا الاَمر خیرٌ لِّی فِی دِینی ومعا شِی وعاقبۃِ اَمری وعاجِل اَمری واٰجلہٖ فاقدُرہ لِی ویسِّرہ لی ثُمَّ بارِک لی فیہ اللھم ان کُنت تعلم انّ ھٰذا الامر شرلی فی دِینی و معاشی و عاقبَۃ اَمری و عاجِل اَمری واٰجلہٖ فَاصرِفہ عنّی واصر فنی عبہ واقدرلی الخیر حیثُ کان ثُمَّ ارضِنی بہٖ ط

ترجمہ : اے اللہ عزّ وجل میں تیرے عِلم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قُدرت کے ذَرِیعے سے طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو سب کچھ جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ امر (جس کام میں قصد واِرادہ رکھتا ہوں) میرے دِین و ایمان اور میری زِندگی اور میرے انجام کار میں دُنیا وآخرت میں میرے لئے بہتر ہے تو اس کا میرے لئے مقدر کردے اور میرے لئے آسان کردے پھر اس میں میرے واسطے بَرکت کردے۔ اے اللہ عزّ وجل! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے بُرا ہے میرے دِین وایمان میری زِندگی اور میرے انجام کا دُنیا وآخرت میں تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے پھیردے اور جہاں کہیں بہتری ہو میرے لئے مقدر کردے پھر اس سے مجھے راضی کردے۔

بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے اور دُعائے مذکورہ پڑھ کر باطہارت قِبلہ رو سورہے دُعا کے اوّل وآخر سورۂ فاتحہ اور دُرود شریف پڑھے۔ اگر خواب سپیدی یا سنہری دیکھے تو سمجھے کہ یہ کام بہتر ہے اور اگر سُرخی یا سیاہی دیکھے تو سمجھے کہ بُرا ہے، اس سے بچے۔

نکاح میں جلدی کرنے کا حکم

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین چیزوں میں تاخیر نہ ہونی چاہئے، نماز جس کا وَقت آجائے اور جنازہ جبکہ حاضِر ہوجائے اور بے نکاحی لڑکی کی شادی جب اس کا کفول جائے۔ (راوی ترمذی، مشکوۃ)

نکاح کے لئے سب سے اچھی عورتیں

نکاح یعنی کسی کو شریکِ حیات، رفیقِ زندگی اور عمر بھر کا ساتھی بنانا وہ بھی خوشی اور آرام، رنج وغم غرضیکہ ہر حال میں ساتھی ہو جس کے انتخاب کے لئے بہت اہم مسئلہ ہے اس میں کافی سوجھ بوجھ اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ آدمی جب چند گھنٹوں یا چند دِنوں کے سفر میں نکلتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ آس پاس بیٹھنے والے لوگ ذرا سلیقے، قرینے والے اور مہذب اور با اخلاق ہوں تا کہ سفر پُرسکون طور پر گزر جائے اور کسی طرح کی ذہنی کوفت نہ ہو، ورنہ تمام راستے بوریت، اُلجھن اور گھٹن محسوس کرتا ہے۔

چند دِنوں یا گھنٹوں کے سفر میں جب آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہم سفر بڑے آرام اور سکون سے کریں تو پھر زِندگی بھر کا ہم سفر منتخب کرتے وَقت ان ضرورتوں کا احساس تو اور زیادہ ہونا چاہیئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسی ہو کہ جب اس کو شوہر دیکھے تو اس کا دِل خوش ہو جائے اور جب اس کو کوئی حکم دے اس کو بجالائے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔ (نسائی)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے اور بچے جننے والی ہو کیونکہ میں تمہاری کثرتِ اولاد کی وجہ سے دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔ (ابو داؤد)

اگر وہ بیوہ عورت ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے شوہر سے محبت کرنے والی اور بچے جننے والی اور اگر کنواری ہے تو اس کی تندرستی سے اور اس کے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی عورت سے صِرف اس کے حسن و جمال اور مال و دولت کی وجہ سے شادی کی تو وہ دونوں اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں لیکن جس نے دینداری اور پارسائی کو اہمیّت واوّلیت دی اسے مال و جمال دونوں حاصِل ہوں گے۔ (اسلام اور شادی)

فی زمانہ اچھا رِشتہ ملنا مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ اس کام میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیئے بلکہ خوب دیکھ بھال کرنی چاہیئے۔ عام طور پر سب سے پہلے لڑکی کا کردار دیکھا جاتا ہے کیونکہ بدکردار عورت صِرف ایک مرد پر قناعت نہیں کر سکتی جیسا کہ اس ماڈرن دَور میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایسی عورتیں اپنی آزاد زِندگی میں وعدہ کسی اور سے کرتی ہیں شادی کسی اور سے اور محبت کا دَم کسی تیسرے سے بھرتی ہیں اس طرح کی عورتیں شوہروں کیلئے ایک زبردست المیہ بن جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتا ہے اور زِندگی اجیرن بن کر رہ جاتی ہے۔ دوسری چیز عورت کا حُسنِ اخلاق دیکھا جائے کہ بدخلق و بدمزاج عورت بڑی مُنہ پھٹ اور زَبان دراز، ناشکر، گستاخ اور بے ادب ہوتی ہے۔ تیسری خوبی یہ کہ عورت کا حسن و جمال دیکھے کہ

خوبصورتی اُلفت ومحبت اور فرحت وانبساط کا سبب بنتی ہے۔ اس لئے شریعت اس کی اجازت دیتی ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ بے دیکھے جو شادی ہوتی ہے اس کا انجام عام طور پر پشیمانی وندامت ہوتا ہے۔

پارسائی ودینداری کے ساتھ حُسن وجمال اس لئے ضروری ہے کہ عورت کی خوبصورتی مرد کو اِدھر اُدھر بھٹکنے سے محفوظ رکھتی ہے لیکن جس کے پیش نظر صِرف اتباع سنّت ہو اس کے لئے خوبصورتی ضروری نہیں کہ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے حد خوبصورت لڑکی کی موجودگی میں اس کی ایک ہی آنکھ والی بہن اور کالی بھی تھی مگر اپنی بہن سے زِیادہ عقل والی تھی یہ تقویٰ اور اتباعِ سنّت کی اعلیٰ منزِل ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **وَایاکم وخضراء الدّین** بچو تم گھورے کی ہریالی سے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ حضراء دمن سے کیا مُراد ہے؟ فرمایا، بُری جگہ کی خوبصورت عورت، یعنی بُرے خاندان کی خوبصورت عورت سے نکاح کرنے سے بچنا چاہئے **لانّ اعراق السّوء تنزع الیھا** اس لئے کہ بُری رگیں اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ شریف خاندان اور شرافت کی قید اس کے لئے لگائی جاتی ہے تاکہ اچھی رگیں، اچھا خون اپنی طرف کھینچیں۔ مذہب اسلام میں علم اور حسن عمل اور تقویٰ سب سے بڑا معیار ہے۔

نیز جہاں تک ہوسکے کنواری عورت کو ترجیح دی جائے کہ کنواری عورتیں زِیادہ محبت کرتی ہیں مطلقہ اور بیوہ عورتیں اکثر دِلوں میں پُرانے شوہر کی یادیں بسائے رہتی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے جابر تم نے کسی دوشیزہ سے شادی کیوں نہیں کی کہ وہ تمہارے ساتھ کھیلتی تم اس کے ساتھ کھیلتے۔

لیکن یہ باتیں جوانوں کے لئے ہیں عُمر رسیدہ بوڑھوں کے لئے نہیں کہ مُنہ میں دانت اور پیٹ میں آنت نہ ہو مگر اپنی دولت کی بنیاد پر کسی دوشیزہ سے شادی کریں جس کے عموماً ہولناک نتائج ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

نیز کسی بدمذہب جس کی گمراہی کُفر کی حدوں میں داخل ہوچکی ہے ان سے رِشتہ کرنا حرام ہے نہ ان کو رشتہ دے سکتے ہیں نہ لے سکتے ہیں بعض لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کو اپنی لڑکی تو نہیں دیتے مگر ان کی لڑکی یہ سمجھ کر لے آتے ہیں کہ اس سُنّی بنالیتے ہیں یہ رجحان بھی صحیح نہیں۔ اس اندازِ فکر سے بھی بچنا چاہئے۔ دوستی، محبت اور ناتہ صِرف اللہ عزوجل کے لئے ہی ہونا چاہئے۔

نکاح کے لئے پیغام بھیجنا سُنّت ہے

رشتہ کی تلاش میں لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی والوں کو شادی کرنے کا پیغام دینا سنّت ہے پیغام پر دونوں فریقوں کو تسلی کرنی چاہئے یعنی ایک دوسرے کے خاندانی حالات اور نام ونسب دیکھیں۔لڑکی والوں کو چاہئے کہ رشتہ کی ہاں کرنے سے پہلے لڑکے کی استطاعت کا جائزہ لیں اس کے کردار کی چھان بین کریں۔ایسے ہی لڑکے والوں کو چاہئے کہ وہ بھی لڑکی کی سیرت اور سلیقہ شعاری کا پوری طرح جائزہ لیں اور پھر نکاح کے پیغام کو پکا کریں یعنی منگنی وغیرہ کرلیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمھیں کوئی نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور اخلاق سے تم خوش ہو تو اس سے نکاح کرلو۔اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ برپا ہوگا اور لمبا چوڑا فساد ہوگا۔ (ترمذی شریف)

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے لئے جس طرح پیغام بھیجا اس کا واقعہ یوں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب سے روایت کی کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیوہ ہوگئیں یعنی ان کے خاوند حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔

پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور ان سے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے کہا۔انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے معاملہ پر غور کروں گا میں چند روز اِنتظار کرتا رہا، پھر ایک روز ان سے میری ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ مجھ پر ابھی یہی واضح ہوا ہے کہ فی الحال نکاح نہ کروں۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ سے کردوں۔حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے اور انہوں نے مجھ سے کسی قسم کا جواب نہ دیا مجھے اس طرزِ عمل کے باعث ان پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زِیادہ غُصّہ آیا۔پس چند روز ہی گزرے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا۔پس میں نے اسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں دے دیا پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ شاید آپ کو مجھ پر غصّہ آیا ہو جب آپ نے مجھ سے حفصہ کی بات کی اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا تھا۔چنانچہ حقیقت یہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود چاہتے تھے کہ اس امر کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذِکر فرمایا تھا لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راز کو افشا کرنا نہیں چاہتا تھا۔اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہ خیال ترک فرمادیتے تو میں قبول کرلیتا۔ (بخاری شریف)

کسی کے دیئے ہوئے پیغام پر پیغامِ نکاح دینا منع ہے

اسلام میں یہ بات نہایت ہی قبیح ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے ہونے والے کو وہاں سے قطع کرواکر خود نکاح کا خواہش مند ہے کیونکہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی دوسرے مسلمان بھائی کو ذہنی اذیت دینا بالکل حرام قرار دیا ہے بلکہ مسلمانوں کو آپس میں ہمدردی اور خیر خواہی کا درس دیا ہے۔ لہٰذا جب کسی کا پیغام کسی جگہ گیا ہو تو دوسرے مسلمان کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ بھی اپنے نکاح کا پیغام وہیں بھیج دے اس کی ممانعت کے بارے میں فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ نکاح کرلے یا اسے چھوڑ دے۔ (نسائی، ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک کے پیغام پر دوسرا کوئی شخص پیغامِ نکاح نہ بھیجے۔ (نسائی شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص فروخت ہونے کے وقت کسی دوسرے کی چیز پر فروخت نہ کیا کرے یعنی ایک کے خریدار کو پاس والا بیوپاری نہ بلایا کرے تاکہ اس کے بیوپار میں خلل نہ پڑے اور کوئی شخص دوسرے کے پیغام پر نکاح کا پیغام نہ دے جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے یا اس کی اجازت نہ دے دے۔ (نسائی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے رشتے کی بات چیت کہیں چل رہی ہو تو دوسرا شخص اس میں خواہ مخواہ نہ کود پڑے کہ ان کا ہوتا ہوا رشتہ ٹوٹ جائے کبھی ہوتا ہوا رشتہ ختم کرانے کے لئے یہ حربہ بھی استعمال کرلیا جاتا ہے کہ لڑکے یا لڑکی کا کوئی عیب بتادیا جاتا ہے، یا رشتہ کرنے والوں کو کوئی اور رشتہ بتادیتے ہیں، یا اپنے کسی عزیز کا پیغام بھیج دیتے ہیں اس طرح لڑکے یا لڑکی والے سوچ میں ڈوب جاتے ہیں کہ کہاں رشتہ کریں اس طرح کرنے والوں کو تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا ہے کہ جب کسی کے نکاح کی بات چل رہی ہو تو اس جگہ اپنا پیغام نہ بھیجو بلکہ انتظار کرتے رہو اگر ان کا رشتہ ہوجائے تو پھر کہیں رشتہ تلاش کرلو اور اگر ان کی بات ختم ہوجائے تو پھر وہاں اپنا پیغام بھیج سکتے ہو۔

ایسا کرنا اچھے اخلاق کا تقاضا ہے لہٰذا مسلمان کو بلند اخلاق ہونا چاہئے اور آداب کے دائرے میں رہتے ہوئے نکاح کا پیغام بھیجنا چاہئے۔

نکاح سے قبل کسی بہانہ سے ایک مرتبہ لڑکی کو دیکھنے کی اِجازت

شادی چونکہ عمر بھر کا بندھن ہوتا ہے لہٰذا اسلام میں اس امر کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص ایک نظر اس عورت کو نکاح سے قبل دیکھ لے جس کے ساتھ شادی کرنے کا اِرادہ کیا جارہا ہے، اس میں بڑی حکمت ہے۔ حدیثِ پاک میں اس کی اِجازت ہے مگر یہ دیکھنا تحقیق کی نظر سے ہوگا تلذذ کی نیت سے نہیں جیسے طبیب اور ڈاکٹر کا محض اس نیت سے دیکھنا کہ نبض سے مزاج کی حرارت وبرودت وغیرہ معلوم ہوجائے نہ کہ تلذذ کی غرض سے ورنہ ناجائز ہوگا۔

دیکھنے میں عورت پسند آگئی اور طبیعت کو بھاگئی اور اس نکاح کے بعد وہ اس عورت کی بناء پر بُرائی سے بچا رہے گا اور اس کا ضمیر مطمئن رہے گا کہ اس نے شادی کے لئے جس عورت کا انتخاب کیا ہے وہی اس کے لئے بہتر ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو جس کو نکاح کا پیغام دیا ہے اگر اسے دیکھ سکتا ہے تو دیکھ لے۔ (ابوداؤد)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے۔ میں عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اسے دیکھ لو کیونکہ دیکھنا تم دونوں کے درمیان محبت کا باعِث ہوگا۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تم اپنی منسوبہ کو ایک نظر دیکھ لینے کے بعد اس سے نکاح کروگے تو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت واُلفت بہت زِیادہ ہوگی کیونکہ جب منسوبہ کو دیکھ لینے کے بعد نکاح ہوتا ہے تو عام طور پر کوئی پچھتاوا نہیں ہوتا اور نہ اپنے اس انتخاب پر کوئی شرمندگی اور پریشانی اُٹھانی پڑتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک انصاری حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس عورت کو دیکھا ہے کیونکہ انصاری عورتوں کی آنکھوں میں کچھ نقص ہوتا ہے۔ (نسائی شریف)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس ہدایت کا مطلب یہ تھا کہ چونکہ بعض انصاریوں کی آنکھ میں کچھ خرابی ہے جس سے طبیعت میں تکدر پیدا ہوتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ تم اپنی منسوبہ کو دیکھ کر یہ اطمینان کرلو کہ اس کی آنکھوں میں تو کوئی نقص نہیں ہے۔

نکاح کے لئے صرف عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے

چہرے سے عورت کے حسین ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور ہاتھوں سے بدن کی خصوصیات کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔
امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روایت کے مطابق عورت کی اجازت کے بغیر اسے دیکھنا جائز نہیں ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھنے کی مطلقاً اجازت دی ہے اور اجازت طلب کرنے کی شرط نہیں لگائی اور اس لئے بھی کہ اجازت لینے سے عورت کو شرم آئے گی اور ہو سکتا ہے کہ عورت اسے پسند نہ آئے اور وہ اس سے نکاح کا ارادہ ترک کردے اور اگر عورت سے اجازت لینے کے بعد اس کو دیکھ کر مسترد کر دیا جائے تو یہ اس عورت کی دِل شکنی اور شرمندگی کا موجب ہوگا اور اگر اس کی لاعلمی میں اسے دیکھا اور ناپسند کیا تو اس سے عورت کو نہ پتہ چلے گا، نہ رنج ہوگا اسی وجہ سے ہمارے علماء نے کہا ہے کہ منگنی کرنے سے پہلے عورت کو دیکھ لینا چاہئے تا کہ منگنی کے بعد اسے مسترد کرنا لازم نہ آئے جس سے عورت کی دِل آزاری ہو۔ (شرح مسلم)
بعض بزرگوں کا قول ہے کہ عورت کو بے دیکھے جو نکاح کرتا ہے اس کا انجام پریشانی اور غم ہے اور حدیثِ پاک میں جو فرمایا کہ عورت کی طلب دِین کے لئے کرنی چاہئے جمال کے لئے نہیں اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ فقط جمال کے لئے نکاح نہ کرے اگر نکاح کرنے سے فقط فرزند اور اتباعِ سنّت کسی شخص کا مقصود ہے، جمال نہیں چاہتا تو یہ پرہیزگاری ہے۔
جیسا کہ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کالی عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس کی بہن جو خوبصورت تھی اس کی خواہش نہ کی کیونکہ آپ نے سنا تھا کہ یہ کالی عقل میں اس خوبصورت سے بہتر ہے۔ (کیمیائے سعادت)

محبت والی عورت سے نکاح کرنا چاہئے

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا محبت کرنے والی، بہت بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو تا کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے باقی اُمتوں پر فخر کرسکوں۔ (ابوداؤد، ص ۲۸۰ ۔ مشکوٰۃ، ص ۲۶۷)
اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ایسی عورت سے شادی کی جائے جس میں بیک وَقت دو خوبیاں موجود ہوں یعنی ایک تو وہ خاوند سے محبت کرنے والی ہو اور دوسری یہ کہ اس میں کثیر بچے جننے کا وصف موجود ہو۔ اگر کسی عورت میں ایک وصف موجود ہے لیکن دوسرا نہیں تو اس صورت میں نکاح کرنے کا مقصد پوری طرح حاصل نہ ہو سکے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے یہ کیسے پتہ چلے گا کہ نکاح میں آنے والی عورت میں کیا دونوں وصف موجود ہیں یا نہیں؟ تو اس کے لئے جب رشتہ دیکھا جائے تو لڑکی کے رشتے داروں سے ان دونوں باتوں کے بارے میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کیونکہ کسی خاندان کا عام مشاہدہ اس کی کسی عورت کے لئے ان صفتوں کا معیار بن سکتا ہے۔ چنانچہ ان اکثر لڑکیوں میں یہ صفتیں موجود ہو سکتی ہیں جن کے خاندان و قرابت داروں میں ان صفتوں کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

عام طور پر چونکہ اقربا کے طبعی اوصاف ایک دوسرے میں سرایت کئے ہوتے ہیں اور عادت ومزاج میں کسی خاندان وکنبہ کا ہر فرد ایک دوسرے کے ساتھ یکسانیت رکھتا ہے۔ اس لئے کسی خاندان کی لڑکی کے بارے میں اس کے خاندان کے عام مشاہدہ کے پیشِ نظر ان اوصاف کا اندازہ لگالینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

کنواری عورت سے نکاح افضل سُنّت ہے

اپنے بالغ بچوں کا رشتہ طے کرتے وَقت کنواری لڑکی سے رشتہ کرنا بہت بہتر ہے کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کے سلسلے میں کنواری عورت کو ترجیح دینے کے بارے میں تاکید فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس بھی کنواری عورت سے نکاح کیا اور بیواؤں سے بھی نکاح کئے اس لئے عورت کنواری ہو یا بیوہ دونوں طرح کی عورتوں سے نکاح کرنا سنّت ہے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کنواری سے نکاح کرنا زِیادہ بہتر ہے۔ اس کے متعلق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارَک ہے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نکاح کیا اور اس کے بعد حضورنبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضِر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا، اے جابر! آپ نے نکاح کیا میں نے عرض کی ہاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کنواری یا بیوہ سے میں نے عرض کیا بیوہ سے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کنواری عورت سے نکاح کیوں نہ کیا تاکہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی۔ (نسائی شریف)

ایک اور حدیث میں کنواری عورتوں سے نکاح کرنے کی یوں تاکید فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ تعالیٰ سے پاک وصاف حالت میں ملنا چاہے اسے چاہئے کہ آزاد کنواری عورتوں سے نکاح کرے۔ (ابنِ ماجہ)

ایک اور حدیث میں کنواری عورت کی تین خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ انصاری کے والد نے ان کے دادا سے رِوایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کنواری لڑکیوں سے نکاح کیا کرو کیونکہ وہ مُنہ کی میٹھی، زِیادہ بچے جننے والی اور تھوڑی چیز پر راضی ہوجانے والی ہوتی ہیں۔

اس حدیث میں کنواری عورت سے شادی کرنے کے بارے میں چند خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں جو بیوہ عورتوں میں نہیں پائی جاتیں ان میں ایک خوبی تو یہ ہے کہ کنواری عورت زِیادہ بچے پیدا کرنے کے قابل ہوتی ہے کیونکہ اس کے رحم میں حرارت زِیادہ ہوتی ہے اس لئے اس کا رحم مَرد کا مادہ تولید بہت جلد قبول کرلیتا ہے لیکن یہ چیز محض ظاہری اسباب کے درجہ کی ہے جو حکمِ الٰہی عزّوجل کے بغیر کوئی اہمیّت نہیں رکھتی۔

کنواری عورتوں کی ایک نفسیاتی خصوصیت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ تھوڑے سے مال واسباب پر بھی راضی وخوش رہتی ہیں

ان کا شوہر انہیں جو کچھ دیتا ہے اسی کو رضا ورغبت کے قبول کر لیتی ہیں اور اس پر قناعت کرتی ہیں کیونکہ وہ بیوہ عورت کی طرح پہلے کسی خاوند کا کچھ دیکھے ہوئے نہیں ہوتیں کہ انہیں کمی بیشی کا احساس ہو اور وہ اپنے شوہر سے زیادہ مال واسباب کا مطالبہ کریں۔

آج نکاح کو مشکل بنا دیا گیا ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایک خاتون سے نکاح کر لیا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح)

یہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت قریبی صحابہ میں سے تھے اور ہر وقت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتے رہتے تھے لیکن نکاح میں شرکت کی دعوت نہیں دی، اس لئے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس کا عام رواج تھا کہ نکاح کے لئے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا تھا یہ نہیں تھا کہ نکاح ہو رہا ہے تو ایک طوفان برپا ہے مہینوں سے اس کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور پورے خاندان میں اس کی دھوم ہے اس کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا، شریعت نے نکاح کو جتنا آسان کیا تھا ہم نے اس کو اپنی غلط رسموں کے ذریعے اتنا ہی مشکل بنا دیا، اس کا نتیجہ دیکھ لیجئے کہ لڑکیاں بغیر نکاح کے گھروں میں بیٹھی ہیں، وہ اس لئے گھروں میں بیٹھی ہیں کہ جہیز مہیا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں، یا عالیشان تقریب کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ اب ان کاموں کے لئے پیسے جمع کرنے کے لئے عام طور پر حلال وحرام ایک ہو رہا ہے، یہ سب رسومات ہم نے ہندوؤں اور عیسائیوں سے لے لی ہیں۔ کاش کہ ہم نے سنّت طریقہ کو نہ چھوڑا ہوتا اور آج ان مشکلات سے دوچار نہ ہوتے۔

بہر حال اس عذاب سے نجات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کھاتے پیتے اور امیر کہلانے والے لوگ اس بات کا اقدام نہ کریں کہ ہم اپنے خاندان میں شادیاں اور نکاح سادگی کے ساتھ کریں گے اور ان غلط رسموں کو ختم کریں گے، اس وقت تک تبدیلی نہیں آئے گی، اس لئے کہ ایک غریب آدمی یہ سوچتا ہے کہ مجھے اپنی سفید پوشی برقرار رکھتے ہوئے اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے مجھے یہ کام کرنا ہی ہے اس کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہوگا...... آج جہیز کو شادی کا ایک لازمی حصّہ سمجھ لیا گیا ہے وہ دُلہن کے باپ کے ذِمّہ ضروری ہے۔ گویا کہ وہ اپنی بیٹی اور اپنے جگر کا ٹکڑا بھی شوہر کو دے رہا ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں روپیہ بھی دے، گھر کا فرنیچر مہیا کرے اور اس طرح وہ دوسرے کا گھر آباد کرے، شریعت میں اس کی کوئی اصل موجود نہیں؟ ہاں اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو کوئی جہیز دینا چاہتا ہے تو وہ سادگی کے ساتھ دے دے بہر حال متمول اور کھاتے پیتے گھرانوں پر یہ ذِمّہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جب تک سنّت کے مطابق سادگی کو نہیں اپنائیں گے اور اس کو ایک تحریک کی شکل میں نہیں چلائیں گے اس وقت تک اس عذاب سے نجات ملنی مشکل ہے۔

اللہ عزّ وجل اپنی رحمت سے یہ بات ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ آمین بِجاہِ النَّبی الاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شادی میں دھوم دھام کے نقصانات

اس دھوم دھام کو دیکھ کر دوسرے مالداروں کے دِل میں حسد پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو ہم سے بھی بڑھنے لگا ہے، اب وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اِنتظامات میں کوئی نقص اور عیب نکالیں، اگر کچھ انتظام میں کمی رہ گئی ہو تو پھر اس کا چرچا یوں کیا جاتا ہے کہ ہمیں تو حقہ بھی نصیب نہ ہوا، کوئی کہتا ہے کہ ہم تو بھوکے مرگئے رات کو دو بجے کہیں کھانا نصیب ہوا، اگر یہ دعوت کا اہتمام نہیں کر سکتے تھے تو اتنے آدمیوں کو کیوں بُلایا تھا، اور اس کم بخت کا روپیہ بھی برباد ہوا اور ناک پھر بھی سیدھی نہ ہوسکی، بعض اوقات حسد کے طور پر کوئی ایسی حرکت کردیتا ہے کہ پکتی دیگ میں کوئی چیز ڈال دی تاکہ کھانا خراب ہوجائے پھر اس کا ہر محفل میں چرچا کیا جاتا ہے پھر اچھی طرح ناک کٹتی ہے اور اگر سارا انتظام عمدگی کے ساتھ بھی ہوگیا ہو تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی تنقید نہ بھی کرے تو تعریف بھی نہیں کرتا اور اگر تعریف کرے بھی تو پھر کیا ہوگا اور جہاں شادی دھوم دھام اور رواج کے مطابق ہوتی ہے اس میں ایک یہ بھی زبردست نقصان ہوتا ہے کہ ہر مہمانوں، صاحبِ خانہ اور نوکروں کو نَماز پڑھنے کا مطلق ہوش ہی نہیں رہتا اچھے خاصے نَمازیوں کو نَماز کی پرواہ نہیں رہتی ...... (معاذ اللہ)

اللہ عزوجل مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور شریعتِ مطہرہ کے مطابق شادیاں کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

آسانی سے ہونے والا نکاح بابَرَکت ہے

آسانی کے ساتھ جو نکاح ہوجائے اس میں بَرَکت ہوتی ہے کیونکہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محنت کے لحاظ سے جو نکاح آسانی سے ہوجائے وہ بڑی بَرَکت والا ہے۔ چُنانچہ

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ نکاح اتنا ہی زیادہ بَرَکت والا ہے جس میں محنت کم ہو۔ (بیہقی) اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ شادی کو اس طرح کرو کہ اس کے ہونے میں بالکل آسانی ہو شادی کا کسی پر بوجھ نہ پڑے بالکل اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کیا جائے شادی کے لئے کسی سے قرض نہ لیا جائے اللہ عزوجل کے بندوں نے اپنی شادی کو ہمیشہ سادگی کے ساتھ کیا اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی مالی حیثیت سے بڑھ کر اپنے اوپر شادی کا بوجھ نہ ڈالا جائے ایسا نکاح ہمیشہ بَرَکت والا ہوتا ہے۔

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی جتنی شادیاں کیں بڑی سادگی کے ساتھ کیں اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کی شادیاں بھی انتہائی کم خرچ میں کیں اور یہی اسوۂ حسنہ اپنی اُمّت کو دیا ہے کہ شادی بالکل سادگی کے ساتھ کرو۔

نکاح کرنے والے کے ساتھ اللہ عزّوجل کی مدد

حضورشہنشاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق شادی کرلینے سے اللہ عزّوجل کی مدد شاملِ حال ہوجاتی ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تین شخصوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ مبارک پر ضروری اور ایک لازمی حق قرار دیا ہے ایک تو وہ مکاتب جس کا اِرادہ بدل کتابت ادا کرنے کا ہو، دوسرا اس اِرادے سے نکاح کرنے والا کہ وہ گناہ سے بچے اور پاکدامن رہے اور تیسرا اللہ عزّوجل کی راہ میں جہاد کرنے والا۔(نسائی شریف)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ تین آدمیوں کی اللہ عزّوجل مدد فرماتا ہے ان میں پہلا مکاتب غلام ہے، دوسرا نکاح کرنے والا اور تیسرا اللہ عزّوجل کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ مگر اللہ مدد اس وَقت فرماتا ہے جبکہ ان کی نیّت میں اِخلاص ہو سنّت کے مطابق نکاح کرنے والے کی نیت یہ ہو کہ وہ نکاح کے ذَرِیعے اپنی عزّت وعصمت کو محفوظ کرلے اور شادی کے بعد کسی دوسری عورت پر نظر نہ رکھے بلکہ اپنی تمام جائز نفسانی خواہشات اپنی بیوی سے پوری کرے تو ایسی نیت رکھنے والے کی مدد اللہ عزّوجل فرمائے گا۔ وہ اللہ عزّوجل کے فضل وکرم سے کسی کا محتاج نہ ہوگا۔ سنّت کے مطابق شادی قُدرت کی طرف سے ایک مقدّس بندھن ہے۔ شیطان اور غَلَط خواہشوں کے مکروفریب سے بچنے کے لئے شادی ایک مضبوط حصار وقلعہ ہے۔ شادی سے شیطان ذَلیل ورُسوا ہوتا ہے نکاح کے ذَرِیعے اُمّت کے اَفراد میں اِضافہ ہوتا ہے اور اُمّت کی کثرت پر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فخر ہوگا۔ شادی لڑکے اور لڑکی کے درمیان ایک خوشی کا اعلان ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت اور عنایت ہے لہٰذا جو شادی اللہ عزّوجل کی رضا کے پیشِ نظر کی جاتی ہے اس میں اللہ عزّوجل کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے۔

اعلانِ نکاح سنّت ہے

نکاح کا اعلان کرنا سنّت ہے یہی وجہ ہے کہ نکاح کو ظاہر کر کے کرنا چاہئے۔ چُنانچہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف ہی کیوں نہ بجانا پڑے کیونکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اعلان کا ذَرِیعہ قرار دیا۔ آج کل چونکہ دَف کا رواج نہیں ہو رہا اس لئے نکاح کے اعلان سے یہ مُراد ہے کہ لوگوں میں بیٹھ کر نکاح پڑھا جائے جو اعلان کرنے کے مترادف ہوگا تاکہ نکاح کا دوسروں کو پتہ چل جائے اس لئے چوری چھپے نکاح کرنا دُرست نہیں ہے۔

محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روای ہیں کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حلال نکاح اور حرام کی تمیز دَف اور آواز سے ہوتی ہے۔ (نسائی)

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے، دف بجانا اور اس سے اعلانِ نکاح اور خوشی کرنا سنّت ہے اس لئے کہ روئے زمین پر انسان سب سے زیادہ عزّت والا ہے اور نکاح اس کی پیدائش کا سبب ہوتا ہے یہ تو خوشی بجا ہے اور ایسے وَقت میں دَف بجانا سنّت ہے۔

نکاح کے لئے وَلی سے اِجازت لینا سنّت ہے

ولی سے مُراد وہ شخص ہے جو کسی عورت کا نکاح کرنے کا ذِمّہ دار ہو کیونکہ رشتہ داری کے اعتبار سے اسے نکاح کا اختیار حاصِل ہوتا ہے جس طرح نکاح سے پہلے اس عورت کی رضامندی ضروری ہے جس کی کفالت میں لڑکی ہوتی ہے عورت کا سب سے پہلا ولی اس کا باپ ہے، پھر اس کے بعد اس کا حقیقی بھائی، پھر چچا اور دادا وغیرہ ہوتا ہے۔ وَلی کا عاقل اور بالغ ہونا بھی ضروری ہے، بالغ عورت کا نکاح اس کے ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے نکاح سے پہلے ولی سے اجازت لینا تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔ اگر مرد نے اس سے صحبت کرلی تو عورت کو اتنا مہر ملے گا جتنا اس کی شرم گاہ سے فائدہ اُٹھایا گیا اگر لوگ اختلاف کریں تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔
(ترمذی، ابو داؤد)

مسجِد میں نکاح کرنا سنّت ہے

شادی کے لئے جُمعہ کے دِن کو منتخب کرنا سنّت ہے اور انعقاد کی بہتر جگہ مسجِد ہے۔ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، نکاح کا اعلان کیا کرو اور یہ کام مسجِدوں میں کیا کرو اور اس موقع پر دَف بجایا کرو۔ (ترمذی)

مسجِد چونکہ اللہ عزّ وجل کا گھر ہے اس لئے یہ خیر کا مقام ہوتا ہے مسجِد میں اللہ عزّ وجل کی عبادت کی جاتی ہے اس لئے مسجِد میں جو بھی بھلائی کا کام کیا جائے اس میں خیر وبَرَکت شامل ہوتی ہے اس لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسجِد میں بیٹھ کر نکاح کیا جائے۔ مسجِد میں نکاح کرنے میں حکمت یہ ہے کہ نکاح کا فریضہ نیک مقام پر سرانجام پائے اور میاں بیوی کا بندھن راہِ راست پر قائم رہے اور وہ دونوں اللہ عزّ وجل کی عبادت اور اطاعت میں پابند رہیں۔ ایک بُزرگ کا قول ہے کہ جس شخص کا نکاح مسجِد میں ہوگا وہ نفاق سے محفوظ رہے گا اور میاں بیوی میں اتفاق رہے گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ مسجد کی کوئی بے حرمتی اور بے ادبی نہ ہو ورنہ بجائے ثواب کے گناہ ہوگا اور نکاح کے بعد حاضرینِ مجلس دولہا کوان الفاظ سے مبارک باد دیں جو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں:۔

بَارَکَ اللّٰہُ وَ بَارَکَ عَلَیْکُمَا وَ جَمَعَ بَیْنَکُمَا فِی خَیْر

"یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں بَرَکت عطا فرمائے اور تم پر بَرَکت نازِل فرمائے اور تم دونوں کو خیر و نیک کام میں اتفاق عطا فرمائے۔"

اپنی اولاد کا نکاح اگر باپ خود پڑھائے تو بہتر ہے یا کسی عادل اور متقی اِمام سے پڑھوائے اور نکاح کے بعد چھوہارے بانٹنا سنّت ہے۔

نکاح کے وَقت خُطبہ پڑھنا سنّت ہے

نکاح کے وَقت شادی کی مجلس میں سب کے سامنے خطبہ پڑھنا سنّت ہے اس کے بعد منکوحہ سے اِجازت لے کر دولہا کے سامنے اس سے مخاطب ہو کر یوں کہیں کہ فُلاں عورت فلاں کی بیٹی تمہاری زوجیت میں بعوض اتنے مہر کے دے دی تم نے قبول کیا؟ دولہا اس کے جواب میں کہے کہ ہاں میں نے اتنے مہر میں اسے اپنی زوجیت میں قبول کر لیا اس کے بعد دولہا اور دُلہن کے لئے اچھی زِندگی گزارنے کی دُعا مانگیں۔

شوال میں نکاح کرنا سنّت ہے

وَقت کی ضرورت کے مطابق یوں تو جب چاہیں شادی کر سکتے ہیں۔ تاجدارِ اَنبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادیاں مختلف اوقات میں ہوئیں اور حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کا نکاح ماہِ شوال میں ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کے ناطے سے شوال کے ماہ شادی کرنا عین سنّت ہے۔

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شوال میں مجھ سے نکاح فرمایا اور شوال ہی میں رُخصت کر کے لائے تو مجھ سے زِیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کون سی زوجہ محبوب ہوئی حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شوال میں رُخصت کرنا پسند فرمائی تھیں۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شوال میں نکاح فرمایا اور شوال میں ہی ان کی رُخصتی ہوئی۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شوال کے مہینے میں مجھے اپنے نکاح میں لیا اور شوال کے مہینے میں میرے ساتھ زفاف فرمایا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسلم کو کون سی زوجہ مطہرہ مجھ سے زِیادہ محبوب ہے۔ (مسلم)

اِسلام سے پہلے عربوں میں یہ رواج عام تھا کہ وہ شوال میں نکاح نہ کرتے کیونکہ وہ شوال کو دُلہن کو گھر لانے کو بُرا تصوُّر کرتے تھے تو ان کے اس خیال کی تردید کی گی کہ شوال میں نکاح کرنا جائز اور دُرُست ہے بلکہ سنّت ہے اور اس کی دلیل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رِوایت کردہ یہ حدیث ہے جس میں انہوں نے یہ بات بیان فرمائی کہ اگر شوال میں شادی بیان کرنا بُرا یا منحوس ہوتا تو پھر آخر میری شادی بھی شوال میں ہوئی اور مجھے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت نصیب ہوئی اس سے بڑھ کر اور خوش قسمتی کیا ہوگی مطلب یہ ہوا کہ جو کام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شوال کے ماہ میں کیا وہ ہر لحاظ سے جائز اور دُرُست ہے۔

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضورِ اَکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے عید کے مہینے میں نکاح کیا اور شوال میں ہی میری رُخصتی ہوئی اور حضرت عائشہ لوگوں کے لئے مستحب جانتی تھیں کہ عید کے ماہ میں لوگوں کو اپنی عورَتوں کے نزدیک جانا چاہئے کیونکہ مجھ سے بڑھ کر کرئی عورت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک مشرف اور زِیادہ فائدہ لینے والی نہ تھی۔ (نسائی شریف)

مہر مقرر کرنا سنّت ہے

مہر اس معاوضے کو کہا جاتا ہے جو نکاح کے موقع پر شوہر کی طرف سے عورَت کے لئے حقوقِ زوجیت کی بناء پر مقرر کیا جاتا ہے۔ مہر نکاح کی ضرور شرائط میں سے ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وَقت یہ نیت کرلے کہ مہر نہیں دیا جائے گا تو اس کا نکاح صحیح ہی نہ ہوگا کیونکہ اللہ عزّ وجل کا حکم ہے کہ جن عورتوں سے تم نکاح کرو ان کے مقرر شدہ مہر ان کو ادا کرو۔ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات کا مہر مقرر ہوا، اس لئے تاجدارِ اَنبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع میں مہر مقرر کرنا سنّت ہے۔

نکاح کے وَقت کنواری عورت سے اجازت لینی چاہئے

شریعت نے ہر بالغ مسلمان کو مرد ہو عورت یہ حق دیا ہے کہ اس موقع پر وہ اپنی مرضی اور خواہش کا پورا پورا اِظہار کرے خاص طور پر عورتوں کے بارے میں ان کے ماں باپ، ولی اور سرپرست پر زِیادہ زور دیا ہے، اس معاملہ میں ذاتی پسند و ناپسند کو ترجیح نہ دیں بلکہ عورت کو سوچنے کا بھی موقع دیں لہٰذا اسلام نے اس امر کی پابندی لگائی ہے کہ عورت کی شادی سے پہلے اس سے اجازت لی جائے۔ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں سے ان کی پونچھی سے متعلق اجازت اور حکم لے لیا کرو کسی نے عرض کی کہ کنواری عورت تو شرم کرتی اور خاموش ہو جاتی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کا خاموش رہنا اس کا اذن ہے۔ (نسائی شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالغ لڑکی جس کا نکاح پہلے کسی سے نہ ہوا ہو اس کا نکاح اس سے اجازت لے کر کیا جائے، اسے بتادیں کہ فُلاں لڑکا فلاں خاندان کا اور فلاں پیشہ والا ہے اور اس کی مالی حیثیت ایسی ہے، اس سے تیرا نکاح کرنا مناسب

معلوم ہوتا ہے تیری اجازت ہو تو اس سے تیرا نکاح کردیں؟ جب اس سے یہ بات کہہ دی گئی اور اس نے خاموشی اختیار کرلی تو یہ اس کی اجازت سمجھی جائے گی اور اگر زبان سے صاف طور پر اجازت دے دے تو یہ اجازت بطریق اولیٰ معتبر ہوگی۔ اگر اس نے انکار کردیا تو اس کا نکاح کردینا دُرست نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جس بالغ لڑکی کا نکاح پہلے نہ ہوا ہو اس کا ولی جب نکاح کی اجازت لے تو اس کی خاموشی اجازت سمجھی جائے گی۔ اس کے ساتھ فقہا نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر وہ ہنس پڑی یا مسکرا کر رہ گئی یا رو پڑی اور انکار نہ کیا تو یہ بھی اجازت شمار ہوگی بشرطیکہ یہ ہنسنا اور رونا انکار کے انداز کا نہ ہو۔ بعض جابر لوگ اجازت کے وقت اپنی اناء کا مسئلہ بنا کر بالغ لڑکی کے انکار کے باوُجود اس کا نکاح کردیتے ہیں یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ ایسی صورت میں لڑکی کے والدین کو سمجھداری سے کام لینا چاہئے اور بالغ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح بالکل نہ کرنا چاہئے۔ یتیم بچی کو خاص طور یہ حق دیا گیا ہے کہ نکاح سے پہلے اس سے اجازت لی جائے اگر وہ خاموشی اختیار کرے تو سمجھ لیں کہ اس کی اجازت ہے اگر وہ انکار کردے تو پھر اس پر جبر نہیں کرنا چاہئے اس کی تائید حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یتیم لڑکی سے اس کی ذاتی مرضی دَریافت کی جائے اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت ہے اگر وہ انکار کرے تو اس پر جبر نہیں کرنا چاہئے۔ (ترمذی، نسائی)

جس عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے خلاف ایسے مرد سے کردیا جائے جسے وہ ناپسند کرتی ہو تو پھر عورت کو اختیار حاصل ہے خواہ اس پر راضی رہے یا اپنے علیحدگی کے اختیار کو بروئے کار لائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کردیا جس کو وہ ناپسند کرتی ہے۔

بیوہ عورت کا نکاح

بہت سی قوموں میں اب تک یہ جہالت موجود ہے کہ بیوہ بیٹھی رہتی ہے بعض اوقات یہ بیچاری کھانے پینے سے محتاج ہو جاتی ہے لہٰذا حتی الاِمکان اس کا نکاح کردینا ہی مناسب ہے بلکہ بعض صورتوں میں نکاح ثانی بھی نکاح اوّل کی طرح فرض ہے مثلاً عورت جوان ہے اور شادی نہ کرنے میں فساد کا اندیشہ ہے اور افلاس میں آبرو اور دِین کے ضائع ہونے کا احتمال ہے تو بے شک ایسی عورت کا نکاح ثانی کرنا فرض ہوگا عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ کنواری غیر مسلموں سے ماخوذ ہے کہ اگر کنواری سے کوئی بات ہو جاتی ہے تو اس میں بدنامی اور رسوائی ہو جاتی ہے جبکہ بیاہی سے کوئی بات ہو جاتی ہے تو بدنامی اور رسوائی نہیں ہوتی یہ خیال محض جہالت پر مبنی ہے۔ جب انسان دِین چھوڑتا ہے تو عقل بھی رُخصت ہو جاتی ہے اگر عقل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کنواری کی حفاظت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی بیاہی ہوئی کے لئے ضروری ہے کیونکہ کنواری میں قدرتی طور پر شرم وحجاب بہت

ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ایک طبعی مانع موجود ہے اور بیاہی ہوئی کی طبیعت کھل جاتی ہے اس لئے اس کی نگہبانی کی زیادہ ضرورت ہے نیز کنواری کو رسوائی کا خوف بھی زیادہ ہوتا ہے۔ بہرحال بیوہ نکاح سے اگر انکار بھی کرے جب بھی شفقت اور خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا نکاح کر دیا جائے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا تھا وہ راضی نہیں ہوتی اس میں جو طریقہ پوچھنے کا ہوتا ہے کیا واقعی اس طرح پوچھا تھا؟ یا چلتی ہوئی بات کہہ کر آپ فارغ ہو گئے پوچھنے پر جو بیوہ انکار کرتی ہے اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر میں ایک دم راضی ہو جاؤں گی تو خاندان کے لوگ یہی کہیں گے کہ یہ تو منتظر ہی بیٹھی تھی اور خاوند کو ترس رہی تھی اس خوف سے وہ ظاہر اً شاید انکار کر دیتی ہوگی۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ اس کو اچھی طرح اہتمام اور شفقت سے گفتگو کی جائے اور نکاح نہ کرنے کے نقصان اور کرنے سے فوائد بتا کر اسے راضی اور قابل کرنے کی کوشش کی جائے اگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہو تو آپ معذور ہیں۔

وہ بیوہ جو بچوں والی ہو اور عمر بھر ڈھل گئی ہو اور کھانے پینے کی گنجائش بھی ہو اور وہ انکار بھی کرتی ہو تو اس کے لئے یہ اہتمام ضروری نہیں۔ بہرحال نکاح کی اجازت لینا بیوہ سے بے حد ضروری ہے متفقہ طور پر تمام علماء کا قول ہے کہ اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرنا ناجائز ہے بشرطیکہ وہ عاقل ہو دِیوانی نہ ہو لہٰذا جس عورت کا نکاح ایک بار پہلے ہو چکا ہو اور اب شوہر کی موت یا وقوع طلاق کے بعد عدت گزار کر دوسرا نکاح کرنا چاہئے تو اس کا ولی جب لڑکے کی صفات اور حالات بیان کر کے اجازت لے تو اس کا خاموش رہ جانا اجازت میں شمار نہ ہوگا بلکہ جب تک زبان سے صاف لفظوں میں اجازت نہ دے اجازت نہ سمجھی جائے گی۔

اس کے بارے میں تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند ارشادات درج ذیل ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری بالغہ لڑکی کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنواری کی اجازت کیسے معلوم ہوتی ہے؟ فرمایا اگر پوچھنے پر وہ خاموش ہو جائے تو یہ بھی اجازت ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نوجوان بیوہ عورت اپنی ذات کے متعلق اپنے ولی سے زیادہ مستحق ہے اور عقلمند (کنواری) سے اجازتِ نکاح حاصل کرنی چاہئے اور اس کی اجازت خاموش رہنا ہے۔ اگر کسی بیوہ کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف ہو تو وہ اسے رَد کر سکتی ہے اس کے بارے میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت خنساء بنت خدام انصاریہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کیا جبکہ یہ شوہر دیدہ تھیں اور اس نکاح کو ناپسند کرتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ (بخاری شریف)

ایک مَرد کتنی عورتوں سے نکاح کرسکتا ہے؟

اسلام نے مرد کو دوسرے حقوق وفرائض کی ادائیگی کے ساتھ عدل وانصاف کی شرط کو پورا کرتے ہوئے بیک وَقت چار بیویوں کو اپنے عقد میں رکھ سکتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان میں عدل وانصاف رکھ سکے، اگر وہ یہ نہیں کرسکتا تو اس کے لئے ایک ہی بیوی پر اکتفا ہونا چاہئے۔

قرآنِ حکیم میں اس کی وضاحت یوں آئی ہے، اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف نہ کرسکو گے تو (ان کے علاوہ) جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان سے شادی کرلو۔ دودو، تین تین، اور چار چار، لیکن اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہ کرسکو گے تو تم ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو، یا جو تمہاری باندیاں ہیں یا اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم بے انصاف کے راستہ پر نہ پڑو۔ (نساء،۳)

اس آیتِ مبارکہ میں ''یتیم لڑکیوں'' یتامی النساء کی بات زمانہ نزول قرآن کے حالات کی نقشہ کشی کے لئے ہے۔ رازدار شریعت حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ میں اس کی تفصیل یہ ہے کہ یتیم لڑکیاں جو اپنے اولیاء کی تولیت میں ہوتی ہیں، بسا اوقات وہ ان کے مال واسباب اور ان کے حسن وجمال کی وجہ سے ان سے شادیاں کرنا چاہتے ہیں لیکن مہر وغیرہ کے ان کے حقوق پوری طرح ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو ایسے لوگوں سے کہا گیا کہ وہ ان یتیموں کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتے تو دوسری عورتیں موجود ہیں جو ان کے دِل کو اچھی لگیں، ان سے شادیاں کرلیں۔ آیت میں مثنیٰ وثلاث وربٰع کا مطلب ہے، دودو اور تین تین اور چار چار یہ گویا تعداد ازواج کی آخری حد ہے کوئی مرد بیک وقت چار سے زِیادہ بیویاں اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔

اسلام نے بیک وقت مرد کے لئے چار بیویوں کی اجازت رکھی ہے اس پر ذِہن میں ایک سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا ضروری ہے کہ مرد کی ضرورت چار کی خاص تعداد ہی سے پوری ہو، یہ تعداد اس سے کم یا زِیادہ بھی ہوسکتی ہے اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام کے سانچے میں اس طرح کی تعداد اور اندازے کی اصل حکمت اور مصلحت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

پس جس طرح نماز کی رَکعتوں اور ان کے اوقات، زکوٰۃ کے نصاب اور اس کے لئے سال گزرنے کی شرط، رَمضان کے لئے ایک ماہ کا تعین، حج کے لئے تعین ایام کی پابندی وغیرہ دِین کے احکام وتعلیمات کی کوئی متعین اور دوٹوک توجیہ اور حکمت بیان نہیں کی جاسکتی، مرد کے لئے چار بیویوں کی آخری حد کی بھی کوئی دوٹوک اور دوجمع دوچار کی طرح حکمت ومصلحت کا یقین نہیں کیا جاسکتا۔

ہم اگر غور کریں تو ایک سے زِیادہ بیویاں بسا اوقات مَرد کے لئے ناگزیر صورت ہوتی ہیں۔ عورت مزمن مریض یا بانجھ ہو، مرد کی مروت کے خلاف ہے کہ ایک دیرینہ رفیق کو محض جسمانی معذوری کی بناء پر اپنے سے الگ کردے اس مسئلہ کا ایک حل ہے کہ اس بیوی کو باقی رکھتے ہوئے دوسری اور تیسری شادی کرے، بعض اوقات مختلف حالات کے تحت معاشرے میں عورتوں کی تعداد

مردوں سے زیادہ ہوسکتی ہے، اس مسئلہ کا بھی یہی حل ہے کہ مرد کو ایک سے زِیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہو، سماجی اور سیاسی مصالح کا بھی تقاضا ہوسکتا ہے کہ مرد ایک سے زِیادہ شادیاں کرے اور مختلف قبیلوں اور خاندانوں سے سسرالی رشتے قائم کرکے سیاسی مصالح کی تکمیل کرے اس سے ہٹ کر مرد کی یہ مستقل ضرورت اپنی جگہ ہے کہ چونکہ اس کی جنسی ضروریات عورت کے مقابلہ میں بڑھی ہوئی ہیں، اس لئے اسے بہرحال ایک سے زِیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ انسانی فطرت اور عقل و تجربہ کا اِصرار ہے کہ مرد کی یہ ضرورت چار بیویوں سے پوری ہوجاتی ہے۔

اپنی ذات اور نسب مت بدلئے

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے باپ دادا سے مُنہ موڑا پس حقیقتاً اس نے کفر اِختیار کیا اس لئے کہ تم اپنے باپ داداؤں کی طرف نسبت کرو۔

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''جس نے اپنی ذات بدلی حالانکہ اس کو علم تھا کہ یہ میری ذات نہیں، پس جنت اس پر حرام ہے۔''

افسوس صد افسوس کہ دَورِ حاضرہ میں جہاں ہزاروں جدتیں اور فیشن نکل پڑے ہیں وہاں ذات بدلنی بھی ایک ترقی پسندانہ جدت ہوگئی ہے۔ کوئی سیّد، کوئی صدّیقی، کوئی فاروقی اور عباسی بن گیا، حالانکہ یہ فعل حرام ہے۔ ذات بدلنے سے ہوتا ہی کیا ہے مگر دُنیاوی افضیلت حاصِل کرنا مقصود ہوتا ہے حالانکہ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ اور ایمانداری کو دیکھتا ہے اور اسی پر دونوں جہاں میں عزّت کا دارومدار ہے اللہ عزّوجل کو ذات پات سے کوئی غرض نہیں۔ بعض کم ظرف لوگ رِشتہ دینے یا لینے کی خاطر بھی ایسا کرتے ہیں، اسی مقصد کے تحت میں نے اس کا یہاں ذِکر کیا ہے۔

شادی میں غیر شرعی رسمیں

آج بدقسمتی سے ہمارے معاشرہ میں شادی، بیاہ یا ختنہ، عقیقہ وغیرہ تقریبات میں ناجائز اور حرام رسومات زور پکڑ چکی ہیں اور مسلمانوں کی اب اسلامی اصولوں سے اس قدر دُوری ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کوئی ایسا خاندان یا گھر نظر نہیں آتا جو ان تقریبات پر اسلامی شرِیعت کو ملحوظ رکھتا ہو۔ آہ آج جب تک بے شمار گناہوں کا سہارا نہ لیا جائے اس شادی کو شادی ہی تصوُّر نہیں کیا جاتا۔

ناچ گانے کی رَسم

شادیوں میں عموماً دو قسم کے ناچ کرائے جاتے ہیں ایک رنڈیوں کا ناچ جو مردوں کی محفل میں ہوتا ہے، دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے سخت حرام و ناجائز ہے۔ رنڈی کے ناچ میں جو گناہ اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان کو سب جانتے ہیں کہ ایک نامحرم عورت کو بے پردہ سب مرد دیکھتے ہیں یہ آنکھوں کا زِنا ہے اس کی شہوت انگیز آواز سنتے ہیں یہ کانوں کا زِنا ہے، اس سے باتیں کرتے ہیں یہ زَبان کا زِنا ہے بعض اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں یہ ہاتھوں کا زنا ہے بعض اس کی طرف چل کر انعام کا روپیہ دیتے ہیں یہ پاؤں کا زنا ہے، بعض بدنصیب بدکاری بھی کرڈالتے ہیں یہ اصل زنا ہے۔

کنزالعمال میں ہے، ''جو شخص کسی گانے والی کے پاس بیٹھ کر گانا سنتا ہے، قیامت کے دِن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیلا جائے گا۔''

نیز حرام دیکھنے اور سننے والوں کی آنکھوں اور کانوں میں کیل ٹھونک دیئے جائیں گے۔ (قرۃ العیون)

آتش بازی

آتش بازی خواہ شبِ براءَت میں ہو، یا شادی میں ہر جگہ ہر حال میں حرام ہے اور یہ اپنے مال کو فضول برباد کرنا ہے۔ قرآنِ مجید میں فضول اُڑانے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔

فوٹو کھنچوانا اور فلم تیّار کرنا

حدیث شریف میں ہے کہ ہر طرف تصویر بنانے والے جہنم میں ہے۔ (بخاری شریف) اور ان تصویر والوں کو قیامت کے دِن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے تصویر بنائی ہیں ان میں جان ڈالو۔ (حوالہ مذکورہ)

بینڈ باجے کی رسم

کس قدر افسوس اور دُکھ کا مقام ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تو فرمانِ مُبارَک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مُنہ اور ہاتھ سے بجائے جانے والے آلاتِ موسیقی اور سازوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ (مسند احمد)

لیکن آج تو بات بات پر موسیقی رائج ہے ہر چیز میں موسیقی کی دھنیں سُنی جارہی ہیں بلکہ ہر ہوٹل، ہر بس، ہر کار بلکہ ہر گھر میوزک سنٹر بنا ہوا ہے اور شادیوں میں خصوصی طور پر اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

بے پردگی

شادیوں میں عورتیں بن سنور کر غیر مردوں کے جھرمٹ میں دندناتی پھرتی ہیں حالانکہ بے پردگی حرام ہے اس طرح شادی بیاہ میں دولہا کو مکان کے اندر بُلانا اور غیر عورَتوں کا اسے دیکھنا اور اس کے ساتھ مذاق کرنا یہ سب باتیں حرام ہیں نیز دولہا کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا اور غیر عورتوں کا ابٹن ملنا اور دولہا کا ریشمی لباس یا سونے کی انگوٹھی یا چاندی کی تاروں، گوٹوں، گچھوں اور کلابتوں وغیرہ کا بنا ہوا ہار، یا سہرا پہننا حرام ہے۔

بیٹی کو جہیز دینا سُنّت ہے

بیٹی کی شادی کے موقع پر ضروری اشیاء بطورِ جہیز دینا حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت ہے مگر جہیز میں ایک تو صِرف روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء دینا زِیادہ بہتر ہے اور دوسرا یہ کہ جہیز اپنی حیثیت کے مطابق دیا جائے۔ نیز اعلان نہ ہو کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے دوسرے کو دِکھلانے کی کیا ضرورت ہے اور اس میں اسراف بالکل نہ کیا جائے۔ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارَک زمانہ انتہائی سادہ تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بالکل سادگی کے ساتھ جو جہیز دیا وہ حدیث میں یوں مذکور ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مشک اور تکیہ کا جہیز دیا جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کی چادر خمیل بھی دی۔ (نسائی)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو جہیز دیا اس کے بارے میں مُندرجہ رِوایت کے علاوہ اور بھی رِوایت ہیں اگر ان تمام کو یکجا کریں تو جہیز کی تفصیل حسبِ ذیل بنتی ہے۔

1	چادر	ایک	......	7	تانبے کا لوٹا	ایک
2	چکی	ایک	......	8	کپڑوں کا جوڑا	ایک
3	بستر سادہ کپڑوں کا	ایک	......	9	اعلیٰ کپڑے کی قمیص	ایک
4	مٹی کے گھڑے	دو	......	10	چاندی کے بازوبند	دو
5	کھجور کے پتوں کی چٹائی	ایک	......	11	موٹے کپڑے کے تکیے	چار
6	گلاس	چار				

لیکن آہ! آج فی زَمانہ جس طور سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ اب ہدیہ مقصود رہا نہ صلہ رحمی بلکہ نامور اور شہرت اور رسم کی پابندی کی نیت سے کیا جاتا ہے اور اس کا باقاعدہ اعلان ہوتا ہے

مخصوص اور معین اشیاء ہوتی ہیں اور طرح طرح کے برتن بھی ضروری سمجھے جاتے ہیں اور جہیز میں یہ بات متعین ہوتی ہے کہ فلاں فلاں چیز بھی ہو اور تمام لوگ اور برادری والے اس کو دیکھیں گے اور ان تمام چیزوں کو عام طور پر مجمع میں لایا جاتا ہے اور ایک ایک چیز سب کو دِکھلائی جاتی ہے۔ زیور اور جہیز کی فہرست سب کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے نیز زنانہ کپڑوں کا مردوں کو دِکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے اور اتنا فالتو سامان دیا جاتا ہے کہ بغیر استعمال کے اسی طرح ہی پڑا رہتا ہے صِرف لوگوں کو دِکھلاوے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ خواہ قرضہ ہی اُٹھانا پڑ جائے سود پر بھی قرض لینا گوارا کرتا ہے اسی طرح ایک غریب آدمی برادری کے دباؤ سے اپنی عاقبت کو داؤ پر لگا لیتا ہے۔ امیر لوگ بھی ان رسموں کی بدولت قرض سے نہیں بچتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رُخصتی

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی شادیاں بھی کیں اور اپنی بیٹیاں بھی بیاہیں یہ شادیاں نہایت سادگی کے ساتھ انجام پائیں۔ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو صدّیقِ اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں ان سے نکاح تو مکہ مُعظمہ میں ہی ہو گیا تھا پھر ہجرت کے بعد مدینہ منوّرہ میں رُخصتی ہوئی اور کس قدر شان سے رُخصتی ہوئی؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پڑوس کے ایک گھر میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں ان کی والدہ نے آواز دے کر بلایا اور کچھ عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سنگھار کر دیا اور ایک کمرے میں چھوڑ کر چلی گئیں یہ چاشت کا وَقت تھا تھوڑی دیر میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے۔ نہ دُلہن پالکی میں بیٹھی نہ دولہا گھوڑے پر سوار ہوا نہ اور کسی طرح کے اخراجات ہوئے۔

خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رُخصتی

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے زِیادہ لاڈلی بیٹی تھیں ان کا رُتبہ بہت بڑا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو جنّت کی عورَتوں کی سردار فرمایا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا تھا۔ جس وَقت شادی ہوئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی مکان بھی نہ تھا ایک صحابی سے مکان لیکر رُخصتی کر دی گئی اور رُخصتی کس شان سے ہوئی، حضرت امّ ایمن کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دی گئیں دولہا خود لینے نہیں آیا تھا اور دلہن کسی سواری پر بھی نہیں بیٹھی، اب جہیز کی بات بھی سن لیجئے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جہیز میں ایک چادر اور ایک تکیہ اور دو چکیاں اور دو مشکیزے دیئے۔ تکیہ کا غلاف چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور بعض رِوایتوں میں ہے کہ ایک پلنگ، ایک پیالہ، چاندی کے دو بازو بند دینے کا بھی ذِکر ملتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساڑھے بارہ اوقیہ سے زِیادہ اپنی کسی بیوی اور اپنی کسی بیٹی کا مہر مقرر کیا ہو۔ (مشکوٰۃ)

ایک اوقیہ چالیس دِرہم کا ہوتا ہے ساڑھے بارہ اوقیہ کے ۵۰۰ درہم ہوتے ہیں۔ایک درہم دو ماشہ ایک رتی اور ۱/۵ رتی چاندی کا ہوتا ہے۔اس حساب سے ۵۰۰ درہم کی چاندی ۱۳۱ تولہ سے کچھ زِیادہ ہوتی ہے چاندی کی ہر مقدار موجودہ نرخ کے اعتبار سے ہزار روپے کے قریب ہوتی ہے اور مہنگائی کے دَور میں اتنی قیمت ہوگی، ورنہ پچاس سال پہلے بہت ہی کم قیمت تھی۔ آج کل ہزاروں روپے مہر مقرر کیا جاتا ہے مگر زِندگی بھر ادا نہیں کر پاتے اور بیوی کے قرضہ دار ہو کر رہتے ہیں۔

نوٹ ﴾ جب کبھی مہر مقرر کرنا ہو تو سناروں سے معلوم کر لیا کریں کیونکہ چاندی کی قیمت کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔

پیارے اسلامی بہنو اور بھائیو! حضور تاجدارِ اَنبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی شادیاں کیں اور اپنی صاحبزادیوں کو بھی سادہ طریقہ پر بیاہ دیا حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں جہاں کے سردار تھے اگر چاہتے تو دھوم دھام سے شادیاں کرتے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سادگی کو اختیار فرما کر ہمیں یہ بتا دیا کہ نکاح میں جس قدر اخراجات کم ہوں گے اسی قدر نکاح بَرکتوں والا ہوگا۔

وَلیمہ کی دعوت کرنا سُنَّت ہے

پیارے اسلامی بھائیو! شادی پر ولیمہ کرنا سنّتِ مبارَکہ ہے۔دعوتِ ولیمہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ نکاح کے بعد پہلی رات جب خاوند اپنی بیوی کے پاس گزارے تو دوسرے روز ولیمہ کرے۔ ولیمہ میں سادگی کو ترجیح دینی چاہئے خاص تکلفات کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جو بھی سہولت سے مہیا ہو جائے کر دے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جتنا شاندار ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں کیا، اتنا اپنا کسی شادی میں نہیں کیا۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں ایک بکرے کے ساتھ ولیمہ کیا۔(بخاری و مسلم)

اس رِوایت سے معلوم ہوا کہ ولیمہ میں بکری ذَبح کر دینا بہت بڑا ولیمہ ہے۔بعض ازواج مطہرات کے ولیمہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو بھی کھلائے حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بعض ازواج مطہرات کا ولیمہ صِرف دو سیر جو کے ساتھ کر دیا۔ (بخاری)

ابنِ ماجہ کی ایک رِوایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ ستو اور کھجوروں سے کیا۔

دعوتِ ولیمہ قبول کرنا چاہئے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم ولیمہ کی دعوت پر بلائے جاؤ تو تمہیں چاہئے کہ اس میں شرکت کرو۔ (بخاری شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم کو کھانے کی دعوت دے تو چاہئے کہ اس کو قبول کرلو اور آگے چلے جاؤ تم کو اختیار ہے کہ کھانا کھاؤ یا نہ کھاؤ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں دولت مند مدعو ہوں اور غریبوں کو نظر انداز کیا گیا ہو۔ (ابو داؤد)

غرضیکہ اسلام نے ایک طرف تو بالغ لڑکی کو اپنی ذات کا اختیار دے دیا کہ جب تک وہ اجازت نہ دے اس کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ دوسری طرف اس کی شرم کا لحاظ رکھا اور وَلی کی اجازت لینے پر اس کی خاموشی یعنی انکار نہ کرنے کو اجازت شمار کرلیا۔ اگر وہ انکار کرلے تو ولی اس کا نکاح نہیں کرسکتا اور جس بالغ لڑکی کا پہلے نکاح ہو چکا ہے اس کے دوسرے نکاح کے لئے اس کی زبانی اجازت لازم قرار دی گئی جس کی وجہ یہ ہے کہ جس عورت کا نکاح ایک بار ہو چکا ہے اس کی شرم ٹوٹ چکی ہوتی ہے اس لئے اس کا خاموش رہنا اجازت کے مترادف نہ ہوگا۔ نابالغ لڑکی کے نکاح کے لئے اس کی اجازت کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی اجازت اس کے ولی کی طرف سے ہوتی ہے پہلے وقتوں میں لوگ نابالغ لڑکی کا نکاح کردیتے تھے اور جب بالغ ہوتی تو پھر رُخصتی کردیتے لیکن بلوغت پر نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے۔

بغیر بُلائے دعوت میں جانا کیسا؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کی دعوت کی جائے اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور جو بغیر دعوت کے اندر گیا وہ چور کی شکل میں داخل ہوا اور ڈاکو کی صورت میں باہَر نکلا۔ (ابو داؤد)

اس حدیثِ پاک میں بغیر بُلائے دعوت میں شامل ہونے والے کو چور سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جس طرح چور چھپ کر کسی کے گھر میں داخل ہوجاتا ہے اسی طرح بِن بلایا مہمان بھی صاحبِ خانہ کی اجازت کے بغیر دعوت میں چور کی مانند چپکے سے آجاتا ہے جس طرح چور بلا اجازت کسی مکان میں داخِل ہونے سے گناہگار ہوتا ہے اسی طرح بن بلایا مہمان بھی اپنے غیر اخلاقی فعل کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔ لہٰذا بغیر بلائے دعوتِ ولیمہ میں داخل ہونے والا غصب اور ڈاکے کے مترادف خیال کیا جائے گا۔

اس حدیثِ پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اُمتیوں کو دو اخلاقی باتوں پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر کوئی عزیز یا ملنے والے ولیمے کی دعوت پر بلاتا ہے تو اس کی دعوت کو بلا عذر نہ چھوڑو بلکہ قبول کر کے اس کی دعوت میں جاؤ دوسری بات یہ ہے کہ بغیر دعوت ملنے کے کسی کی دعوت میں بالکل نہ جاؤ کیونکہ بغیر دعوت کے کسی کے ہاں پہنچ جانا نفس کا لالچ ظاہر کرتا ہے جو بہت بُری بات ہے اسی طرح اپنی عزّت آپ خراب کرنے والی بات ہے یہ بہت بڑی بداخلاقی ہے لہٰذا اس سے ہر ایک کو بچنا چاہئے اور جس شخص نے ولیمہ کی دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (متفق علیہ)

قدیم عرب کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنی دعوتوں میں صِرف مالداروں اور بڑے بڑے آدمیوں کو بلاتے اور ان کو اچھے اچھے اور عمدہ کھانے کھلا دیتے اور غریبوں کی بات بھی نہ پوچھتے۔ اس دَور میں بھی کچھ مسلمان اس مرض میں مبتلا ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ دعوت قبول کرنا محض پیٹ بھرنے کی غرض سے نہیں ہونا چاہئے یہ تو حیوانوں کا سا فعل ہے بلکہ قبولیتِ دعوت کے وَقت یہ نیت ہونی چاہئے کہ دعوت قبول کرنے سے میں تاجدارِ اَنبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت کی اتباع کر رہا ہوں تو یہ اس نیت کا بہت اَجر پائے گا۔

اگر ایک ہی وقت پر دو حضرات کی طرف سے ولیمہ کی دعوت ہو تو اس میں اس دعوت کو قبول کریں جس میں قربت کا تعلّق زِیادہ ہو اگر دونوں کے ساتھ ایک جیسے تعلقات ہوں یا ایک ہی محلے میں رہتے ہوں تو اس صورت میں اس شخص کی دعوت کو قبول کرنے کی ترجیح دی جائے گی جس کا دَروازہ آپ کے قریب ہو اور اگر ہمسایوں کے علاوہ کہیں دُور سے دو آدمی بیک وَقت مدعو کریں تو اس صورت میں اس شخص کی دعوت کو ترجیح دی جائے گی جس سے زِیادہ قریبی پہچان ہو اور زِیادہ صالح اور پرہیزگار یا حقوق کے اعتبار سے دوسرے سے زِیادہ قریب ہو اس اصول کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی یہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب دو دعوت کرنے والے جمع ہو جائیں تو اس کی دعوت قبول کرو جس کا دَروازہ زِیادہ نزدیک ہو اور اگر ایک پہلے آئے تو اس کی دعوت قبول کرو جو پہلے آیا۔ (ابو داؤد)

ناکام شادیاں

فی زمانہ لَو میرج (Love Marriage) کا بڑھتا ہوا رجحان اسلامی تعلیمات اور شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ ایک غیر عورت کا غیر مَرد کے ساتھ بیٹھنا آپس میں باتیں کرنا سخت منع ہے۔ جہاں یہ دونوں بیٹھے ہوں گے یعنی تنہائی میں اس وَقت شیطان جذبات اور خیالات کو مسخ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔شادی سے پہلے ہی محبت بہُت عروج پر چلی جاتی ہے اور توقعات جو وہ ایک دوسرے سے لگاتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتیں۔شادی سے پہلے وہ ایک دوسرے کو اچھے سے اچھا بن کر دِکھائی دینے کی کوشش کیا کرتے تھے اور ان کے عیب اور نقص چھپے رہتے تھے اب چوبیس گھنٹے کے ملاپ سے ان کی چھپی ہوئی کمزوریاں اور بیوقوفیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور دونوں میں تُوتُو میں میں ہونے لگتی ہے۔

آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ یورپ میں طلاق، خودکشی اور بوریت کا بہت زور ہے اور اس کی وجہ صِرف یہ ہے کہ لڑکے لڑکیاں نوجوانی میں عیش وعشرت کرتے رہتے ہیں اور بعد میں ایک دوسرے کی صورت تک سے بیزار ہوجاتے ہیں۔ بہرحال محبت کی شادیوں میں فریقین کو ایک دوسرے سے توقعات بہت زیادہ ہوتی ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ مخالف فریق اس کے ساتھ وہی رویہ رکھے جس کا وہ شادی سے پہلے مظاہرہ کرتا تھا اور ان دعوؤں میں پورا اُترے جس کی وہ شادی سے پہلے قَسم کھاتا تھا۔جبکہ ارینج میرج کی صورت میں فریقین کسی بھی قِسم کی توقعات نہ ہونے کی وجہ سے آپس میں سمجھوتہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔لومیرج کی صورت میں میاں بیوی ایک دوسرے سے 'فرینک' ہوتے ہیں اور وہ برابری کی بنیاد پر زِندگی گزارنا چاہتے ہیں برابر کا عدم توازن اختلافات کا سبب بن جاتا ہے نیز مشترکہ خاندانی نظام میں ایڈجسٹ نہیں ہوپاتے شادی سے پہلے کی انڈرسٹینڈنگ عملی زِندگی میں ناکام ہوجاتی ہے کیونکہ شادی کے بعد کے مسائل دوسرے ہوتے ہیں مگر ارینج میرج کی شکل میں صِرف گھر والوں کے لڑکے اور لڑکی کی پسند اور معیار کا خیال رکھنا چاہئے اور ان کے ذِہنوں کو سمجھتے ہوئے رِشتہ طے کرنا چاہئے۔

آج ہمارے معاشرہ میں لومیرج کا بڑھتا ہوا رجحان قتل جیسے بھیانک واقعات کو جنم دے رہا ہے۔درج ذیل واقعات پڑھ کر غور کیجئے۔ ماہ رواں کے دَوران صِرف لاہور میں لومیرج کرنے والی تقریباً ایک دَرجن خواتین شوہر اور سسرالی عزیزوں کے ہاتھوں قتل ہوگئیں دولڑکیوں کو شادی کے اصرار پر ان کے دوست لڑکوں نے قتل کردیا، جبکہ محبت کا جھانسہ دے کر تعلقات استوار کرنے اور بعدازاں شادی سے انکار کرنے پر دومرد عورتوں کے ہاتھوں قتل ہوئے دوروز قبل لاہور ہائیکورٹ کے گیٹ پر شوہر کے ہاتھوں قتل ہونے والی شائلہ عرف گوگی نے ایک سال قبل عمران سے شادی کی تھی، وہ آٹھ ماہ کی حاملہ تھی اور اسے محض اس لئے قتل کیا گیا کہ طلاق کی صورت میں دَس لاکھ حق مہر اور تیس ہزار روپے ماہانہ خرچہ دینا پڑسکتا تھا۔

یکم اپریل کو روزانہ لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر لو میرج کرنے والی چوہنگ کی عابدہ پروین کو قتل کر کے اس کے شوہر جاوید اقبال نے خودکشی کر لی۔ 10 اپریل کو مکہ چوک بھگت پورہ میں سات ماہ قبل لو میرج کرنے والی منزہ کو رکشہ ڈرائیور شاہد نے قتل کر دیا۔ 16 اپریل کو شیراکوٹ میں لو میرج کرنے والی تین بچوں کی ماں شبانہ کوثر کو اس کے دوسرے شوہر نے قتل کر دیا۔19 اپریل بادامی باغ کی رضوانہ صدیقی اور 23 اپریل کو نواز شریف کالونی نصیر آباد کی نائلہ رضا کو ان کے آشناؤں نے شادی کے اصرار پر قتل کر دیا۔ 21 اپریل کو محبت کی شادی کرنے والی سدرہ غنی کو اس کے شوہر نے تیزاب ڈال کر ہلاک کر دیا۔ 26 اپریل لٹن روڈ کے علاقہ میں گلبرگ کی فرزانہ کو شوہر اور سسرالی عزیزوں نے جلا کر مار ڈالا اس نے بھی محبت کی شادی کی تھی۔

(روزنامہ نوائے وقت، 30 اپریل 2003ء)

حِصّہ دوم:۔

شب زفاف کے آداب

پہلا ادب ﴿ سہاگ رات کا پہلا اَدب یہ ہے کہ شوہر دُلہن کے ساتھ نرمی اور دِلداری کا رویہ اختیار کرے اور اس کی تواضع کے لئے کوئی مشروب یا کوئی مٹھائی وغیرہ پیش کرے۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلی ملاقات میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک پیالہ میں دودھ خود پیا پھر اسے اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیش کیا وہ شرمائیں تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں آمادہ کیا بعد میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رازدارِ شریعت امّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس پیالے کو اپنی سہیلیوں اور اس موقع پر موجود دوسری خواتین کی خدمت میں پیش کرنے کو کہا۔ (مسند احمد)

دوسرا ادب ﴿ شب زفاف کا دوسرا ادب یہ ہے کہ بیوی سے پہلی ملاقات کے وَقت شوہر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بسم اللہ شریف پڑھے اور اعوذبک من شرھا وشرما جبلتھا "اے اللہ میں اس کی بھلائی اور اس کی عادتوں کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کی بُرائی نیز بُری عادتوں کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں۔"

اس دُعا کی بَرَکت سے اللہ تعالیٰ اس عورَت سے بُرائی دُور کردے گا اور اس کے گھر میں اس عورت کی نیکی پھیلائے گا۔

تیسرا ادب ﴿ شب زفاف کا تیسرا ادب یہ ہے کہ نئے دولہا دلہن مل کر دورَکعت نمازِ نفل پڑھیں اس کے بعد دوسرے مشاغل میں مصروف ہوں۔ سلف سے اس کے ایک دو واقعات منقول ہیں:۔

حضرت ابوسعید کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوحذیفہ کے رُتبے کے صحابہ نے ان کی شادی کے موقع پر اس کی تلقین کی دوسرا واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے سہاگ رات سے پہلے انہیں بھی دورکعت نفل پڑھنے کی تاکید کی تھی۔ (آداب الزمان)

شب زفاف کیسے منائی جائے ؟

شادی کی پہلی رات، فحش نویسوں نے اس عنوان پر کتابیں اور نہایت عریاں مضامین لکھ کر اس کی پاکیزگی کو داغدار بنادیا ہے۔ پہلی رات جب شوہر اور بیوی علیحدگی میں ملتے ہیں تو اس میں صِرف اتنی بات ہے کہ پہلے وہ ایک دوسرے سے بے خبر تھے اب وہ باخبر ہوجاتے ہیں ان میں ایک فطری شرم وحیاء تھی وہ دُور ہوکر ان میں بات چیت اور پیار ومحبت کی ابتداء ہوتی ہے لہٰذا شوہر یا بیوی دونوں کے شب اوّل کو نہ تو کوئی پُراسرار رات سمجھنا چاہئے اور نہ اس سے خوف زدہ ہونا چاہئے کیونکہ ہر بات کی ابتداء خوشگوار اور سہانی ہوتی ہے ورنہ اس کے سوا اور کوئی خاص بات اس میں نہیں ہے۔

سہاگ رات میں خاوند اور بیوی کے درمیان باہمی محبت اور سلوک ایک انتہائی اہم اور ضروری ہے اس کے لئے مَرد کو مندرجہ ذیل باتیں سمجھنی چاہئیں۔

۱۔ اپنے برتاؤ کے ذَرِیعے، محبت اور گفتگو کے ذَرِیعے بیوی کی اجنبیت کے احساس اور جھجک کو دُور کرنے کی کوشش کرے۔

۲۔ گفتگو کا انداز اور موضوع بے حد مہذب، پیار بھرا اور با سلیقہ ہونا چاہئے۔

۳۔ مرد کی گفتگو سے یہ ظاہر ہونا چاہئے کہ بیوی اس میں اپنائیت محسوس کرے۔

۴۔ مرد عورت کے حسن و جمال کی تعریف کرے۔

بیوی کے لئے ہدایت

۱۔ اس بات کو مکمّل طور پر ذِہن نشین کرے کہ اس کا خاوند ہی اس کا سب کچھ ہے۔

۲۔ اپنائیت ظاہر کرے۔

۳۔ شوہر کی ہر بات کا کھل کر جواب دے۔

۴۔ ہنسنے کھیلنے، چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے خاوند کو حوصلہ دینا چاہئے۔

سہاگ رات کی کامیابی اسی وَقت ممکن ہے جب دونوں فریقین باہمی سلوک روا رکھیں خصوصاً خاوند کے سلوک پر یہ بات منحصر سمجھی جاتی ہے اس لئے کہ پہل ہمیشہ مرد ہی کرتا ہے عورت نہیں۔ ویسے بھی قدرت نے عورت کو فطری طور پر زِیادہ شرم وحیاء عطا کی ہے۔ اس حالت میں مرد کا حق بنتا ہے کہ وہ عورت کی جھجک وغیرہ کو دُور کرنے کی کوشش کرے۔ عورت کی جھجک کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں سب سے پہلے اور اہم وجہ تو یہی ہوتی ہے کہ وہ قدرت کی ایسی مخلوق ہے جس میں حیاء کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ جہاں وہ دُلہن بن کر آئی ہے یہ گھر اس کے شوہر کا ہے یہاں کا سارا ماحول اس کے لئے نیا ہے۔ جس مرد کے ساتھ دلہن کے روپ میں وہ چپ چاپ چلی آئی ہے وہ اس کا خاوند ہونے کے باوجود ایک نیا انجانا مَرد ہے ایک نئی زِندگی کی شروعات کرنے والی ہے اور سوچ رہی ہوگی کہ اس کا شوہر اس کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا اور نہ جانے کیا تصوُّر اس نے اپنے دِل و دماغ میں بٹھا رکھا ہوگا۔ اکثر سہاگ رات یا ملن کی پہلی رات کس طرح منائیں؟ اس کے بارے میں عموماً نوجوان کچھ پوچھنا اور جاننا چاہتے ہیں اس موضوع پر بے شمار لٹریچر شائع ہو چکا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ صِرف پیار و محبت ہی کرنا چاہئے مباشرت اگلے موقع پر کرنی چاہئے صِرف خاوند اور بیوی کو آپس میں ایک دوسرے کا تعارف کرنا چاہئے ایک دوسرے کو بات کے ذَرِیعے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کوئی رائے کا اِظہار کرتا ہے کہ ان دِنوں صرف جنسی کھیل تک ہی محدود رہنا چاہئے جنسی ملاپ نہ کرنا چاہئے اور مباشرت صِرف اسی حالت میں کرنا چاہئے جب بیوی اس کے لئے رضامندی کا اظہار کرے بہر حال اس سلسلہ میں کئی لوگ

اپنی رائے کے حق میں دلیلیں بھی پیش کرتے ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ جنسیات مکمل طور پر ایک ذاتی موضوع ہے اور اسے کسی طرح کے اصولوں اور پابندیوں میں قید نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی مرد یا عورت (خاوند بیوی) کب اور کس طرح جنسی ملاپ کرتے ہیں ...... یا کب اور کیسے کرنا چاہئے۔ یہ ان کی ذاتی خواہش یا دلچسپی، ضرورت اور حالات پر منحصر ہے۔

سہاگ رات ہر جوڑا اپنی ذاتی خواہش اور حالات کے مطابق منا سکتا ہے اگر بیوی کو خاص وجہ سے اعتراض ہے یا خاوند کسی وجہ سے خواہاں نہیں ہے تو ایسی حالت میں مباشرت نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر کوئی مجبوری نہیں ہے، خواہش بھی موجود ہے تو مباشرت کا ضرور لطف حاصل کرنا چاہئے۔

دلہن کو بے تکلف بنانے کے طریقے

۱۔ شبِ زفاف میں کمرہ پھولوں سے سجایا جائے اور خوشبو اور پھولوں سے معطّر ہو، بستر صاف اور ستھرا ہو نیز کمرے میں کچھ پھل، مٹھائی اور دودھ وغیرہ رکھا ہو کیونکہ دولہا دلہن کو بات چیت کرنے اور آپس میں بے تکلفی پیدا کرنے کے لئے یہ چیزیں مدد پہنچاتی ہیں۔

۲۔ مرد کو چاہئے کہ عورت کے خوف و ہراس اور شرم و حیاء کو اپنی میٹھی اور پیاری پیاری باتوں سے دُور کرنے کی سعی کرے ابتداء میں دُلہن مرد کی باتوں کا پورا جواب نہیں دیتی لیکن آہستہ آہستہ وہ مائل ہو جاتی ہے لہٰذا جس قدر شیریں گفتاری، دلجمعی اور نرمی سے آپ پیش آئیں گے اسی قدر آپ اپنی محبت کا نقش گہرا ثبت کر سکیں گے۔

۳۔ گفتگو کا جادو مسمریزم کی طرح ماحول پر اثر کرتا ہے اگر آپ چاہیں تو اچھی دِل پسند اور نرم گفتگو سے عورت کو مطیع، خوش اور بے تکلف بنا سکتے ہیں یہاں تک کہ اسے اپنا غلام بے دام بنا سکتے ہیں۔ یہی وہ کامیابی کا پہلا گر ہے۔

۴۔ گفتگو کی خوبی کے ساتھ ہاتھوں کی ملائمت اور حرکات کی نرمی سے دلہن مسرت محسوس کرتی ہے۔ حالات کے پیشِ نظر مختلف قسم کی گفتگو ہوتی ہے لیکن آپ کی گفتگو ایسی ہونی چاہئے جس سے دلہن آپ کو پسند کرنے لگے اور آپ کو خیر خواہ اور ہمدرد سمجھنے لگے، موسم کی بات چیت کیجئے، آج کی تھکاوٹ کا تذکرہ، کھانے پینے سے متعلق پوچھئے کہ اس نے کچھ کھایا پیا ہے یا نہیں، اسے کوئی تکلیف اور بے قراری تو نہیں ہے۔

۵۔ پھر کچھ پھل اور میوہ وغیرہ اس کے سامنے رکھئے خود بھی کھائیے اور اسے بھی کھلائیے بلکہ اپنے ہاتھ سے اس کے مُنہ میں ڈالئے تاکہ آپ کی محبت اور خلوص اس کے دِل میں بڑھ جائے۔

۶۔ ایک کیک جو پہلے سے آپ کے پاس پڑا ہو، اس پر اپنا اور دلہن کا نام لکھ دیں اور اس کو پڑھنے کے لئے کہیں، پھر آپ مخاطب ہو کر اس سے پوچھیں کہ اگر یہ دونوں نام مکس ہو جائیں تو کیسا ہے؟ پھر لکھے ہوئے ان دونوں ناموں کو اپنے ہاتھ کی اُنگلی کیک میں ڈال کر مکس کر دیں اور دلہن کے مُنہ میں اس انداز سے ڈالیں کہ تھوڑا سا کیک اس کے ہونٹ کے نیچے لگ جائے پھر آپ اپنی زبان سے چاٹ لیں۔ یہ طریقہ دُلہن کو بے تکلف بنانے کے لئے پُر اثر ہے۔

۷۔ عورت میں مرد کی نسبت سرد مہری دی ہوتی ہے لہٰذا اس میں گرم جوشی پیدا کرنے کے لئے پیار و محبت کو عملی حد تک بڑھانا ہے ایسی باتیں ہر مرد کو فطرت نے تعلیم دی ہیں ہم ان کو زیادہ وضاحت سے عریاں کرنا پسند نہیں کرتے ابتداء میں عورت کچھ سرد مہری کا اظہار کرتی ہے اور پورا پورا ساتھ نہیں دیتی اور خوف اس کا دامن تھامے ہوتا ہے لیکن آہستہ آہستہ مرد کے پیار و محبت، مساس، میٹھی میٹھی باتیں کرنے سے اس کے خفیہ جذبات بیدار ہونے لگتے ہیں اور وہ بھی آہستہ آہستہ مرد کے ساتھ شامل ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

شب زفاف کی بنیادی غلَطیاں

بعض حضرات اس رات میں بے شمار غلَطیاں کرتے ہیں جس سے آگے چل کر ازدواجی زندگی بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ کچھ مرد عورت پر بے جا رعب جمانے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ سختی اور تندی کے ساتھ ہر بات میں اقدام کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس طریقہ سے وہ عورت کے جذبات کو کچل ڈالتے ہیں گویا وہ ایک پھول کو مسل دیتے ہیں حالانکہ اسے آرام سے چھونے اس کی خوشبو سونگھنے اور اس کو حفاظت سے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

بعض حضرات کھینچ تان زبردستی جھپٹ کرتے ہیں جس سے دُلہن کے خوف و ہراس میں اضافہ ہونے لگتا ہے اس سے مسرت کی بجائے اسے پریشانی محسوس ہونے لگتی ہے جس سے اسے جسمانی اور نفسیاتی عوارض کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ بعض حضرات تو دلہن سے اس طرح برتاؤ کرتے ہیں جیسے وہ انہیں بہت سستے داموں یا مُفت مل گئی ہو خواہ مخواہ اس کو ذہنی و نفسیاتی اُلجھنوں کا تختہ مشق بناتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رات محض جنسی تسکین کے لئے ہے۔

مردوں کا اس قسم کا رویہ عورت میں کئی ذہنی پیچیدگیاں پیدا کر دیتا ہے اور پہلی رات ہی سے ازدواجی زندگی کی بنیادوں میں شگاف پڑ جاتا ہے۔ یہ سوچنا غلَط ہے کہ شبِ عروسی محض جنسی تسکین کے لئے ہے۔ جنسی تسکین کے لئے جلد بازی اور زبردستی عورت کے جذبات کو مجروح کر سکتی ہے جس سے آئندہ زندگی پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ بعض عورتیں پہلی مرتبہ جنسی پیش قدمی کے دَوران زبردست مزاحمت کرتی ہیں۔ بعض عورتیں جنسی فعل سے خوفزدہ ہوتی ہیں کیونکہ معاشرہ انہیں یہی سکھاتا ہے اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی جاتی ہے اس کے علاوہ نفسیاتی طور پر ان کے ذہن میں یہ خوف بھی ہوتا ہے کہ جس چیز یعنی

عصمت کی انہوں نے ہمیشہ حفاظت کی تھی وہ آج ان سے چھن جائے گی، کیونکہ اکثر عورتوں کو جنس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا مرد کو پہلی رات انتہائی محبت اور نرمی کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اسے اپنی جنسی تسکین کے لئے جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ بعض مرد شادی کی پہلی رات تشدد پر اُتر آتے ہیں وہ بیوی کو حکم دیتے ہیں کہ فوراً کپڑے اُتار دو، اگر وہ مزاحمت کرے تو زبردستی اس کے کپڑے اُتارنے لگتے ہیں۔ اس قسم کی وحشیانہ حرکتوں سے عورت کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور اسکے دِل میں مرد کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

شبِ عروسی میں دو ایسے افراد کا ملاپ ہوتا ہے جن کی اپنی الگ الگ شخصیت ہوتی ہے، ان کا خاندان، سماجی اور اقتصادی پس منظر بھی مختلف ہوسکتا ہے زِندگی کے بارے میں ان کے تصوّرات بھی الگ الگ ہوتے ہیں اس کے علاوہ عورتوں کی فطرت بنیادی طور پر ذِہنی ہوتی ہے۔ اس کے ذِہن میں اپنی پسند کے مرد کے بارے میں بلوغت ہی سے ایک تصور ہوتا ہے۔ اگر مرد اس تصور سے مختلف ہو تو انہیں شدید جذباتی دھچکا لگتا ہے؟ اس کے باوٴجود عورت کوئی معمہ نہیں شادی کی پہلی رات عورت سے بڑی نرمی کا برتاوٴ کرنا چاہئے۔ شوہر کو بیوی کے حسن کی تعریف اور اس سے محبت کا اِظہار کرنا چاہئے اور اسے یہ یقین دِلانا چاہئے کہ میں تمہارے دُکھ سکھ میں برابر کا شریک ہوں۔

شب زفاف اور جدید سائنس

بالزاک نے کہا کہ عورت ایک ایسی ربطہ ہے جس کے تاروں سے کوئی ماہرِفن ہی دِلکش سر نکال سکتا ہے سہاگ رات میں میاں بیوی کے درمیان جنسی موافقت ہونا ضروری ہے اور مرد کو عورت کے ساتھ نرمی اور دِلداری کا رویہ اختیار کرنا چاہئے جیسا کہ پہلے بھی ذِکر ہوا اور عورت کو بھی مرد کی جنسی پیش قدمی کی خاطر خواہ جواب دینا چاہئے طبی رو سے مرد کی سیکس جلد بھر کر جلد ٹھنڈی ہو جاتی ہے جبکہ عورت کی سیکس دیر سے اُبھر کر دیر تک برقرار رہتی ہے اس سے مرد کو چاہئے کہ عورت کے جنسی جذبات کو لمس اور چھیڑ چھاڑ کے ذَریعے زِیادہ سے زِیادہ اُبھارے اور پھر دخول کرے تا کہ عورت جنسی تسکین سے ہمکنار ہو سکے۔ ایسا نہ ہو کہ مرد یکلخت اپنی مردانگی اور جوانی کا سکہ جمانے میں لگا رہے اور جو چیز آہستہ آہستہ کرنی چاہئے تھی اس کو یکبارگی کر گزارنے کے درپے ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کو چاہئے کہ بیوی کی طرف سے رغبت، خواہش اور تیاری کا اِشارہ ملنے پر اقدام کرے ورنہ کام اگلی فرصت پر چھوڑ دے۔

شب زفاف کا ایک اہم مسئلہ

ایک غلط فہمی دلہن کی دوشیزگی سے متعلق عام طور پر پائی جاتی ہے کچھ کم ظرف عورتیں شبِ اوّل کا انجام بستر پر خون کے داغوں کی صورت میں تلاش کرتی ہیں اور یہی چیز مواصلت اور دوشیزگی کے ثبوت میں دیکھنا چاہتی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ پردہ بکارت کے

پھٹنے سے خون کے چند قطرے یا بعض اوقات قدرے زیادہ خون بھی نکل آتا ہے اور چادر پر داغ بھی لگ جاتا ہے لیکن یہ دوشیزگی کی صحیح علامت نہیں ہے بعض اوقات بغیر کسی وجہ کے یہ پردہ پھٹ جاتا ہے یعنی شادی سے بہت قبل۔ اس لئے اگر یہ علامت نظر نہ آئے تو بلاوجہ دلہن کے چال چلن پر بدگمانی کرنا حماقت ہے یہ نکتہ شوہر کو بھی نہ بھولنا چاہئے۔ ورنہ اس کے اثرات مدت العمر دولہا دلہن میں بدمزگی پیدا کرنے کے سبب بن سکتے ہیں۔

نیز اکثر لوگ مردانہ عضو کے بارے میں بہت حساس ہوتے ہیں اور عضو کے سائز کے بارے میں انہیں طرح طرح کی غلط فہمیاں ہوتی ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جنسی قوت اور مردانگی کا انحصار عضو کی لمبائی اور موٹائی پر ہے۔ اگر عضو قدرے چھوٹا ہے تو وہ احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتے ہیں اس کی وجہ عام طور پر سنی سنائی باتیں ہیں جو اکثر لوگوں نے مشہور کر رکھی ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مردانگی کا عضو کی لمبائی اور موٹائی سے کوئی تعلق نہیں۔ اصل چیز عضو کی سختی اور جنسی میلاپ کی ٹیکنیک یعنی فن ہے۔ اگر عضو میں مناسب سختی پیدا ہوتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ عورت کو مطمئن نہ کر سکے۔

ملاعبت اور جدید سائنس

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھیڑ چھاڑ اور جنسی کھیل سے پہلے بیوی سے خاص تعلق قائم کرنے سے منع فرمایا ہے۔

دوسری روایت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مباشرت کے آداب کی یہ تعلیم دی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی زوجہ پر اس طرح نہ ٹوٹ پڑے جس طرح کہ جانور ٹوٹ پڑتا ہے بلکہ تمہارے درمیان ایک پیغام رساں ہونا چاہئے عرض کیا گیا پیغام رساں کیا ہے۔ ارشاد ہوا بوسہ اور اُلفت اور محبت کی باتیں یعنی پہلے انسیت پیدا کرے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ایک مرسل روایت ہے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اپنی بیوی سے مقاربت نہ کرو جب تک کہ اس کے اندر شہوت پوری طرح نہ اُبھر جائے جیسا کہ تمہارے اندر اُبھر چکی ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے پہلے خارج ہو جاؤ۔

اس پر صاحب واقعہ نے کسی قدر تعجب سے دریافت کیا کہ آیا یہ بھی میرے لئے ضروری ہے تو ارشاد ہوا، وہاں تم اس کو بوسہ دو اس سے آنکھیں چار کرو، پیار و محبت کی باتیں کرو پھر جب تم دیکھو کہ تمہارے اندر جو بات گھر گئی ہے وہ اس کے اندر بھی آ گئی ہے تو اس سے مباشرت کرو۔

جدید تحقیق کے مطابق ملاعبت اور چھیڑ چھاڑ کے بغیر اچانک مباشرت کی صورت میں عورت کے مقام خاص میں مطلوبہ رطوبت اور چکناہٹ کے پیدا نہ ہونے کے سبب اس سے اس کو تکلیف بھی ہوسکتی ہے اور جنسی تسکین تو اپنی جگہ یہ ناگوار مباشرت اسکے لئے

باعثِ اذیت ہوسکتی ہے۔ملاعبت اور چھیڑ چھاڑ سے جنسی اعضاء کے اندر خوبصورت تحریک پیدا ہوتی ہے اور جنسی حساس اعضاء میں توانائی کی رو دوڑ جاتی ہے۔

ڈاکٹر کپور کے جرنلز میں یہ بات کچھ اس انداز میں ہے کہ جب مرد عورت سے جماع سے قبل کسنگ اور چھیڑ چھاڑ کرتا ہے تو کچھ خاص ہارمونز جو کہ جنسی قوّت کی زِیادتی اور لذّت کے اِضافے کا باعث بنتے ہیں اتنی تیزی سے تیار ہوتے ہیں کہ میرے تجربات میں شاید کوئی کمپیوٹر بھی اتنی تیزی سے کوئی چیز نہ بنا سکے۔

گردے گلینڈز کے ہارمونز پچوٹری گلینڈز کے ہارمونز پیرا تھائی رائیڈ رپیرا تھائی رائیڈر کے ہارمونز خون میں شامل ہو کر جنسی قوت بڑھاتے ہیں اگر ایسا نہ کیا تو قطعی طور پر ہارمونز خون میں شامل نہ ہوں سکیں اور جسم کو وہ لذّت اور مزا میسر نہ ہو جو کہ جسم میں خود بخود موجود ہے۔ (بحوالہ سیکس ٹیکنک)

مباشرت کب اور کس وَقت کرنی چاہئے ؟

فقیہہ ابواللیث نے اپنی کتاب 'بستان' میں لکھا ہے کہ مباشرت کے لئے سب سے بہتر وَقت رات کا آخری حصّہ ہے کیوں کہ اوّل شب میں معدہ غذا سے پُر ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ تاجدارِ اَنبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آخر شب میں وِتر پڑھ چکے تھے تو اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ازواج کی حاجت ہوتی تو ان سے قربت فرماتے ورنہ جائے نَماز پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نَماز کی اِطلاع دیتے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اوّل شب میں صحبت مکروہ ہے اس خیال سے کہ تمام شب ناپاکی کی حالت میں سونا پڑے گا۔ (احیاء العلوم)

لیکن یہ سب طبی مصالح ہیں۔ ہر وَقت جماع کی اِجازت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی اوّل شب اور دِن کے مختلف اوقات میں صحبت کرنا ثابت ہے۔ (شمائل ترمذی)

مباشرت ہے کیا؟

مباشرت دو مباح اور 'شرت' کا مرکب ہے۔مباح کے معنیٰ حلال ٹھہرانا، جائز کرنا کے ہیں اور 'شرت' کے معنیٰ 'پاک کرنا' کے ہیں۔یعنی ہمبستری کا وہ عمل جو بعدِ نکاح کے عمل میں آئے وہ مباشرت ہوا اور اگر یہی عمل قبل از نکاح عمل میں آئے تو زِنا ہوا۔

مباشرت کا فطری مدعا اولاد کی طلب ہوتا ہے تاکہ سلسلہ حیات آدم قائم رہے۔

مباشرت کا عمل صِرف زیرِ ناف دخول کا نام نہیں ہے بلکہ فریقین کی مکمل جسمانی صحبت (اخلاق حدود میں رہتے ہوئے) کا نام ہے۔

بہر کیف کہنا یہ ہے کہ عورت میں شہوانی جوش پیدا کئے بغیر مباشرت کا عمل عورت کیلئے زہرِ قاتل ہے اور مرد کے حق میں بغاوت

کا پیش خیمہ ہوتا ہے اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ فعلِ مباشرت سے قبل کم از کم تیس منٹ بوس و کنار اور جسمانی نشیب و فراز کو مخصوص انداز میں تحریک دینا از حد ضروری ہے تا کہ عورت میں جنسی ہیجان پیدا ہو جائے جب یہ ہیجان اپنے دَرجہ کمال کو پہنچتا ہے تو عورت بھی اس فعلِ مباشرت میں گرم جوشی سے حصّہ لیتی ہے۔اس طرح مرد اور عورت کا بیک وَقت انزال میں دونوں میں محبت و دوستی اور امانت پرستی کا جذبہ مضبوط کرتا ہے۔ یہ بات دُرُست ہے کہ بہت کم شادی شدہ مرد رموزِ مباشرت سے آگاہ ہوتے ہیں۔

آج ہمارے معاشرے میں نوّے فیصد میاں بیوی جھگڑے غیر متوازن مباشرت کا نتیجہ ہوتے ہیں اور یہ وہ کیفیت ہوتی ہے جو فریقین کو گھن کی طرح چاٹ جاتی ہے بظاہر گھریلو جھگڑے جہالت ہٹ دھرمی کا نتیجہ نظر آتے ہیں لیکن پس آئینہ غیر متوازن مباشرت کا زہر ان کی خوشیوں کو چاٹ جاتا ہے مگر ایسے نزاعی معاملات میں مایوس ہو کر خود زندہ در گو نہیں کر لینا چاہئے بلکہ کسی بُزرگ یا مستند معالج سے رجوع کرنا چاہئے جو اپنے تجربے اور ادراک کی بناء پر ان کا حل پیش کر سکتے ہیں غیر متوازن مباشرت کا وقوع اکثر مباشرت کے فطری اصولوں سے ناواقفیت کی بناء پر ہوتا ہے۔

عورت کا شہوانی جوش مرد کے مقابلے میں دیر سے اُبھرتا ہے اس لئے وہ مرد سے زِیادہ دیر کے بعد منزل ہوتی ہے، مرد جب عورت کو برہنہ اور قریب پاتا ہے تو اس کے اعضاء تناسل میں فوراً برانگیختگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس جوش سے مجبور ہو کر مرد فوراً عمل مباشرت کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جبکہ عورت میں ابھی تحریک پیدا نہیں ہوئی اور مرد منزل ہو کر اپنا جوش ٹھنڈا کر لیتا ہے اور عورت جو تحریک پا رہی ہوتی ہے اس نامکمل سفر کی وجہ سے شدید ضعف اور جذباتی تشنگی کا شکار ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے عورت کے دِل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے ردِّعمل میں رحم کے سکڑاؤ کی وجہ سے بانجھ پن اور کئی نفسیاتی اور معاشرتی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، مضبوط کردار کی عورت اس تشنگی کے بعد مختلف پوشیدہ امراض کا شکار ہو جاتی ہے اور کمزور کردار کی خواہش حیوانی جبلت سے مجبور ہو کر، نامکمل تسکین کو مکمل کرنے کیلئے معاشرتی کرپشن کا متحرک حصّہ بن جاتی ہے۔

مباشرت کس نیّت سے کرنی چاہئے ؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصایا میں لکھا ہے کہ جب کبھی ارادۂ مباشرت ہو تو اس نیّت سے مباشرت کی جائے کہ زِنا سے باز رہوں گا اور دِل کو اِدھر اُدھر بھٹکنے سے فراغت ہوگی اور اولاد نیک بخت ہوگی اس نیّت کے ساتھ صحبت کرنے میں ثواب ہے۔ (اسلامی آباد مباشرت)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو جماع کی حالت ایسی ہے جیسی غذا کی......غرضیکہ واقعتاً میں بیوی غذا اور دِل کی طہارت کا سبب ہے۔اس وجہ سے جس شخص کی نظر اجنبی عورت پر پڑے اور اس کا نفس اس کی طرف شائق ہو، اس کو تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی بیوی سے صحبت کرے کہ صحبت کرنا

دِل کے وسوسہ کو دُور کر دے گا اور فرمایا کہ عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اس کو اچھی معلوم ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی سے صحبت کرے کہ اس کے پاس بھی وہی بات ہے جو دوسری کے پاس ہے۔ (احیاء العلوم)

مباشرت سے قبل کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے؟

۱۔ مباشرت اس وقت کرنی چاہئے جب کھانا ہضم ہو چکا ہو، تاہم پیٹ بالکل خالی بھی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس سے حرارت عزیزی اور روح زِیادہ تحلیل ہو جاتی ہے اور اعضاء رئیسہ سخت کمزور ہو جاتے ہیں۔

۲۔ پیشاب وغیرہ کی حاجت ہو تو اس سے فارغ ہو لینا چاہئے کیونکہ شدید پیشاب کی حالت میں صحبت کرنے سے مثانہ اور پیشاب کی نالی کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

۳۔ پاخانہ کی حاجت کے وَقت جماع کرنے سے بواسیر وغیرہ کے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔

۴۔ نزلہ زکام اور بخار کی حالت میں جماع کرنے سے بدن میں حرارت بس جاتی ہے اور دِق کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

۵۔ آنکھیں دُکھنے کی حالت میں صحبت سے آنکھوں میں زخم اور سفیدی پیدا ہو جاتی ہے۔

۶۔ بھرے پیٹ کی حالت میں صحبت کرنے سے اوّل تو انزال جلد ہو جاتا ہے دوسرا ضعف معدہ ووَرم جگر اور پیٹ کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

۷۔ خوف اور پریشانی کی حالت میں مباشرت نامردی کو جنم دیتی ہے حقیقت تو یہ ہے کہ خوف بجائے خود عضو میں مکمل انتشار پیدا نہیں ہونے دیتا اور طبیعت مباشرت کی طرف رجوع نہیں کرتی۔

۸۔ نشہ کی حالت میں مباشرت کرنے سے جسم میں سے بہت زِیادہ قوت اور حرارت خارج ہوتی ہے جس سے بعد میں بہت کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس کے علاوہ جوڑوں کی بیماریوں کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔

۹۔ سخت گرمی اور سخت سردی میں مباشرت سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ دونوں حالتوں میں انسان کسی نہ کسی عارضے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ جس کمرے میں مباشرت کی جائے اس کا درجۂ حرارت خوشگوار ہونا چاہئے۔ سردیوں میں کمرے کو گرم رکھنے اور گرمیوں میں ٹھنڈا رکھنے کا انتظام ہونا چاہئے۔

۱۰۔ جس دِن مباشرت کرنے کا خیال ہو اس دِن مرد کو چاہئے کہ وہ طاقتور غذائیں گوشت، انڈا، دودھ وغیرہ استعمال کرے اس دِن غسل کر کے خوشبو بھی استعمال کرے۔ شام کو پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے اور کھانے کے تقریباً تین گھنٹے بعد مباشرت کرے۔

۱۱۔ سخت محنت اور تھکاوٹ کے بعد مباشرت سے کمزوری پیدا ہوتی ہے لہٰذا ان صورتوں میں مباشرت نہیں کرنی چاہئے۔

۱۲۔ نیز مباشرت مکمل آزادی اور بے فکری کے ماحول میں کرنی چاہئے جب تک مباشرت کی حقیقی خواہش نہ ہو اور عضو میں مکمل انتشار اور سختی نہ ہو مباشرت سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مباشرت سے قبل وُضو اور جدید سائنس

مباشرت کرنے سے پہلے آدمی وُضو کا اہتمام کرے معلوم ہوا کہ اسلام میں سونے کے آداب میں ہے کہ انسان کے لئے باوُضو سونا بہتر ہے۔ (بخاری ، جلدنمبر ۱)

دوسری حدیث میں وُضو سے رہنے والے کو نبیُ اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایمان کی علامت قرار دیا ہے اس لئے وُضو بندے اور اللہ عزوجل کے مابین ایک راز ہے۔

جماع ایک اشتعالی عمل ہے اس میں دَوران خون تیز ہوجاتا ہے، دَوران خون تیز ہوگا تو بلڈ پریشر ہائی ہوگا۔ اس سے بچنے کے لئے وُضو ایک مناسب اور موزوں عمل ہے اگر مباشرت سے قبل وُضو کرلیا جائے تو سرعت انزال کی تکلیف میں فائدہ ہوگا۔

اس وَقت ہر طرف ماحولیاتی آلودگی ہے اس کی وجہ سے ہاتھ مُنہ وغیرہ سانس لینے یا آلودہ ہونے لگنے سے آلودہ اور جراثیم زدہ ہوجاتے ہیں۔ دَورانِ مباشرت ان اعضاء کا استعمال چونکہ جماع کا حصّہ ہے اس لئے وضو کے ذَریعے ان اعضاء کو دھویا گیا ہے۔

مباشرت کی تیّاری میں کن امور کا خیال رکھنا چاہئے ؟

۱۔ شوہر اور بیوی دونوں باطہارت اور باوُضو ہوں۔

۲۔ احتلام والا بغیر غسل اور پاکی کے اپنی زوجہ کے پاس نہ جائے ورنہ لڑکا دِیوانہ اور بخیل پیدا ہوگا۔

۳۔ غذا کھانے کے تین گھنٹے بعد کا وَقت نہایت موزوں ہے۔

۴۔ خوشبو لگانا تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے لہٰذا خوشبو کا استعمال ضرور کیجئے۔

۵۔ اگر کمرہ میں دِینی کُتُب اور قرآنِ پاک موجود ہوں تو ان پر کپڑا وغیرہ ڈال دیا جائے۔

۶۔ قبلہ رُو نہ رہیں یہ احترامِ قبلہ کے خلاف ہے لہٰذا اس کی طرف نہ مُنہ ہو، نہ پُشت۔

۷۔ مباشرت سے قبل اس دُعا کر پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے،

بسم اللّٰہ جنبنا الشیطان وجنب الشیطان مارزقتنا (بخاری، مسلم)

یہ دُعا سِتر کھولنے سے پہلے پڑھنی چاہئے۔ اگر ستر کھلنے کے بعد یاد آئے تو دِل میں پڑھیں اور دُعا دونوں کو پڑھنی چاہئے اس کی بَرَکت سے اولاد نیک بخت ہوتی ہے اور شیطان بھی دُور رہتا ہے۔

مباشرت کے دَوران کن امور کا خیال رکھنا چاھئے ؟

۱۔ صحبت کے وقت بقدرِ ضرورت ستر کھولنا چاہئے اور جانوروں کی طرح بالکل ننگا نہ ہونا چاہئے۔ (ابنِ ماجه)

۲۔ بالکل برہنہ ہوکر صحبت کرنے سے اولاد بے حیاء پیدا ہوتی ہے نیز یہ بھی ہے کہ بے پردہ ہونے سے ملائکہ باہَر نکل جائیں گے اور شیطان آجائیں گے۔

۳۔ ایسے وقت میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خودکو اور اپنی بیوی کو چادر سے سَر تک ڈھانک لیتے تھے تاکہ دونوں کے جسموں کی کافی حفاظت رہے۔ (شمال نَبوی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، ابنِ ماجه)

۴۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کو گدھوں کی طرح ننگے ہونے سے منع فرمایا۔ (دیلمی)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری سِتر کے مقام کو دیکھا اور نہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ اس سے طبیعت میں منافرت اور شہوت میں کمی آجاتی ہے۔

۶۔ صحبت کے وَقت زِیادہ باتیں نہ کی جائیں ایسا کرنے سے اندیشہ ہے کہ بچّہ گونگا پیدا ہو۔

۷۔ مباشرت مدہم روشنی یا اندھیرے میں ہی مناسب ہے۔ (معمولاتِ نَبوی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم)

۸۔ جب انزال ہوجائے تو اسی طرح کچھ دیر ٹھہرے رہیں تاکہ عورت کا مطلب بھی پورا ہوجائے۔

۹۔ اگر دوبارہ مباشرت کا اِرادہ ہو تو درمیان میں وُضو کر لینا چاہئے۔

مباشرت کے بعد کن اصولوں پر کاربند رهنا چاهئے

۱۔ صحبت کے بعد پیشاب کرنا ضروری ہے کہ بعض اوقات منی کا کوئی قطرہ پیشاب کی نالی میں اَٹکا رہ جاتا ہے جو سوزش اور زخم پیدا کر سکتا ہے۔

۲۔ مباشرت سے فراغت کے بعد غُسل کر کے سونا اَفضل ہے لیکن اگر شدید سردی یا غُسل کرنے میں کچھ خوف حائل ہو تو فجر سے پہلے پہلے اگر دِن میں یہ عمل ہو تو اگلی نَماز سے پہلے پہلے دونوں کو غُسل کرنا ضروری ہے۔

۳۔ صحبت کے بعد مرغن یا شیریں غذا یا دودھ شہد ملا ہوا کھا لینے سے قوّت باہ کم نہیں ہوتی۔ مگر پاکی حاصل کرنے کے بعد کھانا ہی بہتر ہے۔

۴۔ اطباء کی تحقیق ہے کہ مباشرت کے فوراً بعد پانی نہیں پینا چاہئے، ایسا کرنے سے تنفس یعنی دَمہ کا مَرض پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

۵۔ ’’مباشرت کے بعد عورت کے اور عورت مرد کے پوشیدہ راز ظاہر نہ کرے۔‘‘

ایک سے زیادہ بیویوں کے پاس کس طرح جانا چاہئے

مباشرت کے آداب وسنّت میں سے ہے کہ اگر آدمی کی ایک سے زِیادہ بیویاں ہوں اور ایک ہی رات میں وہ سب کے پاس جانا چاہے تو ایک کے بعد دوسری کے یہاں جانے سے پہلے غُسل کر لینا چاہئے۔

حدیث میں گنجائش ہے کہ آدمی ایک ہی غُسل سے کئی بیویوں کے پاس جاسکتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی رِوایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی تمام بیویوں کے پاس ہو لیتے تھے۔ (صحیح مسلم، جلدنمبر ۱)

لیکن زِیادہ بہتر اور زِیادہ مناسب ہے کہ ایک بیوی کے بعد دوسری بیوی کے یہاں جانے سے قبل تازہ وُضو کرے جیسا کہ سنن ابوداوٗد کی رِوایت ہے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عمل سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ایک رات باری باری تمام ازواجِ مطہرات کے یہاں جانا ہوا، ان میں سے ہر ایک کے پاس آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تازہ غسل فرمایا۔

میں نے عرض کیا، اے اللہ عزّ وجل کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک ہی غسل پر اکتفا فرمایا ہوتا، جواب میں ارشاد فرمایا، یہ زِیادہ پاکی زِیادہ خوشگواری اور زِیادہ صفائی کا موجب ہے۔ (ابوداؤد، جلد نمبر ۱)

غسل کے بغیر ایک ہی وَقت میں آدمی ایک سے زائد بار مباشرت کرنا چاہتا ہے تو دوسری مباشرت سے پہلے وُضو کر لینا مستحب ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے پھر دوبارہ آنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وضو کرے۔ (مسلم ، جلد نمبر ۱)

امام حاکم کی رِوایت میں اس پر اِضافہ ہے جس سے اس کی حکمت کا پتہ چلتا ہے اس لئے یہ دوبارہ آنے کے لئے زِیادہ نشاط کا باعث ہے۔

دوسری روایت میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے الفاظِ پاک یہ ہیں:۔

جب کوئی شخص رات کے پہلے پہر میں ہمبستری کرے پھر وہ دوبارہ ایسا کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اس سے پہلے نماز کی طرح اچھی طرح وُضو کرے۔

بیوی سے صحبت کے بعد وُضو اور غسل میں طہارت ونفاست کا اہتمام تو ہے ہی، جو اللہ عزّ وجل کو بے حد پسند ہے۔

لیکن حفظانِ صحت کے پہلو سے بھی اس کی افادیت مسلم ہے اس سے طبیعت میں چستی اور نشاط پیدا ہوتا ہے اور مباشرت کے نتیجے میں جسم کی جو قوت زائل ہوتی ہے اس کی بحالی کا سامان ہوتا ہے۔ بعض خطرناک بیماریوں سے بچاؤ کا بھی یہ فطری طریقہ ہے

بڑے بڑے حکماء نے اس کی صراحت کی ہے۔

وظیفہ زوجیت کے فوائد اور جدید تحقیق

وظیفہ زوجیت شروع ہوتے ہی اینڈ روفن بننا شروع ہوجاتا ہے اس کے بننے میں یہ شرط نہیں ہے کہ جنسی جذبات کی مکمل تسکین ہو، وظیفہ زوجیت کے دَوران جنسی جذبات کی لہریں دَرد پیدا کرنے والی لہروں کی جگہ لے لیتی ہیں مکمل جنسی جذبات کی تسکین زِیادہ سے زِیادہ اینڈ روفن اورٹی خلئے دونوں قوت مدافعت کے نظام کو خوب سے خوب تر کی طرف لے جاتے ہیں، اس طرح انسان کینسر اوراسی قسم کے دوسری خلیاتی بیماریوں کے حملے سے آسانی سے بچ سکتا ہے۔

وظیفہ زوجیت کے باقاعدہ سرانجام دینے سے انسانی جسم میں مفید ہارمون کی مقدار بڑھتی ہے۔ وہ خواتین جن کے ساتھ باقاعدگی سے وظیفہ زوجیت سرانجام دیا جاتا ہے ان کے خون میں اسٹروجن کی مقدار کافی بڑھ جاتی ہے۔ جن خواتین کے ساتھ وظیفہ زوجیت کم ہوتا ہے یا کبھی کبھی ہوتا ہے ان میں ہارمون کی مقدار کم ہوتی ہے یہ ہارمون عورت کو زِیادہ دیر تک جوان رکھتا ہے۔ باقاعدگی اور زِیادہ عمر تک ماہواری آتی رہتی ہے اور دوسری طرف خواتین کی ہڈیوں کو بھی مضبوط کرتا ہے اوران کے نظام اور دِل کے نظام کو بہتر حالت میں رکھتا ہے۔ یہ ہارمون عورت کی ذِہنی حالت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور ذِہنی کیفیت اور سوچ کو بہتر کرتا ہے نیز ذِہنی دباؤ اور تناؤ کو کم کرتا ہے۔

مصنوعی ہارمون کے استعمال سے بہت سی خرابیاں جسم میں پیدا ہوسکتی ہیں لہٰذا ان سے گریز کرنا چاہئے اوروہ قدرتی ذرائع استعمال کرنے چاہئیں جن سے یہ ہارمون خواتین میں زِیادہ پیدا ہو۔ (سنّتِ نَبوی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جدید سائنس)

مندرجہ بالاحقائق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شوہر اور بیوی کا ملاپ ایک دوسرے سے محبت و پیار کا اِظہار، مرد وعورَت دونوں کو صحت مند رکھنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے وہ مرد جو نوجوانی کے دَوران وظیفہ زوجیت باقاعدگی سے سرانجام دیتے ہیں، ان کی جنسی قوت بڑھاپے میں بھی کافی حد تک قائم رہتی ہے اور جو ایسا نہیں کرتے وہ جلد ہی جنسی قوت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ لوہے کا آلہ جسے استعمال نہ کیا جائے اور وہ زَنگ آلود ہوکر بیکار ہوجائے، لیکن اگر لوہے کو باقاعدگی سے استعمال کیا جائے، صاف ستھرا رکھا جائے تو وہ کافی دیر تک کام میں لایا جاسکتا ہے۔

وہ شوہر اور بیوی جو اپنی نوجوانی دونوں عمروں میں جنسی جذبات سے لُطف اندوز ہوتے ہیں وہ بڑھاپے میں بھی اس نعمت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ وظیفہ زوجیت ایک مسکن عمل ہے کیونکہ صحت بخش وظیفہ زوجیت کے بعد دونوں شریکِ حیات بہترین نیند سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور جب بیدار ہوتے ہیں تو کسی قسم کی کمزوری یا سستی کا نام ونشان تک نہیں ہوتا جبکہ وضو بھی ادویات کے استعمال سے آنے والی نیند ہے جب انسان بیدار ہوتا ہے تو تھکاوٹ، سستی اور کمزوری سے مضمحل ہوتا ہے۔ نیند کا نہ آنا بھی

ذہنی دباؤ اور تناؤ کا نتیجہ ہوتا ہے۔وظیفہ زوجیت ذہنی دباؤ اور تناؤ سے نجات دِلاتا ہے۔عضلات واعصاب کے تناؤ کو ختم کر کے ایک بہترین نیند سے سرفراز کرتا ہے اور ظاہری جسمانی خوبصورتی میں اِضافہ کرتا ہے لیکن یہ عمل صِرف اور صرف اپنی بیوی کے ساتھ ہی زِیادہ سے زِیادہ فائدہ پہنچا سکتا ہے کیونکہ دوسری عورت کے ساتھ ذِہن پر کسی قسم کے جُرم کا احساس مذہبی طور پر یا اخلاقی طور پر جرم کا احساس، خوف وڈر وظیفہ زوجیت کے پورے فوائد سے بہرہ ور نہیں کر سکتا۔

غُسلِ جنابت اور جدید سائنس

غسلِ جنابت میں پہلے اعضاء تناسل کو دھویا جاتا ہے اس سے ایک تو ان کی خاطر خواہ صفائی ہو جاتی ہے اور دوسرے وہ جراثیم سے پاک ہو جاتے ہیں اور جسم ممکنہ بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔

جنسی تعلقات کے دَوران انسان کا بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے اسے نارمل کرنے کے لئے غسلِ جنابت بہترین طریقہ ہے۔عضوتناسل کی بڑھتی ہوئی حدت بھی اعتدال پر آجاتی ہے جس سے عضوتناسل کی دوبارہ ایستادگی آسان ہو جاتی ہے۔طبیعت میں ٹھہراؤ آتا ہے جس کی وجہ سے سرعت انزال دُور ہو کر مساک کی قوت پیدا ہوتی ہے خواہ دوبارہ مباشرت کرنا ہو پھر بھی غُسلِ جنابت کر لینا جنسی، جسمانی اور دماغی لحاظ سے بہت بہتر ہے۔نیز اس سے طبیعت میں چُستی اور نشاط پیدا ہوتا ہے اور مباشرت کے نتیجے میں جسم کی جو قوت زائل ہوتی ہے اس کی بحالی کا سامان ہوتا ہے۔بعض خطرناک بیماریوں سے بچاؤ کا بھی یہ فطری طریقہ ہے۔

غسل جنابت کا طریقہ

(از۔ امیرِاہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ)

بغیر زَبان ہلائے دِل میں اس طرح نیت کریں کہ میں پاکی حاصِل کرنے کے لئے غُسل کرتا ہوں پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھوئیں پھر استنجے کی جگہ دھوئیں خواہ نَجاست ہو یا نہ ہو۔پھر جسم پر اگر کہیں نجاست ہو تو اس کو دُور کریں پھر نَماز کا ساوضو کریں (لیکن کُلّی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کریں) مگر پاؤں نہ دھوئیں ہاں اگر چوکی وغیرہ پر غسل کر رہے ہیں تو پاؤں بھی دھولیں پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑ لیں خصوصاً سردیوں میں (اس دَوران صابن بھی لگا سکتے ہیں) پھر تین بار دائیں کندھے پر پھر تین بار بائیں کندھے پر پھر سَر پر اور تمام بدن پر تین بار پھر غسل کی جگہ سے الگ ہو جائیں اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولیں۔نہانے میں قبلہ رُخ نہ ہوں تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر مل کر نہائیں،ایسی جگہ نہائیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر مرد اپنا سِتر (ناف سے لے کر گھٹنے سمیت) کسی موٹے کپڑے سے چھپالے۔موٹا کپڑا نہ ہو تو حسب ضرورت دو یا تین کپڑے لپیٹ لیں کیونکہ باریک کپڑا ہو گا تو وہ پانی سے بدن پر چپک جائے گا اور گھٹنوں اور رانوں کی رنگت ظاہر ہوگی عورت کو تو اور بھی زِیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

دورانِ غُسل کسی قِسم کی گفتگو نہ کریں، کوئی دُعا بھی نہ پڑھیں، نہانے کے بعد تولیہ وغیرہ سے بدن پونچھنے میں حرج نہیں۔ نہانے کے فوراً بعد کپڑے پہن لیں اگر مکروہ وَقت نہ ہو تو دو رَکعت نفل ادا کرنا مستحب ہے۔

غُسل میں تین فرض ھیں

(۱) کُلّی کرنا، (۲) ناک میں پانی چڑھانا، (۳) تمام ظاہر بدن پر پانی بہانا۔

کُلّی کرنا مُنہ میں تھوڑا سا پانی لے کر پچ کر کے ڈال دینے کا نام کُلّی نہیں بلکہ مُنہ کے ہر پُرزے گوشت، ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے اسی طرح داڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہہ میں دانتوں کی کھڑکیوں اور جڑوں اور زَبان کی ہر کروٹ پر بلکہ حلق کے کنارے تک پانی بہے، روزہ نہ ہو تو غرغرہ بھی کریں دانتوں میں چھالیہ کے دانے یا بوٹی کے ریشے وغیرہ ہوں تو ان کا چھڑانا ضروری ہے۔

ناک میں پانی چڑھانا جلدی جلدی ناک کی نوک پر پانی لگا لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دھلنا لازمی ہے اور یہ یوں ہو سکے گا کہ پانی کو سونگھ کر اوپر کھینچیں یہ خیال رکھیں کہ بال برابر بھی جگہ دھلنے سے نہ رہ جائے ورنہ غُسل نہ ہوگا ناک کے اندر اگر رِینٹھ سوکھ گئی ہو تو اس کا چھڑانا فرض ہے نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

تمام ظاھِری بدن پر پانی بھانا یعنی سَر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلووں تک جسم کے ہر پُرزے اور ہر رونگٹے پر پانی بہہ جانا ضروری ہے جسم کی بعض جگہیں ایسی ہیں کہ اگر احتیاط نہ کی جائے تو وہ سوکھی رہ جائیں گی اور غسل نہ ہوگا۔

مستورات کے لئے آٹھ احتیاطیں

۱۔ ڈھلکی ہوئی پستان کو اُٹھا کر پانی بہائیں۔

۲۔ پستان اور پیٹ کے جوڑ کی لکیر دھوئیں۔

۳۔ فرج خارج یعنی عورت کی شرم گاہ کے باہَر کا حصّہ کا ہر گوشہ ہر ٹکڑا اوپر نیچے خوب احتیاط سے دھوئیں۔

۴۔ فرج داخل یعنی شرم گاہ کا اندرونی حصّہ میں اُنگلی ڈال کر دھونا فرض نہیں، مستحب ہے۔

۵۔ اگر حیض یا نفاس سے فارغ ہو کر غسل کریں کسی پُرانے کپڑے سے فرج داخل کے اندر سے خون کا اثر صاف کر لینا مستحب ہے۔

۶۔ پیشانی پر اگر چمکدار برادہ یعنی افشاں چنی ہوئی ہو تو اس کا ایک ایک ذرہ چھڑانا ضروری ہے۔

۷۔ اگر کانوں میں بالی یا ناک میں نتھ کا چھید ہو اور وہ بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے۔ وضو میں صِرف ناک کے نتھ کے چھید میں اور غُسل میں اگر کان اور ناک دونوں میں چھید ہوں تو دونوں میں پانی بہائیں۔

۸۔ اگر نیل پالش ناخنوں پر لگی ہوئی ہے تو اس کا بھی چھڑانا فرض ہے، ورنہ غسل نہ ہوگا۔

نیل پالش ناپاک ہے

نیل پالش میں اسپرٹ ملایا جاتا ہے، اسپرٹ شراب ہے اور شراب ناپاک، ہماری اسلامی بہنیں اسلامی زینت سے باز آ جائیں۔ یاد رکھئے! عورت صرف اور صرف اپنے شوہر کے لئے گھر کی چار دیواری میں جائز طریقے پر زینت کر سکتی ہے باقی گھر سے باہر نکلنے، شادیوں میں جانے یا رشتے داروں کے یہاں جانے کے لئے لالی پاؤڈر لگانا اور میک اپ کرنا باعثِ ہلاکت ہے۔ اوّل تو بے پردگی گناہ ہے، دوم جتنا ٹیپ ٹاپ زیادہ سے زیادہ ہوگی اتنا فتنہ بھی زائد ہوگا۔

مباشرت کرنے کے طبی فوائد

اعتدال سے مباشرت اور جماع کرنے سے جسم میں ہلکا پن گرمی اور حرارت عزیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ تفکرات اور خراب خیالات دُور ہوتے ہیں۔

حکیم جالینوس نے اپنی کتاب 'الضاعۃ الصغیرہ' میں لکھا ہے کہ جماع نوجوانوں کے لئے بہت مفید ہے۔

حکیم اور نیاسوس نے بیان کیا ہے کہ مباشرت بدن کی غیر ضروری رطوبتوں کو خشک کر کے جسم کو تر و تازگی، فکر، غصّہ کو تسکین بخشتا ہے اور جنون و مالیخولیا میں مفید ہونے کے علاوہ بلغمی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔

مباشرت سے بعض لوگوں کا معدہ قوی ہو کر ہاضمہ دُرست ہو جاتا ہے اور خوراک بڑھ جاتی ہے اور دماغ کو سکون ہوتا ہے۔

جن لوگوں کے مزاج میں گرمی و تیزی زیادہ ہوتی ہے اگر وہ جماع کرنے سے باز رہیں تو ان کے جسم میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے لیکن مباشرت سے یہ شکایت دُور ہو جاتی ہے۔

لوتھر کا بیان ہے کہ بھوک پیاس کی طرح آدمی کو شہوت بھی ہوتی ہے جو تندرستی کی علامت ہے عورتوں کو غذا، پانی اور نیند کی جتنی ضرورت ہے اتنی ہی ضرورت مباشرت کی ہے۔ ابتدائے عمر میں مباشرت پر قابو پانا اور شہوت کو ضبط کرنا تندرستی اور صحت کی بقاء کے لئے نہایت لازم ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ ناقابلِ برداشت ہو جانے سے بندہ بہت سے امراض و علل میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

جب منی زیادہ ہوتی ہے تو وہ گھٹ کو حرارت عزیزی کو دبا کر بدن کو سرد کر دیتی ہے۔ بعض اوقات منی کے اندر زہریلا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اس کے بخارات دِل و دماغ کی طرف چلے جاتے ہیں تو طرح طرح کی بیماریوں مثلاً غشی، مرگی وغیرہ لاحق ہو جاتی ہے جو صرف جماع سے دُور ہو سکتی ہے جن لوگوں میں خون کی کمی ہوتی ہے ان میں جنسی جذبات کو برداشت کرنے کی سکت نہیں رہتی۔

'ہیولاک' کا خیال ہے کہ ستر فیصدی عورتیں نامکمل جماع کی وجہ سے رحم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

'افیقورس' جواپنے زمانے کا فاضل طبیب تھا اس کی رائے کہ کوئی چیز جماع سے زیادہ اچھی صحت کی ضامن نہیں ہوسکتی بشرطیکہ اس کی شرائط کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔

کثرت مباشرت کی ممانعت اور اس کے نقصانات

فقیہہ ابواللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب 'بستان' میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کی صحت اور تندرستی زیادہ عرصہ تک قائم رہے تو اس کو چاہئے کہ صبح اور رات کو کھانا کھایا کرے، قرض سے سبکدوش رہے، ننگے پاؤں نہ پھرا کرے اور بیوی سے قربت کم کی جائے۔

مباشرت کی کثرت سے بدنی قوتیں کمزور اور اعصابی کھچاؤ شروع ہو جاتا ہے، فالج، رعشہ اور تشنج جیسے امراض لاحق ہونے کے بعد بدن میں استعداد بڑھ جاتی ہے۔ نسیان کا عارضہ پیدا ہو جاتا ہے نگاہ کی کمزوری اور کانوں کی سماعت کم ہو جاتی ہے۔ تپ دق اور سل پیدا ہو جاتی ہے۔ سر اور مونچھوں و داڑھی کے بال گرنے لگتے ہیں۔ ضعف ہاضمہ اور سرعت انزال اور خون کی کمی جیسے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ جماع کی زیادتی کی ابتداء عام طور پر شادی کے بعد شروع ہوتی ہے شادی کے بعد تقریباً چار پانچ سال تک، یا اس وقت تک جب عورت ایک بچے کی ماں نہیں بن جاتی اور مباشرت روزمرہ کی ضرورت بن کر رہ جاتی ہے۔ شادی کے بعد تو کافی عرصہ تک انہیں یہ ہوش بھی نہیں رہتا کہ انہوں نے رات و دن کے چوبیس گھنٹوں میں کتنی بار مباشرت کی ہے اس کے بعد مباشرت کی تعداد کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ پھر بھی وہ حیض کے دنوں کو چھوڑ کر روزانہ ہی مباشرت میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اسے لازمی سمجھتے ہیں۔ مرد کا خیال ہوتا ہے کہ ناغہ کرنے پر کہیں عورت یہ نہ سمجھنے لگے کہ اس کی مردانہ طاقت میں کمی آگئی ہے اور عورت یہ سوچتی ہے کہ اس کے انکار سے اس کے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کی مرضی کو پورا کرنا اس کا فرض ہے۔ اس لئے وہ دونوں ہی بلاناغہ مباشرت کرتے ہیں۔ مباشرت کی زیادتی کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مرد کی اس زیادتی کو کم کرنے میں عورت زیادہ مدد کر سکتی ہے اگر اسے مکمل طور پر جنسی تعلیم ہو تو بڑی آسانی سے وہ مرد کی عادت چھڑا سکتی ہے۔ جس مرد کو مباشرت کے بعد تھکان یا کمزوری محسوس ہونے لگے تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ مباشرت کی زیادتی کا شکار ہو چکا ہے۔ ضرورت سے زیادہ منی خارج ہونے سے معدہ، جگر دل اور دماغ وغیرہ پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے معدہ اور جگر کی کمزوری کی وجہ سے اسے کھایا پیا بدن کو بخوبی نہیں لگتا اور صحت مند رہنے کے لئے بدن میں خون کی جس قدر ضرورت ہوتی ہے اتنی مقدار میں خون نہیں بن پاتا۔

مباشرت کی زیادتی سے کبھی کبھی مرد ذہنی توازن بھی کھو بیٹھتا ہے۔ مباشرت کی زیادتی سے لو بلڈ پریشر اور دل کی دھڑکن میں اضافہ ہو جاتا ہے اور دل کا دَورہ پڑنا شروع ہو جاتا ہے اور آنکھوں کی بینائی بھی کم ہو جاتی ہے۔ جو مرد مباشرت کی زیادتی کا شکار ہوں ان کا علاج نفسیاتی طریقہ سے ہی ممکن ہوتا ہے سب سے پہلے تو ان کی بیوی کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ بیوی آہستہ آہستہ دانش مندی

اور حکمتِ عملی کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرے، کوئی بھی مرد جب اسے یہ احساس ہو جاتا ہے کہ اس کی کسی حرکت یا فعل سے وہ اپنی مردانہ طاقت کھو بیٹھے گا تو وہ فوراً خود کو روک لے گا۔

چند مخصوص راتوں میں مباشرت کی ممانعت

صاحب احیاء نے لکھا ہے کہ تین راتوں میں صحبت نہیں کرنی چاہئے۔ ایک مہینے کی اوّل، دوسرے آخیر شب، تیسرے پندرہویں شب۔ کہتے ہیں ان تینوں راتوں میں شیطان صحبت کیا کرتے ہیں اور اس امر کی کراہت ان راتوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ صاحب رفا المسلمین نے مذکورہ بالا راتوں کے علاوہ شب چہار شنبہ اور شبِ عیدین اور اس رات میں کہ صبح کو ارادہ سفر کا ہو صحبت سے منع لکھا ہے۔ ایسا کرنے سے فرزند میں کچھ عیب عارض ہوتا ہے۔

طب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ابو نعیم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آدھے مہینے میں اپنی اہلیہ سے صحبت نہ کیا کرو کیونکہ اس تاریخ میں شیطان آیا کرتے ہیں۔

'شمائل ترمذی' کے ترجمہ میں فائدہ کے تحت لکھا ہے کہ مشائخ کی رائے میں عین نماز کے وقت صحبت کرنے سے اگر حمل ٹھہر جائے تو اولاد نافرمان ہوتی ہے۔

چند مخصوص اوقات میں مباشرت کی فضیلت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصایا میں لکھا ہے کہ دوشنبہ کو مباشرت کرنے سے فرزند قاری پیدا ہوتا ہے اور شب سہ شنبہ میں مباشرت کرنے سے سخی اور شب پنج شنبہ میں عالم و متقی اور روز پنج شنبہ میں قبل دوپہر کے عالم و حکیم پیدا ہوتا ہے اور شیطان اس سے بھاگتا ہے اور روز جمعہ قبل نماز کے صحبت کرنے سے فرزند سعید پیدا ہوتا ہے اور جب وہ مرے گا تو شہید مرے گا اور اگر شب جمعہ میں صحبت کرے تو فرزند مخلص پیدا ہوگا اور جبکہ فارغ ہو کر یعنی خلاص ہو تو چاہئے کہ عورت سے جلد علیحدہ نہ ہو جائے بلکہ اتنا توقف کرے کہ وہ بھی خلاص ہو جائے نہیں تو عورت اس کی مخالف ہو جائے گی۔ پھر جب دونوں فراغت پا چکیں تو دونوں علیحدہ علیحدہ کپڑے سے اپنے اندام کو صاف کریں۔ دونوں کو ایک ہی کپڑے سے صاف کرنا موجب جدائی کا ہے۔ (رفاء المسلمین)

ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ کی روایت ہے، جو کوئی جُمعہ کے روز اپنی بیوی کے لئے غسل کا سامان کرے اور خود غسل کرے تو اس کے لئے ہر قدم پر سال بھر کے عمل کا بدلہ ہے گویا وہ سال بھر روزے سے رہا اور راتوں میں قیام کیا۔ (حوالہ مشکوٰۃ)

تابعین کی جماعت سے بہت سے بُزرگ اس کے قائل ہیں وہ اسے مستحب سمجھتے ہیں کہ آدمی جُمعہ کے دِن اپنی بیوی کے پاس آئے اس سے خاص تعلق قائم کرے اور ہمبستر ہو۔ (حوالہ سابق)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی حدیث زیر بحث کی ایک توجیہہ یہی پیش کی ہے اور بہت سے علماء کے حوالے سے اسے مستحب بتایا ہے کہ آدمی جمعہ کے روز دِن میں یا رات میں اپنی بیوی سے مقاربت کرے۔ (احیاء علوم الدین)

مباشرت میں ضرورت سے زیادہ ستر کھولنا کیسا؟

جدید تحقیق کے مطابق ایسا کرنے سے اعصابی نظام میں خلل اور حافِظہ کمزور ہوجاتا ہے اور بسا اوقات فطری کمزوری لازمی امر ہے۔ اس وَقت پوری دُنیا میں نگاہ کی کمزوری کے مریض عینک لگائے ہوئے ملتے ہیں لیکن ان کی کثرت یورپ میں زِیادہ ہے اس کی وجہ دراصل یورپ کی معاشرت اور رہن سہن ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کی شرم گاہ دیکھنے کی کراہت اور مخالفت ہرگز نہیں کرتے۔ تالاب یا سوئمنگ پول میں نہانے کے لئے تمام کپڑے اُتار دیتے ہیں حتیٰ کہ عورتیں اور مرد بالکل ننگے ہوکر نہاتے ہیں، پیشاب کرنے بیٹھتے ہیں تو وہ بھی بالکل عریاں، کسی آنے جانے والے کا خیال نہیں کرتے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دَورانِ مباشرت میاں بیوی کو گدھوں کی طرح بالکل ننگا ہونے سے منع فرمایا ہے۔

خلوت کی باتیں ظاہِر کرنے کی ممانعت اور جدید تحقیق

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، خدا کے نزدیک وہ بدترین شخص ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرتا پھرے۔ (مسلم شریف)

یونیورسل ریسرچ آج جنیٹکس کے ماہرین کے مطابق جب مرد مباشرت کے راز کو ظاہر کرتا ہے تو اس کے اعصابی نظام میں کھچاؤ آجاتا ہے اور اس کی دماغی صلاحیتیں ختم ہوجاتی ہیں اور جسم کھنچا کھنچا رہتا ہے۔

ماہرین کے مطابق ایسا آدمی یادداشت بھی کھوسکتا ہے اس کے جسم سے منفی لہریں نکلنا شروع ہوجاتی ہیں۔

آکسفورڈ کی ماہر جنسیات خاتون کی سالہا سال کی تحقیق کے بعد جو مرد یا عورتیں جماع کے حالات یا واقعات اپنے دوستوں کو بتاتے ہیں معاشرتی طور پر ان کی شادیاں ناکام یا پھر دُکھوں سے لبریز ہوتی ہیں۔ میں نے کئی لڑکیوں کو اپنی سہیلی سے مباشرت کے حالات و واقعات سن کر اس کے شوہر پر عاشق ہوتے دیکھا ہے۔ اس طرح ان کے گھر تباہ ہوگئے۔ کیونکہ بیوی جب اپنے شوہر کی ہمبستری کے حالات جب اپنی سہیلیوں کو بتاتی ہیں تو بعض لڑکیاں اس کے شوہر کو دیکھنے کا شوق رکھتی ہیں بلکہ بعض کے ذِہن میں یہ بات بھی اُتر جاتی ہے کہ ہم بھی اس سہیلی کے شوہر کی زِینت بنیں (معاذ اللہ) اس طرح کئی گھرانے تباہ ہوئے بالکل یہی صورتحال اس مرد کی ہے جو دوستوں کے درمیان بیٹھ کر اپنی سہاگ رات یا مباشرت کے حالت اور کیفیات کا احوال دوسروں کو سناتا ہے اس کا نقصان ان دوستوں کو بھی ہوتا ہے جو یہ حالات سن رہے ہوتے ہیں اگر وہ جنسی طور پر کمزور ہوتے ہیں تو ڈیپریشن اور وہم کا شکار ہوجاتے ہیں اور اگر وہ طاقتور اور جنسی طور پر قوی ہوتے ہیں تو ان کا ذِہن فوراً اس کی بیوی کی طرف جاتا ہے

یوں یہ حالات گھروں کے اُجاڑ کا باعث بن جاتے ہیں۔ (دوستی کے رموز)

آہ ! بدقسمتی سے عورتوں اور مردوں میں یہ بیماری آج کل بہت عام ہے جس کسی نے بھی اسلام اور شریعت کے خلاف کیا یقیناً وہ نقصان اُٹھانے والوں میں ہوگا، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دِین کی سمجھ اور عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

آمین بِجاہِ النّبی الامین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

حالتِ حیض و نفاس کا مقصد میں مباشرت سے ممانعت

اسلام حیض اور نفاس کی حالت میں مباشرت کرنے سے منع کرتا ہے قرآنِ مجید میں اس کے بارے میں یوں بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

''تو مت حیض کے دِنوں میں عورتوں سے الگ رہو۔ ان کے پاس نہ آؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہوجائیں تو جب وہ خوب ستھری ہوجائیں تو ان کے پاس اس طریقہ سے آؤ جیسا کہ اللہ عزّ وجل نے تم کو حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ عزّ وجل توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور بڑھ کر صفائی ستھرائی اختیار کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔'' (البقرہ، ۲۲۲)

معلوم ہوا کہ عورت مہینے میں کچھ دِن حیض سے ہوتی ہے قرآنِ مجید نے اس کو بیماری اور گندگی قرار دیا ہے اور مردوں کو عورتوں سے دُور رہنے کا حکم دیا ہے۔ حیض کی مدّت کے تعین میں آئمہ اسلام کے درمیان اختلاف ہے بہرحال ایک بار بھی خون آجائے تو حیض مان لیتے ہیں ۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی کم سے کم مدّت تین دِن قرار دیتے ہیں۔ حیض کی حالت میں شوہر اپنی بیوی سے خاص جنسی تعلق مباشرت ومجامعت کے علاوہ ہر طرح کا فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور جنسی تسکین حاصل کرسکتا ہے اسکے ساتھ کھا پی سکتا ہے اور ایک بستر پر لیٹ سکتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ بخاری اور مسلم کی رِوایتوں میں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات سے حالتِ حیض میں مباشرت کے علاوہ مختلف صورتوں سے جنسی تسکین کا سامان فرماتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حالتِ حیض میں مرد اپنی بیوی سے خاص جنسی تعلق کے علاوہ دوسرے فائدے ہر طرح سے اُٹھا سکتا ہے۔ اس سے یہ بات خود بخود واضح ہوگئی کہ حیض کی عارضی رکاوٹ کی وجہ سے جس راستے سے آنے سے منع کیا گیا تھا اس رکاوٹ کے رفع ہونے کے بعد پھر آدمی اس راستے یعنی آگے ہی سے آسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی سے مباشرت آدمی ہر حال میں آگے کے راستے ہی کرسکتا ہے اگر پیچھے کے راستے (دبر) میں اس فعل کو کوئی گنجائش ہوتی تو حیض کے دَوران عورت سے دُور رہنے کا حکم بے معنیٰ ہوکر رہ جاتا۔ مختلف اور متعدد احادیث میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کے پیچھے کے راستے سے آنے سے منع فرمایا ہے اور اس سلسلے میں سخت ترین وعیدیں سنائی ہیں۔

ابنِ ماجہ کی دوسری روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ عزّ وجل قیامت کے دن اس شخص کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھے گا جو اپنی بیوی سے اس کے پیچھے راستے مجامعت کرے گا۔ (حوالہ مذکورہ)

جامع الترمذی میں حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے الفاظ یہ ہیں اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اس شخص کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھے گا جو کسی مَرد یا کسی عورت کے پیچھے کے راستے میں آئے گا۔ (ترمذی)

اس طرح مسند احمد اور سنن ابوداوٗد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس شخص پر اللہ عزّ وجل کی لعنت ہے جو اپنی بیوی کے پاس اس کے پیچھے کے راستے سے آتا ہے۔

ترمذی، ابنِ ماجہ اور مسند احمد کی ایک روایت کے الفاظ سخت ہیں:۔

نبیٔ اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی حائضہ عورت یا عورت کے پاس اس کے پیچھے کے راستے میں یا کسی کاہن کے پاس آتا ہے تو یقیناً اس نے شریعت کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازِل کی گئی ہے۔

سنن بیہقی میں اس رِوایت کے الفاظ ہیں جو شخص مردوں یا عورتوں میں سے ان کے پیچھے کے راستے میں کسی قدر آتا ہے تو یقیناً وہ کُفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

مباشرت میں مرد کے ساتھ بیوی کا لطف ولذّت بھی اس کا بنیادی حق ہے۔ پیچھے کے راستے سے عمل میں بیوی کا بنیادی حق مارا جاتا ہے۔اس فعل بد سے آدمی کا دِل سیاہ اور اس کے چہرے کا نُور جاتا رہتا ہے اور آخر سے پہلے دُنیا میں ہی اس فعل بد کی نحوست اس کے اوپر پوری طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔

حالت حیض اور مقصد میں مباشرت کے نقصانات اور جدید تحقیق

جدید سائنس نے انکشاف کیا ہے کہ حیض سے خارج شدہ خون ایک قِسم کا زہریلا مادہ ہوتا ہے اور اگر جسم کے اندر رہ جائے تو صحت کے لئے انتہائی مضر ہوتا ہے۔ دراصل یہ خون سرخ سیال ہوتا ہے اس میں تقریباً پچاس فیصد خون ہوتا ہے جس میں مختلف مقدار میں بلغم اور 'ایلتھی پیلیم' نامی مادہ ملا ہوتا ہے۔ یہ مادہ دراصل بچہ دانی کے ٹوٹے ہوئے جھلی کے ٹکڑے ہوتے ہیں ہر صحت مند عورت میں حیض کے دِنوں میں اوسطاً ایک اونس خون نکلتا ہے۔حیض کے دوران مباشرت کرنے سے عضوتناسل میں مذکورہ بالا مادوں کا اتصال سے انفیکشن اور خطرناک بیماریاں اور موجودہ زمانے میں ایڈز نام کی انتہائی خطرناک بیماری جو معرض وجود میں آتی ہے اس قسم کی بدعنوانیوں کا نتیجہ ہے۔

حیض کا فاسد مواد مرد کے عضو خاص میں سرایت کر جاتا ہے جس کی وجہ سے پیشاب کی نالی میں آتشک سوزاک اور شدید جلن پیدا ہوتی ہے کبھی یہ زہر خصیہ تک پہنچ کر سخت تباہی کا باعث ہوتا ہے کبھی عورت کے خون میں زہری نامی بیماری جراثیم ہونے کی وجہ سے مرد اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔ بہر کیف دورانِ حیض مباشرت کرنا مرد یا عورت کی شرم گاہ میں بانجھ پن کے جراثیم جڑ پکڑتے ہیں۔ عضو خاص اور اندام نہانی میں سوزش اور جلن پیدا ہوتی ہے۔ قربان جایئے شریعتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جس نے

احکامِ الٰہی عزوجل کے ذریعے ہمیں ایسی نقصان دِہ حرکات سے روکا اور ہمیں طرح طرح کی بیماریوں سے بچایا جس کا خمیازہ تمام عمر بھگتنا پڑتا ہے، بلکہ اولاد پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ 'دبر' میں مباشرت کے نقصانات 'لواطت کی تباہ کاریاں' کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں جو آگے اسی کتاب میں مذکور ہوں گے۔

قرابت کے چند ضروری مسائل

درج ذیل مسائل عموماً اسلامی بھائی اور بہنیں دَرْیافت کرتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں اور جن دوستوں سے پوچھتے ہیں وہ بھی عموماً جاہل ہوتے ہیں اس سلسلے میں نقصانات سے دوچار رہنے کے بعد صحت کے ہاتھوں پریشان ہوکر حکیموں ڈاکٹروں اور آسیب سے چھٹکارے کی غرض سے تعویذات وعملیات کے لئے بھاگ دوڑ کرتے رہتے ہیں اور اکثر تو پیشہ ور سفلی اور کالے علم والے کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اور ہوتا پھر یہ ہے ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''

مسئلہ نمبر ۱۔ میاں بیوی سے کسی ایک نے بھی اگر اس وَقت کی نَماز نہیں پڑھی اور اس کے لئے اتنا وَقت نہیں کہ بعدِ صحبت غُسل کرسکیں اور نَماز پڑھ سکیں تب صحبت ناجائز وگناہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۔ ایک صحبت کے بعد اگر دوسری صحبت کا اِرادہ ہو تو پہلے غُسل کرلینا چاہئے اگر غسل ممکن نہ ہو تو استنجا اور وضو کرلینا چاہئے۔ اگر وضو بھی ممکن نہیں تب استنجے کے بعد دونوں کو غسل تیمم کرلینا چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۳۔ کمزوری دُور کرنے کی غرض سے صحبت کے بعد کوئی چیز کھانے سے قبل تین بار غرغرا اور تین بار ناک میں پانی ڈالنا چاہئے، ورنہ کھانا پینا مکروہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۔ ایامِ حیض میں صحبت کرنا حرام حرام حرام اور جائز جان کر جماع کرنا، یا جائز کہنا کُفر ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۔ اور حیض میں حرام سمجھ کر صحبت کی تو سخت گناہ کیا اس پر توبہ فرض ہے۔ اب اگر شروع ایام میں کی تو ایک دِینار اور آخری ایام میں کی تو آدھا دِینار خیرات کرنا مستحب ہے۔ (درمختار، ردُّالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶۔ نفاس کے بھی یہی احکام ہیں جو حیض کے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۷۔ عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرنا حرام ہے، اسی طرح مرد کا مرد سے اشد حرام۔

مسئلہ نمبر ۸۔ حیض کی حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو سے چھونا بھی جائز نہیں۔ جبکہ بدن پر کپڑا وغیرہ موجود نہ ہو۔ خواہ شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے۔ البتہ بدن پر کوئی ایسی چیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہوگی تو حرج نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹ ۔ ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے چھونے یا منکوحہ سے کسی طرح کا نفع لینے میں کوئی حرج نہیں یونہی بوس و کنار بھی جائز ہے۔

مرد عورت کے ساتھ کھا پی سکتا ہے بلکہ دونوں ایک ہی پلنگ پر سو بھی سکتے ہیں بلکہ حائضہ اور نفاس والی سے نفرت کی وجہ سے سونا مکروہ ہے۔ (درمختار، ردُّالمحتار)

اگر ہمراہ سونے میں شہوت کا غلبہ ہو اور اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھنے کا احتمال ہو تو ساتھ نہ سوئے اور اگر اس کا گمان غالب ہے تو ساتھ سونا گناہ ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ نمبر ۱۰ ۔ پورے دَس دِن پر حیض ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع جائز ہے اگر چہ اب تک غسل نہ کیا ہو، مگر مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد جماع کرے اور اگر دس دِن سے کم میں پاک ہوئی تو جب غسل نہ کرے یا نماز کا وقت جس میں پاک ہوئی وہ گزر نہ جائے، جماع جائز نہیں اور اگر اتنا وقت نہیں تھا کہ اس میں نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے تو اس تھوڑے وقت میں جماع جائز نہیں۔ البتہ اگر غسل کرلے تو جماع جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱ ۔ حیض عادت کے دِن پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگیا تو خواہ غسل کرلے مگر مباشرت ناجائز ہے۔ جب تک کہ عادت کے دِن پورے نہ ہو جائیں مثلاً کسی کی عادت چھ دِن کی تھی تو اس مرتبہ پانچ ہی دِن خون آیا تو اسے حکم ہے کہ غسل کر کے نماز شروع کردے مگر مباشرت کے لئے ایک دِن اور انتظار کرنا واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰ ۔ بیوی کو یہ جائز نہیں کہ اپنا حیض اپنے شوہر سے چھپائے کہ کہیں وہ نادانستہ مباشرت نہ کرے اور نہ یہ جائز کہ وہ خود کو حیض والی ظاہر کرے جبکہ وہ حیض والی نہیں۔

استحاضہ کے احکام

وہ خون جو بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے آئے لیکن نہ تو عادی یعنی حیض کے طور پر اور نہ بچّہ کی پیدائش کے بعد بلکہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو، اسے استحاضہ کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱ ۔ استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ۔ نہ اس عورت سے صحبت حرام ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ نمبر ۲ ۔ استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کر کے نماز ادا کر سکے (یعنی ادھر وضو کیا اور نماز پوری ہونے سے پہلے ٹوٹ گیا) تو نماز کا پورا وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کا معذور یعنی عذر والی کہا جائے گا۔ اس کو چاہئے کہ بدن اور کپڑے پاک کر کے وضو کرے تو اس کا وہ وضو ایک وقت نماز کے لئے ہوگا۔ مثلاً ظہر کے وقت وضو کیا تو عصر کا وقت شروع ہوتے ہی خود بخود جاتا رہے گا۔ نماز عصر کے لئے پھر سے بدن اور کپڑے دھو کر وضو کر کے نماز وغیرہ

پڑھنا ہوگی۔

مسئلہ نمبر ۳ ۔ معذور یعنی عذر والے کو ایسا عذر ہے جس کے سبب بدن پر کپڑے نجس ہو جاتے ہوں تو ایک درم یعنی گولائی میں لوہے کے روپیہ سے زائد جگہ نجس ہوگئی اور اتنا جانتا ہے کہ اتنا وقت ہے کہ اسے پاک کر کے نماز پڑھ لے گا تو دھو کر نماز پڑھنا فرض ہے اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس ہو جائے گا تو دھونا ضروری نہیں اور اگر درم کے برابر ہے اور وقت اتنا ہے کہ پاک کر کے نماز پڑھ سکتا ہے تب پاک کرنا واجب ہے اور اگر نجاست درم سے کم ہے تب پاک کرنا سنّت ہے دوسری طرف میں نہ پاک کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴ ۔ جب ایک وقت کی نماز کا پورا وقت گزر جائے اور وہ چیز نہ پائی جائے جس کی وجہ سے اسے معذور کہا گیا تھا مثلاً خون نہ آیا، یا پیشاب کے قطرے نہ آئے، یا دُکھتی آنکھ سے پانی نہ گرے، یا بواسیر کا خون، یا پھوڑے وغیرہ سے رطوبت نہ بہی تو اب معذوری ختم ہوگئی۔

مباشرت میں کتنا وقفہ ہونا چاہئے

فعل مباشرت حالانکہ ایک فطری عمل ہے لیکن اس کے باوجود اس فعل کے لئے قانون فطرت کے مطابق ایک خاص عمر اور پھر کچھ حدود و قیود مقرر ہیں۔ اکثر لوگ یہ جاننے کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ایک جنسی ملاپ کے بعد دوسرے جنسی ملاپ میں کتنا وقفہ ہونا چاہئے۔ اسکے لئے کوئی باقاعدہ اصول نہیں اس کا انحصار ہر شخص کی اپنی صحت اور خواہش پر ہے۔ اگر مباشرت کے بعد تھکن محسوس ہو تو جنسی ملاپ نسبتاً لمبے وقفے کے بعد کرنا چاہئے۔ جب جنسی ملاپ کے بعد فرحت اور سکون محسوس ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جنسی ملاپ میں زیادتی نہ ہو رہی۔ بہر حال شادی کے ابتدائی ایام میں کمزوری محسوس نہیں بھی ہوتی۔ لیکن شروع سے ہی مباشرت میں اعتدال اختیار کرنا ہی بہتر ہے۔ اس سے ایک تو صحت کمزور نہ ہوگی، دوسرا بیوی بھی کثرتِ مباشرت کی عادی نہ ہوگی۔

فعل مباشرت سے قوتِ جسمانی کا جس قدر زیاں ہوتا ہے دیگر کسی جسمانی فعل سے نہیں ہوتا اس سلسلے میں مشہور زمانہ حکیم وفلاسفر سقراط کا ایک جواب رقم کیا جاتا ہے جو کہ ایک ایسے سوال کا جواب تھا جس میں فعل مباشرت کی حدود و قیود کا خاکہ سامنے آتا ہے۔

سوال﴿ جماع ایک صحت مند آدمی کو کتنے دنوں کے بعد کرنا چاہئے؟

جواب﴿ سال میں صرف ایک مرتبہ۔

سائل نے پھر پوچھا:

سوال اگر اتنا ضبط نہ ہو تو؟

جواب ماہ میں ایک بار۔

سائل نے پھر پوچھا:

سوال اگر اتنا بھی برداشت نہ ہو؟

سقراط نے کہا:

جواب ہفتہ میں ایک بار۔

سائل نے پھر عرض کی:

سوال اتنے پر بھی صبر نہ آئے؟

تو سقراط نے طبی دُنیا کا تاریخی جواب دیا اور پُر زور الفاظ میں دیا۔

جواب "منی روح بدن پر اگر کوئی ضبط نہیں کر سکتا تو اپنی روح نکال کر پھینک دے اور زندگی سے ہاتھ دھو کر مُردوں کی صف میں شامل ہو جائے۔"

البتہ کچھ مفکرین طب کا قوت ہے کہ اگر مرد میں بلا شہوانی خیالات کے خیرش پیدا ہو تو فعل مباشرت سے گریز کیا جائے تو جسم تھکا تھکا، کند ذہنی، بے چینی اور چڑ چڑا پن عود کر آتا ہے۔

فعل مباشرت انجام دینے کے لئے بہترین وَقت وہ ہے جب غذا ہضم ہو کر معدہ سے امعاء میں پہنچ جائے۔ بہترین وقت اذانِ فجر سے قبل کا ہے۔ کیونکہ اس وقت معدہ اور اعصاب مکمل سکون کی حالت میں ہوتے ہیں اور یہ پر سکون حالت بہترین امساک کا موجب بنتی ہے۔

فعل مباشرت کے تمام طریقوں میں ایسی اشکال بہتر ہیں جن میں مرد عورت کے اوپر ہو اور مباشرت کی وہ تمام اشکال بُری ہیں جن میں مرد نیچے چت لیٹا ہو اور عورت اوپر کیونکہ ایسی صورت میں مادہ تولید مشکل سے اخراج پاتا ہے اور کبھی کبھار عضو خاص کی نال میں مادہ تولید رہ جاتے ہیں جو کہ بعد میں مختلف پیچیدگیاں پیدا کر دیتا ہے۔ مباشرت کی بہترین شکل یہ ہے کہ مرد عورت کے اوپر ہو دخول سے پہلے باہم ہنسی مذاق اور کھیل کود اور چھیڑ چھاڑ کی جائے۔ پستانوں اور کنج رانوں کو گدگدانے کے بعد مرد عورت کی رانوں کو اوپر اُٹھائے اور پھر عضو مخصوص سے عورت کی اندام نہانی کو گدگدائے اور جب اس کی آنکھوں کی حالت بدل جائے سانس چڑھ جائے اور وہ لپٹنا شروع کر دے تو اسی وَقت مرد دخول کر کے انزال سے فراغت حاصل کر لے تاکہ دونوں کا انزال ایک دوسرے کے قریب ہو جائے (اور حمل قرار پائے)۔

امساک اور جدید سائنس

مرد کے مقابلہ میں عورت سریع الانزال ہوتی ہے امساک کی طبعی قوت دو منٹ سے پانچ منٹ تک ہے اس کے برعکس بیماری سمجھی جاتی ہے۔ بسا اوقات جوانی کے عالم میں بعض نوجوانوں میں مادہ منویہ کی زیادتی کے باعث ایک منٹ تک امساک ہوتا ہے ایسی صورت میں بھی اپنے آپ کو مریض تصوّر نہ کریں۔ جب مباشرت بالکل کی ہی نہ جائے تو ان حالات میں دوا لینے میں حرج نہیں بہرحال سبب مرض کے مطابق دوا استعمال کی جائے۔ اگر خون اور منی میں حدت و گرمی ہو تو اعضاء رئیسہ کی کمزوری ہو تو اس کے مطابق علاج کیا جانا چاہیئے۔

ڈاکٹر میری اسٹوپس سرعت انزال کے لئے یہ تدبیر بتاتی ہیں کہ ایسے آدمیوں کو چاہئے کہ اسی رات یا دوسری پھر مواصلت کرے۔ یہ طریقہ ان لوگوں کے لئے بھی مفید ہے۔

سرعت انزال کا دوسرا سبب آلہ تناسل کے حشفہ کا زائد چمڑا بھی ہے۔ اس کو کٹوا دینے سے شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ یونانی اطباء کی رائے ہے کہ مواصلت کے وَقت مقعد اور آلہ تناسل کے درمیان منی کی ناڑی کو ایڑھی یا ہاتھ سے دبانے سے مادہ منویہ لوٹ جاتا ہے اور انزال دیر میں ہوتا ہے۔

عارضی طور پر نشہ آور ادویات سے بوقت مباشرت قوت امساک میں زیادتی ہو سکتی ہے لیکن اس سے ضعف باہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ امساک کی ادویہ استعمال کرنے کے عادی گولی وغیرہ کے بغیر مباشر پر قادر نہیں ہو سکتے آخر کار تھوڑی مدّت کے بعد ساری قوت کھو دیتے ہیں۔

حمل کی حالت میں مباشرت اور جدید سائنس

حمل کی حالت میں مباشرت بھی لوگوں کا ایک عام مسئلہ ہے۔ اکثر لوگ اس کے متعلق یہ جاننا چاہتے ہیں کہ حمل کی حالت میں مباشرت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

اس کا مناسب حل یہ ہے کہ یہ سوال اپنے طبیب سے کریں وہ اس کا تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں کیونکہ ہر عورت کی جسمانی حالت دوسری عورت سے مختلف ہوتی ہے لیکن عام حالات میں جبکہ میاں بیوی کی صحت اچھی ہو اور وہ کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوں تو مباشرت کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ لیکن حمل کے ابتدائی دِنوں اور آخری دِنوں خاص طور پر آخری چھ ہفتوں کے دَوران مباشرت سے پرہیز کرنا چاہئے۔ حمل کے دَوران جنسی تعلقات جاری رکھے جا سکتے ہیں لیکن اپنے فیملی طبیب سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ طبیب عورت کی موجودہ حالت اور اگر پچھلی مرتبہ حمل کے دوران کوئی تکلیف ہوئی ہو تو اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مشورہ دے سکتا ہے۔ اگر پچھلا حمل تین مہینوں کے دوران گر گیا ہو تو ایک مرتبہ پھر حاملہ ہونے کی صورت میں عورت کے ساتھ

شروع کے تین مہینوں کے دوران مباشرت سے گریز کرنا چاہیے۔ عام حالات میں حمل کے ابتدائی دِنوں اور آخری دِنوں کو چھوڑ کر مباشرت عموماً نقصان دِہ نہیں ہوتی لیکن اس معاملے کا ایک پہلو قابلِ توجہ ہے اور وہ آسن کا ہے۔ جس کے لئے مُندرجہ ذیل آسن بہتر رہتے ہیں۔

۱۔ پہلے پانچ ماہ تک عورت کا بڑھا ہوا پیٹ جنسی ملاپ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتا اس کے بعد پیٹ پر دباؤ عورت کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اس کا علاج عورت کے چوتڑوں کے نیچے ایک یا دو تکیے رکھ کر کیا جاسکتا ہے اس صورت میں مرد عورت کے اوپر آ کر مباشرت کرسکتا ہے۔

۲۔ ایسی حالتیں جن میں عورت اپنے گھٹنوں کو اوپر کھینچ لیتی ہے، یا شوہر کی کمر پر رکھ لیتی ہے شروع کے کچھ عرصہ تک آرام دہ ہوسکتی ہے۔

۳۔ حمل کے دوران پہلو کے بل آمنے سامنے لیٹ کر مباشرت کرنے سے کسی نقصان کا خطرہ نہیں ہوتا۔ یہ آسن حمل کے آخری دِنوں تک اختیار کیا جاسکتا ہے لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ مرد اپنے جسم کا بالائی حصّہ عورت کے بالائی حصّہ سے دُور رکھے۔

۴۔ ساتویں اور آٹھویں ماہ میں عورت یہ محسوس کرتی ہے کہ وہ مباشرت میں کسی قسم کی حرکت کرنے پر قادر نہیں۔ اس حالت میں عورت کے پیٹ پر بوجھ ڈالے بغیر شوہر کا اوپر رہ کر فعل انجام دینا قابلِ عمل ہے۔ بشرطیکہ بیوی اپنے گھٹنے پیٹ کے اطراف میں کافی اوپر کھینچ لے۔ لیکن اس حالت میں سانس لینے میں دشواری ہوسکتی ہے۔ اس لئے حمل کے آخری دَور میں میاں بیوی کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ پہلو پر لیٹ کر مباشرت کریں اور شوہر بیوی کے پیچھے سے اندام نہانی (اگلے حصّے میں) مباشرت کرے، یا یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مباشرت کے دَوران عورت کے پیٹ پر بوجھ نہ پڑے۔

ڈاکٹروں کی رائے میں آخری چھ ہفتوں کے دَوران کے جنسی اعضاء کے ساتھ بالکل کوئی حرکت نہیں کرنی چاہئے اور مباشرت سے مکمل طور پر دُور رہنا چاہئے۔ کیونکہ بچے کی پیدائش کے راستے کو ہر قسم کے جراثیم سے پاک ہونا چاہئے۔

مباشرت کی وجہ سے اندام نہانی کے بیرونی حصّے میں موجود جراثیم اندرونی حصے میں دُور تک سرایت کرسکتے ہیں۔ اگر حمل کے آخری ایام میں شوہر اپنے جذبات نہ رکھ سکے تو اسے چاہئے کہ وہ عورت ے بدن کے محفوظ حصوں پر لمس کے ذریعے تسکین حاصل کرے اور مباشرت سے ہر صورت میں مکمل طور پر دُور رہے۔

جنسی تسکین اور جدید سائنس

ماہرِ جنسیات اس بات پر متفق ہیں کہ شادی کی کامیابی یا ناکامی اور ازدواجی زِندگی کی مسرت یا الم ناکی کا انحصار بڑی حد تک میاں بیوی کی جنسی اور عضویاتی موافقت یا ناموافقت پر ہوتا ہے۔

جنسی موافقت ہو تو میاں بیوی بامسرت زِندگی گزارتے ہیں جس عورت کی بھرپور جنسی تسکین ہوتی رہتی ہے وہ اپنے شوہر کی کوتاہیوں کو نظر انداز کر لیتی ہے۔ جنسی ناموافقت ازدواجی زِندگی کے حق میں سم قاتل سے کم نہیں۔ یہ میاں بیوی کی شکر رنجی نیز ذہنی اور جسمانی امراض کا شاخسانہ ہوتی ہے۔

فرائڈ کہتا ہے کہ ایک دعوت میں وہ اپنے استاد ڈاکٹر شارکو کے پاس کھڑا تھا۔ شارکو کا خیال تھا کہ داہن اپنے ایک کولیگ سے ایک نوجوان شادی شدہ جوڑے کے بارے میں باتیں کر رہا تھا۔ شارکو کا خیال تھا کہ دلہن عصبی المزاج اور ضبط حواس کی مریض تھی کیونکہ اس کا شوہر کوتاہ ہمت تھا مخاطب حیران ہو کر بالا شوہر کی جنسی کمزوری کا اس کی بیوی کی عصبی المزاجی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے، اس پر شارکو کہنے لگا اس نوع کی امراض کی تہہ میں ہمیشہ جنسی سبب ہی ہوا کرتا ہے۔

فرائڈ کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارا جنسی عمل ہماری ساری زِندگی کو ایک خاص نہج پر موڑ دیتا ہے جو مرد اپنی بیوی کو جنسی تسکین سے بہرہ ور کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ان کی بیویاں عصبی المزاج، تشویش کی اُلجھن، ہسٹریا وغیرہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور اپنے آپ کو دائم المریض سمجھ کر ڈاکٹروں کے پیچھے بھاگتی پھرتی ہیں۔

فلس بوٹوم اپنی کتاب Alfred Adler میں لکھتی ہیں، الفریڈ ایڈلر کی ایک کزن مشورے کے لئے آئی اور کہنے لگی کہ مجھے شدید دَرد ِسر لاحق رہتا ہے۔ ایڈلر نے کہا کہ محض دَرد ِسر کبھی نہیں ہوتا کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہاری ازدواجی زِندگی میں تو کوئی گڑبڑ نہیں۔ اس پر وہ خاتون غصّے میں پیچ و تاب کھاتی ہوئی چلی گئی اس کے ایک ماہ بعد اس نے طلاق کے لئے عدالت میں درخواست دے دی۔

مرد کی جنسی ناطاقتی کے باعث اکثر عورتیں جھگڑالو اور زود رنج ہو جاتی ہیں عموماً جنسی ناموافقت کا سبب مرد کی کوتاہ ہمتی ہوتی ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) نامردی (۲) سرعت انزال۔

نامردی کی کئی قسمیں ہے۔ خوف، تشویش اور خود اعتمادی کا فقدان بھی مرد کو عورت کے ناقابل بنا دیتا ہے اسے نفسیاتی مردی کہتے ہیں۔ نیز کوتاہی ہمتی کی عام صورت سرعت انزال ہے جو مرد کو شدید احساس کمتری، مریضانہ حساسیت، عصبی المزاجی اور تشویش کی اُلجھن میں مبتلا کر دیتی ہے اور اس کے ساتھ اس کی بیوی کی زِندگی کو بھی اجیرن کر دیتی ہے۔

علمائے جنسیات کی تحقیق کے مطابق نوے فیصد طلاقوں کی تہہ میں مردوں کی کوتاہ ہمتی ہوتی ہے۔آج کل فروعی اسباب کے پردے اُٹھ گئے ہیں۔فرانس، اٹلی، سویڈن اور امریکہ میں عورتوں نے طلاق کی درخواستوں میں صاف صاف لکھنا شروع کر دیا ہے کہ شوہران کی جنسی تسکین سے قاصر ہے کیونکہ وہ وَقت سے پہلے فارغ ہوجاتا ہے۔

ڈاکٹر ولیم سٹیکل لکھتا ہے، مردوں میں جنسی کمزوری روزافزوں ہے۔نامردی جدید تہذیب کا کرشمہ ہے۔ ہر نامرد محبت کے المیے کا مرکزی کردار بن جاتا ہے کیونکہ نامرد سے شادی بے معنیٰ ہوکر رہ جاتی ہے اس سے عورت کی صحت تباہ ہوکر رہ جاتی ہے اور شوہر بیوی دونوں نے ذِہن وقلب پراس کے اثرات نہایت ضرر رساں ہوتے ہیں۔ ’آدھے‘ مردوں کی تعداد بہت زِیادہ ہے میرے خیال میں مغرب میں اسی میں بمشکل پچاس فیصد پورے مرد ہوں گے۔

ہیولاک ایلس نے لکھا ہے کہ عورت کو جنسی تسکین کا پورا حق ہے۔نامردوں یا آدھے مردوں کی بیویاں اس حق سے محروم ہوجاتی ہیں اور عورت اندر ہی اندر گھل گھل کر نیم جان ہوجاتی ہے عورت کی سردمہری بھی جنسی زِندگی کو ناخوشگوار بنا دیتی ہے۔

کوئی مرد اپنی بیوی سے بدسلوکی کرے یا اس کے جذبات کا احترام نہ کرے اور دوسری عورتوں سے معاشقے کرتا پھرے تو بھی عورت سردمہر ہوسکتی ہے۔

بچے کی پیدائش کے بعد مباشرت اور جدید تحقیق

بچے کی پیدائش کے بعد جنسی ملاپ کے معاملہ میں احتیاط لازمی ہے۔اگر بچہ آپریشن سے ہوا ہو تو جب تک ٹانکے نہ کھل جائیں اور زخم مکمل طور پر بھر نہ جائے مباشرت سے مکمل طور پر گریز کرنا چاہیئے۔

اگر بچے کی پیدائش عام حالات میں ہوئی ہے اور ماں کی صحت بھی اچھی ہے تو تقریباً چھ ہفتے کے بعد عورت کے اعضاء کسی حد تک دباؤ برداشت کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں جس عورت کے سیون کا حصّہ آپریشن سے متاثر ہوا ہو، اسے چھ ہفتے کے بعد بھی درد محسوس ہوتا ہے یہ درد بہت عرصے تک زائل ہوجاتا ہے۔

بعض اوقات میاں بیوی اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے اور وہ عورت کے لئے خطرا ہے اس کے باؤ جود مباشرت کر بیٹھتے ہیں اس قِسم کی جلد بازی سے سنگین نتائج پیدا ہوسکتے ہیں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ جب تک بیوی کی حالت معمول پر نہیں آجاتی جنسی ملاپ سے مکمل پرہیز کیا جائے۔

حِصّہ سوئم:۔

خوشگوار ازدواجی زندگی

خاونداور بیوی زِندگی کے دوپہیے ہیں اگر یہ پہیے برابر ہوں تو زِندگی کی گاڑی سیدھی چلتی ہوئی جنت میں پہنچ جاتی ہے۔اگر یہ دونوں زِندگی کے پہیے برابر نہ ہوں تو زِندگی اجیرن بن جاتی ہے اور یہ گاڑی سیدھی نہیں چل سکتی بلکہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجاتی ہے۔ بہرحال جن خوش نصیبوں نے برابری کا معیار اپنایا اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھا وہ کامیاب وکامران ہوئے اور ان کی زِندگی کی گاڑی رواں دواں فردوس اعلیٰ میں پہنچ جاتی ہے۔

خاوند بیوی میں برابری کا معیار یہ ہے کہ جن حقوق کی ذِمہ داری اللہ عزوجل اوراس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیوی پرڈالی ہے وہ خاوند کے حقوق پورے کرے اور جن حقوق کی ذمہ داری شریعتِ مطہرہ نے خاوند پر ڈالی ہے وہ خاوند کے حقوق پورے کرے تو دُنیا میں خوشگوار زِندگی بسر ہوگی اور آخرت میں بھی دونوں کو سرخروئی حاصل ہوگی۔

خوشگوارازدواجی زِندگی دُنیا میں بہت بڑی چیز ہے کیونکہ دُنیا میں وہی افرادترقی کی منزلیں طے کرتے ہیں جن کی گھریلو زِندگی خوشگوار ہوتی ہے اور وہی عورتیں زِندگی کا لطف حاصل کرتی ہیں جن کے شوہروں کے ساتھ تعلقات اچھے ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسے میاں بیوی کو دُنیا میں ہی جنت کالطف حاصل ہوتا ہے جن کے آپس میں تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں۔

ازدواجی زندگی کو نہ تو عورت کی خوبصورت خوشگوار بنا سکتی ہے اور نہ مرد کی دولت اور عظمت بلکہ خوبصورتی تو ابتدائی چند دِن شوہروں کو گرویدہ بنائے رکھتی لیکن جونہی جذبات کا طوفان کچھ سرد ہوتا ہے تو شوہر کے لئے بیوی میں پہلی سی کشش باقی نہیں رہتی۔ لیکن وہ عورتیں جوشوہروں کے مزاج اورطبیعت کو سمجھ کراپنے آپ کو شوہروں کے مزاج کے مطابق سانچے میں ڈھال لیتی ہیں اور شوہروں کی طبیعت کو سمجھ جاتی ہیں وہ ہمیشہ ہی اپنے شوہروں کے لئے کشش کا باعث بنتی رہتی ہیں اس لئے ہر شادی شدہ عورت کو چاہئے کہ وہ مزاج شناس بنے اسی طرح مردوں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی بیویوں کی طبیعت کی افتاد کو سمجھیں۔طبیعت شناسی بھی بہت ضروری ہے۔جن میاں بیوی میں مزاج شناسی کی صلاحیت اوردرج ذیل باتوں کونبھانے کی صلاحیت اورکوشش ہوتی ہے ان کے تعلقات دِن بدن بہتر ہی ہوتے جاتے ہیں اوردونوں کی مشترکہ محبت واُلفت سے گھر بہشت کانمونہ بن جاتا ہے۔

شوہر کو کن امور کا خیال رکھنا چاہئے

۱۔ شادی شدہ زِندگی کو خوشگوار بنانے کیلئے بیوی سے ہمیشہ تحمل اور بردباری سے پیش آنا چاہئے اور غلطیوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے کیونکہ غلطیوں پر نقطہ چینی کی وجہ سے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

۲۔ بیوی کو اپنی خادمہ، نوکر یا کھلونہ کبھی نہیں سمجھنا چاہئے وہ آپ کی شریکِ حیات ہے اور اس کے بغیر آپ کی زِندگی نامکمل ہے اور زِندگی کی گاڑی چلانے کے لئے اگر آپ ایک پہیہ ہیں تو وہ دوسرا پہیہ ہے آپ کا فرض ہے کہ زندگی کے ہر کام میں اس کی رائے اور تعاون حاصل کریں۔

۳۔ بیوی کی بُرائی اپنی بُرائی ہے اگر اس کے اندر کسی طرح کی کوئی کمی آپ دیکھتے ہیں تو دوسرے سے کہنے سے وہ دُور نہیں ہوگی۔ آپ ہی ایک دوسرے کی خواہشات کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکتے ہیں اور اپنی غلطیوں کی مناسب اِصلاح کر سکتے ہیں۔

۴۔ عورت کو جھڑکنا اور مارنا اچھائی نہیں اس سے عورت سرکش بن جاتی ہے ہمیشہ اپنی قابلیت اور حسنِ سلوک اور حکمتِ عملی سے اپنا ہم خیال بنانا چاہئے۔

۵۔ اپنی بیوی کے سہیلیوں اور اس کے رِشتہ داروں اور ماں باپ کی عزّت اور احترام کرنا چاہئے۔

۶۔ اپنی بیوی کی ضروریات کا خیال رکھیں اور اس کے حسن کو سراہتے رہیں۔

۷۔ اپنی بیوی کے سامنے دوسری عورتوں کا ذِکر، یا ان کے حسن کی تعریف مت کیا کریں۔

۸۔ روزانہ بیوی کو چھوٹے موٹے سبق آموز واقعات سناتے رہئے۔

۹۔ بیوی سے محبت سے بات منوائیں کیونکہ عورت دلیل کو نہیں پیار کو مانتی ہے۔

۱۰۔ ہر وَقت کاروباری اُلجھنوں میں نہ اُلجھا رہیں بلکہ کچھ وَقت بیوی کو بھی دینا چاہئے۔

۱۱۔ کبھی بھی اپنی بیوی کو کم جہیز کا طعنہ نہ دیں۔

۱۲۔ جب بھی بیوی نے لذیذ کھانا وغیرہ بنایا ہو تو شوہر کا فرض ہے کہ اس کی بھرپور تعریف کرے اس سے اسے خوشی ملے گی جو آپ دولت سے نہیں دے سکتے۔

۱۳۔ اپنی ماں اور بیوی کے درمیان جھگڑا نہ ہونے دیجئے اگر کوئی ایسی بات دیکھیں تو فوراً اس کا ازالہ کریں۔

۱۴۔ بیوی کو بہت عمدہ کپڑے اور استطاعت سے زِیادہ عیش وآرام اچھا نہیں اس سے آپ حرام کمائی کی طرف راغب ہو جائیں گے نیز بیوی بھی فضول خرچ ہو جائے گی۔

۱۵۔ دِین کے معاملہ میں عورت کو آزاد مت چھوڑیئے بلکہ اس کے لئے پردے کا اہتمام ضرور ضرور اور ضرور کیجئے۔

بیوی کو کن امور کا خیال رکھنا چاہئے

۱۔ شوہر سے ہمیشہ دھیمے اور میٹھے لہجے میں بات کرے۔

۲۔ شوہر کی عزّت اور خدمت کو اپنا فرض سمجھے۔

۳۔ شوہر باہَر سے آیا ہو تو اس پر سوالات کی بوچھاڑ نہ کرے بلکہ اس کی خدمت کی طرف توجہ کرے۔شوہر جب بیٹھے گا تو خود ہی کوئی نہ کوئی بات کرے گا۔

۴۔ شوہر پر نکتہ چینی اور زَبان درازی ہرگز نہ کرے۔

۵۔ شوہر سے بے جا فرمائشیں نہ کرے اور جس سے اسے اُدھار لینا پڑے۔

۶۔ رشتے داروں اور بہن بھائیوں کے سامنے اپنے شوہر کی باتیں نہ کرے۔

۷۔ فضول سہیلیوں سے میل جول نہ رکھے اور آوارہ عورتوں کو بھی اپنے گھر میں نہ آنے دے۔

۸۔ بناؤ سنگھار اپنے شوہر کی خاطر ضرور کرتی رہے،عورت کی ناشائستگی عام طور پر شوہروں کی نفرت کا سبب ہوا کرتی ہے۔

۹۔ جب تک شوہر، ساس، سُسر وغیرہ نہ کھا پی لیں خود نہ کھائے۔

۱۰۔ مرد سے ہر خواہش کا منظور کرالینا یہ عورت کی عقل مندی اور معاملہ فہمی پر مبنی ہے۔ وقت اور موقع دیکھ کر بات چھیڑی جاتی ہے۔

۱۱۔ شوہر کو قابو میں کرنے کا سب سے بڑا راز اس کی رضا جوئی ہے جو عورت خاوند سے کڑوی بات نہیں کرتی اس کی ہر خوشی کو اپنی خوشی سمجھتی ہے وہ وحشی سے وحشی شوہر کو بھی گرویدہ کر لیتی ہے۔

۱۲۔ شوہر کے مزاج کو پہچاننے سے بے شمار تلخیوں کا ازالہ خود بخود ہو جاتا ہے۔لہٰذا شوہر کے مزاج کے پیشِ نظر ہر وہ کام کرے جس میں شوہر کا ذوق ہو۔

۱۳۔ شوہر کی آمدنی محدود ہو تو اس میں گزارہ کرے اور اس کی غربت میں اس کا ساتھ دے۔

۱۴۔ غیر مردوں کے سامنے زِیادہ باتیں کرنے یا قہقہہ مار کر ہنسنے سے گریز کرے یہ بے حیائی کی بات ہے اور عورت کا اصل زیور اس کی شرم وحیاء ہی ہوتا ہے۔

۱۵۔ عورت اپنے لئے پردے کا اہتمام بھی کرے کیونکہ سرِ بازار بن سنور کر جانا شریف عورتوں کا کام نہیں ہے، ہر عورت کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔نیز بے پردگی کی تباہ کاریوں سے متعلق غور سے پڑھ لیجئے جو آگے اسی کتاب میں آئے گا۔

۱۶۔ شوہر اگر گھر میں کوئی چیز لائے مثلاً پھل، مٹھائی، کپڑا وغیرہ تو دیکھتے ہی خوشی کا اِظہار کرنا چاہئے بعض عورتیں اس میں عیب نکالتی ہیں جو کہ اچھی عادت نہیں ہے۔ اس سے شوہر کو رنج پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

بیوی کے حقوق شوہر پر کیا ہیں ؟

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کا حاکم بنایا ہے اور مرد کو بڑی فضیلت عطا کی ہے لہٰذا بیوی کا فرض ہے کہ وہ خاوند کا حکم مانے اور ہر شرعی مسئلے میں اس کی تابعداری کرے عورت کے لئے اپنے شوہر کو راضی رکھنا بہت بڑی نیکی اور ثواب ہے۔ لہٰذا بیوی ہر لحاظ سے خاوند کی اطاعت گزار اور اس کے حقوق میں ہرگز کوتاہی نہ کرے بلکہ خود تکلیف اُٹھا کر اپنے خاوند کو آرام پہنچانے کی کوشش میں رہے۔

۱۔ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئی تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں، تو پھر دریافت فرمایا کہ تو اپنے خاوند کے ساتھ کیسی ہے عرض کیا خدمت کے لئے کوشش کرتی ہوں مگر جو میرے بس میں نہیں ہوتا، فرمایا تیرا خاوند تیری جنّت بھی ہے اور دوزخ بھی، یعنی اگر تو خاوند کو راضی رکھے گی تو تم جنّت میں پہنچ جاؤ گی اور اگر خاوند ناراض رہا تو دوزخ پہنچ جاؤ گی۔ (مسند احمد، جامع صغیر)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ آدمی کا آدمی کے لئے سجدہ کرنا دُرست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اس کا اس کے ذِمہ بہت بڑا حق ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر پاؤں سے سَر تک شوہر کے تمام جسم پر زخم ہوں جن سے پیپ اور خون بہتا ہو، پھر عورت اسے چاٹے تو بھی حقِ خاوند ادا نہ کیا۔ (مسند احمد)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، جب عورت پانچ نمازیں پڑھے اور رَمَضانُ المبارَک کے روزے رکھے اور اپنی حفاظت کرے (بدکاری سے بچے) اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو ایسی عورت جنّت کے دَروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنّت میں داخل ہو سکتی ہے۔

۴۔ خاوند کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی اِجازت کے بغیر باہَر نہ نکلے کہ حدیثِ پاک میں ہے جو عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکلتی ہے تو جب تک وہ واپس نہ آئے اور توبہ نہ کرے اس پر فرِشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ (نزھۃ الناظرین، ص ۱۴۸)

۵۔ اُمُّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، جس عورت کا خاوند کہیں باہَر جائے اور وہ بیوی خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی حفاظت کرے، بناؤ سنگھار کرنا چھوڑ دے اور اپنے آپ کو خاوند کے گھر میں محصور کرے یعنی باہَر نہ جائے اور نَماز پابندی سے پڑھے، تو ایسی عورت قِیامت کے دِن نوعمر کنواری اُٹھائی جائے گی، پھر اگر اس کا خاوند بھی مومن ہوا تو وہ عورت جنّت میں

اپنے خاوند کی بیوی رہے گی اور اگر اس کا خاوند مومن نہیں تو اللہ تعالیٰ اس عورت کا نکاح کسی شہید سے کردے گا۔

لیکن اگر عورت نے خاوند کے جانے کے بعد اپنی حفاظت نہ کی اور غیر مرد کے لئے بناؤ سنگھار کیا اور گھر میں گڑبڑ اور بدکاری اور باہر نکلتی رہی تو ایسی عورت کو قیامت کے روز سَر کے بل جہنم میں پھینکا جائے گا۔

ایک ایمان افروز حکایت

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر پر گئے اور وہ جاتے ہوئے بیوی سے کہہ گئے کہ گھر سے باہر نہیں جانا، خاوند کے جانے کے بعد بیوی کو پیغام آیا کہ تیرا باپ بیمار ہے اور آکر اس کی بیمار پرسی کرجا، اس بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کسی کو بھیج کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا خاوند مجھ سے کہہ گیا ہے کہ باہر نہیں جانا اور میرا باپ بیمار ہوگیا ہے، کیا میں باپ کی بیمار پرسی کے لئے جاسکتی ہوں؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، **اطیعی زوجک** یعنی اپنے خاوند کی اطاعت میں رہ، اس کے بعد پیغام آیا کہ تیرا باپ فوت ہوگیا ہے پھر کسی کو بھیج کر اجازت مانگی تو فرمان جاری ہوا **اطیعی زوجک** اپنے خاوند کی اطاعت میں رہو۔ بیوی صبر کرکے گھر میں ہی رہی اور جب اس کے باپ کو دفن کرکے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی بیوی کی طرف پیغام بھیجا کہ تو خاوند کی اطاعت میں رہی اس کی بَرَکت سے اللہ عزوجل نے تیرے باپ کو جنّت عطا کردی ہے۔

(قوت القلوب، ص ۵۱۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ جذبۂ ایمانی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو عطا ہوا تھا ورنہ اس دَور میں کون عورت ہے کہ باپ فوت ہوجائے اور وہ نہ جائے بلکہ اس زمانے میں تو کوئی شرِیعت کی اجازت لیناہی گوارہ نہ کرے۔

۶۔ نیز خاوند کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ بغیر خاوند کی اجازت کے نفلی عبادت بھی نہ کرے۔ چُنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی عورت کو جائز نہیں کہ خاوند کی موجودگی میں خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھے اور خاوند کے گھر میں کسی کو خاوند کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونے دے۔ (بخاری شریف، ص ۷۸۲)

اس رِوایت سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر کوئی عورت نفلی عبادت بہت زِیادہ کرتی ہے محفلوں وغیرہ میں بھاگی پھرتی ہے اور خاوند کی پرواہ نہیں کرتی اور دوسری عورت نفلی عبادت نہیں کرتی مگر خاوند کو خوش رکھتی ہے، اس کے ساتھ خوش طبعی کرتی ہے پہلی عورت سراسر نقصان میں ہے اور دوسری عورت خاوند کو خوش رکھنے والی نے اللہ عزوجل کو راضی کرلیا اور وہ جنّت کی حقدار ہے۔ نیز خاوند کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ بیوی جنسی تعلق کے مطالبے پر بغیر شَرْعی عُذر کے اِنکار نہ کرے۔

۷۔ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، جس عورت نے رات گزاری اس حال میں کہ اس کا خاوند اس پر ناراض رہا یعنی جب بیوی کو اس کے خاوند نے اپنے بستر کی طرف بلایا اور بیوی نے آنے سے انکار کردیا اور خاوند نے

رات ناراضگی کی حالت میں گزاردی تو ایسی عورت پر صبح تک فرِشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ (مسلم شریف)

۸۔ خاوند کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ بیوی خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے جیسا کہ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ خاوند کے گھر سے اپنی میکے والوں کے لئے خیانت کی مرتکب ہوتی ہے اور آخر کار یہ راز فاش ہو ہی جاتا ہے تو ایسی بیوی اپنے خاوند کی نظروں سے گر جاتی ہے اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ ایسی عورت کی اللہ عزوجل کے دربار میں کوئی قدر ومنزلت نہیں ہے۔ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے میری اُمت تمہاری وہ بیویاں بہتر ہیں کہ جب تو اس کو حکم دے تو وہ تیرا حکم مانے اور جب تو کہیں جائے تو وہ اپنی ذات کی اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔ (احیاء العلوم، ص ۴۱، جلد ۲)

۹۔ سیّدُنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، حجۃ الوداع میں جب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا تو خطبہ کے دَوران فرمایا، بیوی اپنے خاوند کے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے اس پر عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا بیوی اپنے خاوند کے گھر سے کسی کو کھانا بھی نہیں دے سکتی؟ تو فرمایا، کھانا تو بہترین مال ہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۷۲)

جہنم میں ایک ایک گھر تیار رہتا ہے۔ تو شوہروں کو چاہئے کہ اپنی بیگمات کو حکمتِ عملی کے ساتھ پردے کی تلقین کریں۔

۱۰۔ نیز بیوی کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ اسے حلال کھلائیں حرام وناجائز نہ کھلائیں کیونکہ حرام کھانے والا دوزخ کا حقدار ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے، جس جسم کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہے وہ جنت میں نہ جاسکے گا بلکہ ہر وہ شخص جس کی پرورش حرام مال سے ہوئے دوزخ کا حقدار ہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۴۲)

۱۱۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے، قیامت کے دِن مسلمان کی نیکی کے پلڑے میں جو چیز سب سے پہلے رکھی جائے گی وہ نفقہ ہے جو اس نے اہل وعیال پر خرچ کیا ہوگا۔

۱۲۔ بیوی کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ خاوند جب کھانا کھائے تو اہل وعیال کو ساتھ کھلائے مل کر کھائیں۔

چنانچہ احیاء العلوم میں ہے، جب مرد کھانا کھائے تو اپنے بیوی بچّوں کو دسترخوان پر بٹھائے کیونکہ خواجہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ہم تک یہ ارشاد مبارک پہنچ چکا ہے کہ جو گھر والے اکٹھے کھانا کھاتے ہیں ان پر اللہ عزوجل اور اس کے فرِشتے رحمتیں نازِل فرماتے ہیں۔

مسئلہ جب گھر کے افراد ایک دسترخوان پر اکٹھے کھائیں تو اجنبی عورت ان کے ساتھ نہ کھائے۔

۱۳۔ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے بندے اپنے گھر والوں پر، بیوی بچّوں پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کر اور ان پر تادیب کی لاٹھی لٹکائے رکھ، اور ان کو اللہ عزوجل کے حق میں ڈراتا رہ۔ (راوی احمد مشکوٰۃ، ص ۱۸)

سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشادِ گرامی ہے، (خلافِ شرع کام میں) عورتوں کی مرضی کے خلاف کرو کیونکہ اس میں بَرَکت ہے اور اگر خلافِ شرع کے کاموں میں بیوی کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالٰی کا نافرمان ہو کر مجرموں کے گروہ میں شامل ہو جائے گا۔ (احیاء العلوم، ص ۳۶، جلد ۲)

بیوی کے ساتھ حسن معاشرت سُنَّت ہے

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ حضرتِ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ساتھ بڑی بے تکلف زِندگی گزارتے تھے اور ان کے مزاج کا لحاظ رکھتے ہوئے دُنیوی معاملات کو بخوبی سرانجام دیتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خوشی اور ناخوشی جس طرح پہچانتے تھے اس کے بارے میں یہ روایت ہے،

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے رِوایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، ہم جانتے ہیں جب تم ہم سے راضی ہوتی ہو اور جب ہم سے ناراض ہوتی ہو، میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیسے پہچان لیتے ہیں؟ فرمایا، جب تم ہم سے راضی ہو تو کہتی ہو 'مجھے ربِّ مصطفٰی کی قَسم' اور جب ہم سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہے، ایسے نہیں ہے حضرات ابراہیم علیہ السلام کے ربّ کی قسم، میں نے عرض کیا ہاں! خدا کی قسم یارسول اللہ! میں صِرف آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام ہی ترک کرتی ہوں۔
(بخاری شریف)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کبھی خفگی آجائے تو بڑی خوش اسلوبی سے اسے راضی کرلینا چاہئے، مقصد یہ ہے کہ بیوی پر ہروَقت رعب ہی رعب نہ ڈالا جائے بلکہ نرمی بھی اختیار کرنی چاہئے، اسی طرح کی ایک اور حدیثِ پاک یہ ہے،

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے رِوایت ہے کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ تھیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ دَوڑ لگائی تو میں آگے نکل گئی اور جب میرا جسم بھاری ہو گیا اور دوڑ لگائی تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے اور فرمایا یہ تمہاری پہلی سبقت کا بدلہ ہے۔ (ابوداؤد)

یہ حدیث اپنی بیویوں کے ساتھ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حسنِ معاشرت کی ایک مثال ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی ازدواج کے ساتھ ایک پُرمسرت اور خوشگوار زِندگی بسر کرتے تھے اور اپنی بیویوں کے حق میں انتہائی مہربان اور ہنس مکھ تھے نیز اس روایت میں اُمّت کے لئے یہ سبق بھی ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ ہنسی خوشی اور باہمی پیار و محبت سے رہا جائے۔

ایک پیاری اور سفری سنّت

حضور شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چونکہ ایک سے زائد ازواج مطہرات تھیں اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر پر جاتے تو ازواج مطہرات کے درمیان کسی ایک کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ یوں فرماتے کہ ازدواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کے نام کا قرعہ نکل آتا اسے سفر پر ساتھ لے جاتے اس کے بارے میں حضور شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس یہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر فرماتے تو ازدواج کے لئے قرعہ اندازی فرماتے تھے۔ (ابنِ ماجه)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ کسی بیوی کو سفر میں ساتھ لے لینے کا انتخاب قرعہ سے کر لینا سنّت ہے۔

بیوی کی جائز باتوں میں دلچسپی لینا سنّت ہے

شرِیعت کی حدود میں رہتے ہوئے بیوی کی جائز باتوں میں دلچسپی لینا سنّت ہے۔ اس لئے اپنی بیوی کا گھر میں دِل لگانے کے لئے اس سے دِل لگی کرنا اس سے ہنسی مزاح کا رویہ اختیار کر لینا بالکل جائز ہے اگر بیوی کے سامنے کوئی بات چیت نہ کریں گے اور بالکل خاموش رہیں گے تو گھریلو ماحول پر اجنبیت سی چھائی رہے گی۔ اس طرح گھریلو فضا دِلکش اور خوشگوار نہ رہے گی، اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے ہمیں یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ اپنی بیوی کو خوش رکھنے والی باتیں بھی کبھی کبھار کرنی چاہئے یا اس کی کسی عادت پر خود کو خوش کر لینا چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزہ تبوک یا حُنین سے تشریف لائے تو اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے طاقچے پر پردہ پڑا ہوا تھا، ہوا چلی تو اس سے پردہ اُٹھ گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گڑیاں دکھائی دینے لگیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ میری بچیاں ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا جس کے کپڑے کے دو پر تھے فرمایا ہم ان کے درمیان یہ کیا دیکھ رہے ہیں عرض کیا یہ گھوڑا ہے فرمایا یہ اس کے اوپر کیا ہے عرض کیا دو پر ہیں فرمایا گھوڑے کے دو پر؟ عرض کیا، آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تھے فرمائی ہیں آپ ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اندرونی دانت دیکھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

تبوک ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے دِمشق جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ ۹ھ میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں گئے لیکن دشمن کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی اس لئے کہ جنگ کے بغیر واپس تشریف لائے۔ اس غزوہ سے واپسی پر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو گھر کے طاقچے پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا جب ہوا چلی تو اس سے پردہ ہل گیا جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بچپن کے کھلونے نظر آئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا!

یہ کیا ہے؟ جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو بات کہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے مسکرا پڑے یہ ایک طرح کی دلچسپی تھی۔ علماء کا اس حدیث کے بارے میں یہ قول ہے کہ اس حدیث میں جس بات کا ذِکر ہے وہ تصویر سے ممانعت سے پہلے کی بات ہے۔

یاد رکھئے! مزاح وحسنِ اخلاق اور عورتوں کی خواہشات کے اتباع میں اس حد تک آگے نہ بڑھ جائے کہ اہلیہ کے اخلاق متاثر ہوں اورآپ کی عظمت اس کے دِل سے نکل جائے یہ حسنِ معاشرت کے لئے بہت زیادہ مضر ہے بلکہ ان امور میں بھی اعتدال ضروری ہے اس طرح کہ جب بھی کوئی غیر شرعی حرکت دیکھے تو ناراض ہو جائے ورنہ منکرات پر اعانت کا دروازہ کھلے گا۔

بیوی کے جذبات کا لحاظ رکھنا سنّت ہے

بیوی کے جذبات کا خیال رکھنا حضور شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت ہے خاص کر جب بیوی عمر میں ذرا کم سن ہو اور اس کی عادات چھوٹی بچیوں جیسی ہوں تو اس سے درگزر کرنا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی میری سہیلیاں بھی تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے تو وہ چلی جاتیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں میرے پاس بھیج دیتے تو وہ میرے ساتھ کھیلنے لگ جاتیں۔ (بخاری)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بیوی کے جذبات اور خیالات کی دِلداری کا لحاظ رکھنا چاہئے اس کا ایسا شوق کو خلافِ شرع نہ ہو اسے برداشت کرلینا چاہئے غرضیکہ بیوی سے ہنسی خوشی رہنا چاہئے۔ اس طرح سے میاں بیوی کی زِندگی میں اطمینان اور سکون کی دولت میسر رہے گی دونوں کا نبھا اچھی طرح ہو جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ میرے حجرے کے دَروازے پر کھڑے ہو جاتے اور مسجد میں حبشی نیزہ بازی کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر سے چھپالیتے تاکہ میں آپ کے گوش ودوش کے درمیان سے دیکھوں پھر میری وجہ سے کھڑے رہتے یہاں تک کہ میں خود چلی جاتی۔ اسی سے نوعمر لڑکیوں کی کھیل سے دلچسپی کا اندازہ خود کرلو۔ (بخاری شریف)

یہ واقعہ پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ اس واقعہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سے خوش اخلاقی اور دِلجوئی ظاہر ہوتی ہے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع میں ہر خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کی خوشی کو مقدم جانے اور جس قدر ہو سکے اس کے جذبات کا خیال رکھے۔ اس سے میاں بیوی کے تعلقات آپس میں بہت خوشگوار رہیں گے۔

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات سے زِندگی کے ہر معاملے میں بڑی نرمی سے پیش آتے تھے غرضیکہ اُٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، گھر کے اندرونی اور بیرونی معاملات میں اپنی ازواجِ مطہرات کی بہت دِلداری اور پاسداری فرماتے تھے اس لئے ہر مسلمان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر اپنی گھریلو زِندگی کو پُر کیف گزارنا چاہئے جس میں میاں بیوی میں تلخ کلامی نہ ہو بلکہ سکھ ہی سکھ ہو۔

مسجد سے مراد مسجد کے ساتھ ملحقہ جگہ تھی، جہاں وہ حبشی نیزہ بازی کے کمالات کی مشق کر رہے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چھوٹے نیزے کے ساتھ ان کا یہ کھیل، دشمنانِ دین کے ساتھ جنگ کرنے کے حکم میں تھا اور تیر اندازی کی طرح جنگ کی تیاری تھی لہٰذا یہ کھیل عبادت کے حکم میں تھا اور عید کا دِن تھا جبکہ مباح کھیل میں عید کے دِن کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے منع کیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آج عید کا دِن ہے انہیں منع نہ کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نو عمر تھیں۔ یعنی غور کرو کہ نو عمر لڑکیاں کھیلوں کے دیکھنے کی کتنی شوقین ہوتی ہیں؟ میں اتنی دیر تک کھڑی رہتی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری خاطر کھڑے رہتے یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن معاشرت اور حسنِ اخلاق کا کمال تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور ان پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت کا نتیجہ تھا۔
(اشعۃ اللمعات)

بیوی کی تلخ کلامی پر صبر کی فضیلت

حدیث شریف میں آتا ہے، جو خاوند اپنی بیوی کی تلخ کلامی پر صبر کرے اس کو اللہ تعالیٰ ایسا ثواب عطا کرے گا جیسا کہ ایوب علیہ السلام کو ان کی آزمائش پر صبر کرنے سے عطا ہوا، اور جو بیوی اپنے خاوند کی بدخلقی پر صبر کرے اس کو اللہ تعالیٰ ایسا ثواب عطا کرے گا جیسے کہ فرعون کی ایماندار بیوی آسیہ کو عطا ہوا۔ (احیاء العلوم، ص ۴۴، جلد ۲)

اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایوب علیہ السلام کے درجے کو پہنچ گیا، کیونکہ غیر نبی کسی نبی علیہ السلام کے دَرَجے کو نہیں پہنچ سکتا اور اجر میں تمثیل بھی صِرف ترغیب کے لئے ہے کیونکہ تشبیہ من کل الوجوہ نہیں ہوا کرتی اور ترغیب و ترہیب کے لئے شریعت مطہرہ میں اسکے بے شمار نظائر ہیں۔ میاں بیوی کی ازدواجی زِندگی کا جب آغاز ہوتا ہے تو بیوی بسا اوقات گھریلو نشیب و فراز کو سمجھ نہیں پاتی اور بیوی کی بعض باتیں مرد کو ناگوار محسوس ہوتی ہیں لیکن جوں جوں وَقت گزرتا ہے سمجھدار عورتیں اپنی عادتوں کو خاوند کے مطابق تبدیل کر لیتی ہیں جس سے گھر کا نظام پُرسکون ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر مرد کو عورت کی عادتوں پر مسلسل صبر کرنا چاہئے، اللہ عزّ وجل کوئی بہتر صورتِ حال پیدا فرما دے گا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ لوگ ان کی خدمت میں بطور مہمان حاضر ہوئے۔ انہوں نے آنے والوں کی ضیافت کی لیکن وہ مہمان لوگ یہ دیکھ کر بڑی حیرت میں رہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی اہلیہ نہایت ہی بدزَبان اور زَبان دراز ہے اور شوہر کو بڑی تکلیف پہنچاتی ہے اور ساتھ یہ ہمیں بھی نہیں بخش رہی۔ لیکن اللہ عزوجل کے یہ پیغمبر حرفِ شکایت زَبان پر لانے کی بجائے صبر کرتے ہیں اور خاموش سے اپنی بیوی کی تمام بیہودہ باتیں سنتے ہیں۔

مہمانوں نے صورتحال کی وضاحت چاہی، حضرت یونس علیہ السلام نے جواب دیا اس پر حیرت کی کیا بات ہے، کوئی تعجب کی بات نہیں میں نے ایک دفع اللہ عزوجل کی بارگاہ میں درخواست کی تھی کہ اے اللہ عزوجل جس بلا میں تو نے مجھے آخرت میں مبتلا کرنا ہے دُنیا میں ہی مبتلا کردے اس پر مجھے اس لڑکی سے نکاح کرنے کا حکم ملا ہے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی ہے اس وَقت سے میں اپنی بیوی کی ان عادتوں پر صبر کر رہا ہوں۔

فرائض شوہر میں یہ بات بھی داخل ہے کہ خاوند کو چاہئے کہ اپنی عورت کو گالی نہ دے اور نہ خرافات ولغویات باتیں بکے۔ یہ ایک ذلیل اور جاہل انسان کا کام ہے نہ کہ معزز و مہذب انسان کا۔

ایک رِوایت میں ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو گالی دیتا ہے آسمان کے تمام فرِشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

تاجدارِانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص فحش بکتا ہے یعنی قابلِ شرم باتیں مُنہ سے نکالتا ہے اور اس بُرے فعل پر نادم بھی نہیں ہوتا تو اس شخص پر جنّت حرام ہے دوزخ میں کچھ دوزخی ایسے ہوں گے جن کے مُنہ سے نجاست بہے گی اور اس کی بدبو کی وجہ سے دوزخی لوگ نجات کے لئے فریاد کریں گے اور پوچھیں گے یا مالک! یہ کون لوگ ہیں جن سے ہم سخت پریشان ہیں؟ تو ارشاد باری تعالیٰ ہوگا یہ وہی لوگ ہیں جو دُنیا میں اپنی زَبان سے فحش باتیں نکالتے تھے اور لوگوں کی دِل آزاری کرتے تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آ کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے جو مجھے جنّت میں لے جائے اور عذابِ دوزخ سے بچائے، ارشاد فرمایا تو نے اگرچہ چھوٹا جملہ بولا مگر درخواست بہت لمبی چوڑی کی اب سن لے، نیک کام خود بھی کر اور دوسروں کو بھی حکم دے اور بُری باتوں سے اجتناب کر اور اگر اس کی تیرے اندر طاقت نہ ہو تو زَبان کو خیر کے علاوہ نہ کھول، یہی تیرے لئے کافی ہے۔
(بیہقی، شعب الایمان)

بیوی پر بدگمانی کی ممانعت

بغیر قوی ثبوت کے بیوی پر بدگمانی منع ہے اس کے باعث گھر تباہ ہونے کا خطرہ ہے اس لئے اس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میری بیوی نے لڑکا جنا ہے اور میں نے اس کا انکار کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تمہارے پاس

اونٹ ہیں؟ عرض کی ہاں! فرمایا ان کے رنگ کیسے ہیں؟ عرض گزار ہوا کہ سرخ فرمایا کیا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے، عرض گزار ہوا کہ ان میں خاکستری بھی ہے۔ فرمایا کہ یہ رنگ کہاں سے آیا؟ عرض کی کہ کسی لوگ نے اسے کھینچا ہوگا۔ فرمایا تو لڑکے کو بھی کسی رگ نے کھینچا ہوگا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بچے سے انکار کرنے کی اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ (بخاری)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بغیر دلیل اور قوی ثبوت کے بیوی پر بدگمانی نہیں کرنی چاہئے۔ اعرابی نے بچے کو کمزور اور کالا دیکھ کر یہ اندازہ لگایا تھا کہ یہ بچہ میرا نہیں اور بیوی پر تہمت کا گمان کیا۔ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوی دلیل کے ذریعے اسے بتایا کہ انکار نہ کرو یہ بچہ تمہارا ہی ہے اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ تاوقتیکہ قوی دلیل نہ پائی جائیں بچے کو حرام قرار نہ دیا جائے۔

اس کے بارے میں ایک اور روایت یہ بھی ہے،

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی کو پاکر قتل کردے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے قتل کردیں گے لہٰذا وہ کیا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے متعلق حکم نازل ہوگیا ہے جاؤ اسے لے آؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جب دونوں فارغ ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر میں اسے رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹ بولا تھا لہٰذا اسے تین طلاقیں دے دیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہنا اگر لڑکا کا سیاہ رنگ، بڑی آنکھوں والا، موٹے سرینوں والا اور موٹی پنڈلیوں والا ہو تو میں یہی گمان کروں گا کہ عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت کے متعلق سچ کہا اور اگر وہ وحرہ (بامنی) کی طرف سرخ رنگ کا ہو تو میرے خیال میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت پر جھوٹا الزام لگایا۔ پس وہ بچہ اس طرح کا پیدا ہوا جو اس کا حلیہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا، جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق ہوگئی اور بعد میں وہ لڑکا اس کی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔ (مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ بیوی پر جیسا بھی کسی برائی کے بارے میں الزام لگایا جائے تو اس کا ثبوت تمہارے پاس ہونا چاہئے لہٰذا بدگمانی کی بناء پر تہمت نہیں لگانی چاہئے بدگمانی کے باعث کئی گھرانے تباہ و برباد ہوجاتے ہیں لہٰذا اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

بیوی کو مارنے کی ممانعت

بیوی کی اِصلاح کے لئے اسے مارنا اگرچہ شرعاً مباح ہے لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ عورت کو بالکل نہ مارا جائے۔ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ عورت کو بلا ضرورت مارا جائے اور اس پر ظلم کیا جائے لہٰذا حدیث کے مطابق عورت

کو مارنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کی لونڈیوں کو نہ پیٹا کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ عورتیں اپنے خاوندوں پر دلیر ہو گئیں۔ لہٰذا آپ نے انہیں مارنے کی اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے پاس کتنی ہی عورتوں نے جمع ہو کر اپنے خاوندوں کی شکایت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کتنی ہی عورتوں نے جمع ہو کر اپنے خاوندوں کی شکایت کی یہ تمہارے اچھے آدمی نہیں ہیں۔ (ابو داؤد، ابن ماجہ، داومی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو مارتے ہیں وہ اچھے لوگ نہیں ہوتے بلکہ بہتر لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپنی بیویوں کو مارتے نہیں اگر بیوی کی طرف سے کسی وقت زیادتی بھی ہو جائے تو اس پر صبر کرتے ہیں یا ان کو اتنا زیادہ نہیں مارتے جو ان کی شکایت کا باعث ہو بیوی کی اِصلاح کے لئے کبھی اس کی غلطی پر مار لینا تو جائز ہے لیکن حد سے زیادہ مارنا خلافِ شرع ہے۔

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری بیوی زبان دراز ہے، فرمایا کہ اسے طلاق دے دو عرض کی کہ میری اس سے اولاد ہے اور ایک عرصہ صحبت رہی ہے، فرمایا تو اسے نصیحت کرو، اگر اس میں بھلائی ہوگی تو نصیحت قبول کرے گی اور اسے لونڈی کی طرح نہ پیٹنا۔ (ابو داؤد)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ پہلے اپنی بیوی کو زبانی نصیحت و تنبیہ کے ذریعے زبان درازی اور فحش گوئی سے باز رکھنے کی کوشش کرو اور اگر اس پر زبانی نصیحت کا اثر نہ ہو تو پھر اس کو مارو لیکن بے رحمی کے ساتھ نہ مارو بلکہ ہلکے انداز میں ایک دو لگا کر ذِمہ داری کا احساس دلایا جائے۔ مارنا اگرچہ مباح ہے لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ عورت کو بالکل نہ مارا جائے بلکہ نماز کے بعد اس کی اِصلاح کے لئے دُعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے دِل کو بدل کر تمہارا فرمانبردار بنادے گا۔ بیوی کو مارنے سے خاندان میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے، لہٰذا اِجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔

بیوی کی اِصلاح کا طریقہ

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ عورتوں کے حقوق میں نرمی کے بارے میری وصیّت قبول کرو اس لئے کہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور ٹیڑھی اور سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہے پس اگر تم پسلی کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔

پیارے اسلامی بھائیو ! حضرت حوا، حضرت آدم علیہ السلام کی اوپر کی پسلی سے پیدا کی گئیں اور یہ سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی ہے پس عورتوں کی اصل میں کجی ہے اور کوئی اس کو متغیر نہیں کر سکتا ٹیڑھی پسلی کا حال یہ ہے کہ اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے

توٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو اس کے حال پر چھوڑ دوگے تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔

اسی طرح عورتوں کا حال ہے کہ ان کے اندر پیدائشی ونیچری طریقہ سے عادت واطوار میں کجی ہے اگر مرد چاہیں کہ اس کو بالکل سیدھا ودُرست کریں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا یہ اس کو توڑ ڈالیں گے یعنی طلاق پر نوبت پہنچے گی۔ لہٰذا ان سے فائدہ اُٹھانا ممکن نہیں کہ جب تک ان کی کجی پر چشم پوشی اور ان کے ٹیڑھے پن کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ **اَلْحاصل** شرِیعت کے دائرہ میں ان سے اپنے معاملات اچھے رکھو اور ان کے ٹیڑھے پن پر صبر کرو اور ان سے یہ توقع نہ رکھو کہ وہ سب کام تمہاری مرضی کے موافق کریں۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بلاشبہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور عورت تمہارے بتائے ہوئے راستہ پر کبھی سیدھی نہ ہوگی پس اگر تم عورت کے ساتھ فائدہ اُٹھانا چاہو تو اس حالت میں فائدہ اُٹھا سکتے ہو کہ اس کا ٹیڑھا پن اس میں باقی رہے لیکن اگر تم یہ چاہو کہ اس کی کجی دُور کر کے پھر فائدہ اُٹھاؤ تو سیدھا کرتے کرتے اس کو تم توڑ دوگے اور اس کا توڑنا اس کی طلاق ہے۔ (مسلم شریف) یعنی اس کی حالت ضرور بدلتی رہے گی، کبھی خوش ہوگی، کبھی ناخوش، کبھی شکرگزار ہوگی کبھی نہیں، کبھی تمہاری اطاعت کرے گی کبھی نہیں، کبھی تھوڑے پر صبر کرے گی کبھی طمع اور حرص کرے گی اور بات بات پر طعنہ دے گی اور تمہاری نافرمانی کرے گی۔ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہ بغض رکھے کوئی مسلمان مرد اپنی عورت سے کیونکہ اگر کوئی بات اس کی ناگوار ہوگی تو دوسری ضرور اس کو خوش کردے گی۔ (مسلم شریف)

کیونکہ عورت کے تمام عادات واطوار واخلاق بُرے نہیں۔ اگر کچھ خامیاں ہوتی ہیں تو خوبیاں بھی ضرور ہوتی ہیں لہٰذا ہمیں اسکی خوبیوں اور اس کی بھلائیوں پر نظر کرنی چاہئے اور اس کی خامیوں پر دَرگُزر اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور ان کی اذیتوں اور نقصان کو برداشت کرنا چاہئے۔

اس حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ بے عیب دوست ملنا محال ہے اور کوئی شخص بے عیب رفیق تلاش کرے گا تو وہ ہمیشہ بے رفیق رہ جائے گا اور ایسے شخص کا گھر کبھی آباد نہیں ہوگا۔ (شادی مبارک)

بیوی کے حقوق شوہر پر کیا ہیں

خاوند کو چاہئے کہ دِین کی حدود میں رہ کر اپنی بیوی کے حقوق کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دے اور شریعت نے عورت کو جو جائز حقوق عطا کیے ہیں ان کی حق تلفی نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے حقوق پورے کرنا عورتوں کے ذِمہ لگایا ہے اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا مردوں کا فرض ہے۔

۱۔ بیوی کے حقوق میں سے یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ خوش خلقی نرمی اور محبت کے ساتھ زِندگی بسر کرے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا،

وما عاشر وھنّ بالمعروف یعنی اے مردو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زِندگی بسر کرو۔"

۲۔ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے بے شک کامل ایمان والا وہ ہے جس کا خُلق اچھا ہو اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ (احیاء العلوم، ص ۴۵)

۳۔ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میری اُمّت تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں (بیوی) کے ساتھ بہتر ہے اور میں تم سب سے اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہوں بیوی کی عزّت کرنے والا کریم ہے اور بیوی کو ذلیل کرنے والا کمینہ ہے۔ (ترمذی)

۴۔ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مومن اپنی ایماندار بیوی کے ساتھ بغض نہ رکھے کیونکہ اگر اس کی ایک خصلت ناپسندیدہ ہے تو دوسری اس کی پسندیدہ ہوگی۔

۵۔ اگر خاوند اپنی بیوی کو پانی پلائے تو اس پر بھی اس خاوند کو اجر و ثواب ملے گا۔ (جامع صغیر، کنز العمال)

اس سے وہ حضرات سبق حاصل کریں جو گھر میں ساری خدمات بیوی پر ہی ڈال دیتے ہیں حتیٰ کہ پانی پینا ہو تو خود نہیں پیتے بلکہ بیوی ہی پلائے۔

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو گھر کے کام خود کرتے تھے۔ چنانچہ اُمّ المومنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر کے کام خود کرتے اور جب نماز کا وقت ہوتا نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

۶۔ رسولِ اکرم، نورِ مجسّم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا گھر والوں پر تنگی کرنے والا بدترین انسان ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنگی کرنے والا کیسے تنگی کرتا ہے۔ یہ سن کر شاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد گھر میں داخل ہوتا ہے اس کی بیوی ڈر جاتی ہے اس کے بچے بھاگ جاتے ہیں اس کے نوکر بھی سہم جاتے ہیں اور جب وہ گھر سے نکل جاتا ہے تو اس کی بیوی ہنسنے لگتی ہے (جیسے اس پر سے مصیبت ٹل گئی) اور اس کے بچے اور نوکر خوش ہو جاتے ہیں۔ اس ارشادِ مبارک پر ہر مسلمان کو غور کرنا چاہئے کہ کہیں اس ارشادِ مبارک کا مصداق تو نہیں بن رہا۔

۷۔ خاوند بیوی آپس میں کھیلیں ہنسیں کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تمہارے دِین میں سختی ہو۔ (جامع صغیر، ۹۲، جلد ۱)

لیکن بالکل بے تکلف نہ ہو جائے یوں اس پر سے رعب اُٹھ جائے گا تو وہ خود بھی آدابِ شرع کی حدود سے تجاوز کر جائے گی اور خاوند کو پیچھے لگا لے گی اور جہنم رسید کردے گی لہٰذا کوئی کام خلافِ شرع دیکھیں تو اس کو سختی سے روکیں۔

۸۔ بیوی کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ خاوند اسے بن ٹھن کر باہر جانے سے روکے جیسے فی زمانہ خواتین بیاہ شادیوں پر، یا رشتہ داروں کے ہاں میک اپ کر کے اچھا لباس پہن کر خوشبو لگا کر جاتی ہیں کیونکہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت جب خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ بدکار ہے، زانیہ ہے (یعنی زنانہ بھی کرے اس کا نام بدکاروں میں لکھا گیا ہے۔)

۹۔ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی بیوی زیورات پہن کر اور خوشبو لگا کر باہر نکلتی ہے اگر شوہر اس پر رضامند ہے تو اس عورت کے ایک ایک قدم کے بدلے اس شوہر کے لئے سزا ہے۔

خاوند کے حکم کی تکمیل ضروری ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے اگر مرد اس بات کا حکم دے کہ اس سرخ پہاڑ سے سیاہ پہاڑ تک اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ تک پتھر ڈھو کر لے جائے تو اس پر اس کی تعمیل واجب ہوگی۔ (ابنِ ماجہ)

یہی بات ایک اور روایت میں یوں مذکور ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں جلوہ افروز تھے تو ایک اونٹ نے حاضر بارگاہ ہو کر آپ کو سجدہ کیا آپ کے اصحاب عرض گزار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے چارپائے اور درخت بھی سجدہ کرتے ہیں لہٰذا ہمارا زیادہ حق ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سجدہ کریں، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو تمہارا ربّ ہے اور اپنے بھائی کی عزّت کرو۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ دوسرے کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے اگر وہ اسے حکم دے کہ زرد پہاڑ سے کالے پہاڑ کی طرف اور کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ کی طرف لے جائے تو اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ (احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو دوسرے کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ (ترمذی)

ان احادیث میں شوہر کے حقوق کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزّ وجل کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ کرنا حرام اور شرک ہے اگر میں اللہ عزّ وجل کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ اس سے شوہر کے حقوق کا خصوصی دھیان رکھنے کی تاکید مقصود ہے۔ مرد کی فرمانبرداری کا تقاضا یہ ہے کہ شریعت کی حدود میں رہ کر اس کا کہنا مانا جائے۔

ایک اور حدیث میں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کم از کم سات شب و روز خلوصِ دِل سے اپنے شوہر کی تابعداری نیک کاموں میں کرتی رہے اور اس کو خوش رکھے تو اس کے ہفت اندام (شرم گاہ) پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور سات سو برس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (طبرانی)

ایک ایمان افروز حکایت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت بڑی عابدہ تھی اور وہ ان کے بادشاہ کی لڑکی تھی ایک شہزادے نے اس سے منگنی کی درخواست کی اس نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا پھر اپنی ایک لونڈی سے کہا کہ میرے لئے ایک عابد، زاہد اور نیک آدمی تلاش کو جو فقیر ہو، لونڈی ایسے شخص کی تلاش میں نکلی اور ایک عابد زاہد کو شہزادی کی خدمت میں لے آئی شہزادی نے اس سے پوچھا کہ اگر تم مجھ سے نکاح کرنا چاہو تو میں تمہارے ساتھ قاضی کے پاس چلوں، فقیر نے اس بات میں رضامندی کا اِظہار کیا اور دونوں قاضی کے پاس پہنچے اور نکاح ہو گیا۔ شہزادی نے فقیر سے کہا کہ مجھے اپنے گھر لے چلو، فقیر نے کہا، واللہ! اس کمبل کے سوا کوئی چیز میری مِلک نہیں ہے اس کو رات کے وَقت اوڑھتا ہوں اور یہی دِن میں پہنتا ہوں۔ اس نے کہا میں تیری اس حالت پر راضی ہوں۔ چُنانچہ فقیر شہزادی کو اپنے ساتھ لے گیا وہ دِن بھر محنت کرتا تھا اور اتنا کماتا تھا کہ جس سے اِفطار ہو جائے شہزادی دِن کو روزہ رکھتی تھی اور شام کو اِفطار کر کے اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتی تھی۔

ایک دِن فقیر کو کوئی چیز نہ ملی جو شہزادی کیلئے لے جائے اس سے انہیں شاق گزرا اور بہت گھبرائے اور جی میں کہنے لگے کہ میری بیوی روزہ دار گھر میں بیٹھی اِنتظار کر رہی ہے کہ میں ان کے لئے کچھ لے آؤں گا، یہ سوچ کر وضو کیا اور نماز پڑھ کر دعا مانگی اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں دُنیا کے لئے کچھ طلب نہیں کرتا صِرف اپنی نیک بیوی کی رضامندی کے لئے مانگتا ہوں اے اللہ عزوجل تو اپنے پاس سے مجھے رزق عطا فرما، تو ہی سب سے اچھا رازق ہے۔ اسی وقت آسمان سے ایک موتی گر پڑا فقیر موتی لے کر اپنی بیوی کے پاس آگئے جب انہوں نے دیکھا تو وہ ڈر گئیں اور کہا، یہ موتی تم کہاں سے لائے ہو، ایسا قیمتی موتی تو میں نے اپنے باپ کے پاس بھی نہیں دیکھا تھا، اس درویش نے کہا آج میں نے رزق کے لئے محنت کی لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا تو میں نے سوچا میری نیک بیوی اِفطار کے لئے میرا اِنتظار کر رہی ہوں گی، میں خالی ہاتھ کیسے جاؤں میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ عزوجل نے یہ موتی عنایت فرمایا۔ شہزادی نے کہا کہ اسی جگہ جاؤ جہاں تم نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی اب بھی جا کر گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرو، اور کہو اے اللہ عزوجل! اے میرے مالک! اے میرے مولا! اگر یہ موتی تو نے ہمیں دُنیا میں روزی کے طور پر عطا فرمایا ہے تو اس میں ہمیں بَرَکت دے اور اگر ہماری آخرت کے ذخیرے میں عطا فرمایا ہے تو اسے واپس لے لے، درویش نے ایسا ہی کیا تو موتی واپس لوٹ گیا۔ فقیر نے واپس آکر شہزادی کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا تو شہزادی نے

اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا اے اللہ عزوجل! تو بڑا رحیم ہے بڑا کریم ہے۔ (قصص الاولیاء)

پیاری اسلامی بہنو! اگر آپ میں سے کسی نے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ کر لیا ہے تو ابھی دُنیا ہی میں خاوند سے معاف کرا لیجئے ورنہ قِیامت کے دِن حساب دینا ہوگا۔

۱۰۔ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا وہ جنّت میں پہنچ گئی۔ (ترمذی، ۱۷۲، مشکوٰۃ، ۲۸۱)

نیز نکاح کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو نام کے ساتھ نہ پکاریں یہ شرِیعت میں ناپسند ہے عام خواتین تو ایسا نہیں کرتیں مگر اکثر طور پر دیکھا گیا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو اس کے نام کے ساتھ بلاتا ہے۔

فرمانبردار بیوی کو جنّت کی بشارت

نیک اور فرمانبردار بیوی کے لئے جنّت کی بشارت ہے۔ جنّت مقامِ خیر ہے جو مومنوں کو قِیامت کے بعد نیک اعمال کی بناء پر حاصِل ہوگا یہ مقام بڑا وسیع و عریض ہے اور وہاں کی زِندگی کبھی نہ ختم ہوگی اور وہاں طرح طرح کی نعمتیں ہیں جو اہلِ جنّت کو ملیں گی اس جنّت میں وہ عورتیں بھی جائیں گی جو نیک اعمال کے ساتھ خاوند کی فرمانبرداری بھی ہوں گی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے، رَمَضان کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کا حکم مانے تو جنت ے جس دروازے سے چاہے اندر داخِل ہوجائے۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو عورت پابندی سے پانچوں وَقْت کی نماز پڑھے، رمضان شریف کے مکمل روزے رکھے اور اپنے آپ کو بُرائیوں سے بچائے یعنی اپنے نفس کو محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کی ان چیزوں میں فرمانبرداری کرے جن کی فرمانبرداری شرِیعت نے اس کے اوپر لازم کی ہے تو جو عورت زِندگی بھر ان چار باتوں پر عمل کرتی رہے گی اسے آخر میں جنّت حاصِل ہوگی۔

احادیث کے مطابق جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے بعض دروازے مخصوص اعمال کے لئے نامزد ہیں مگر مُندرجہ بالا نیک عمل کرنے والی عورت جس دروازے سے چاہے گی جنت میں داخل ہوجائے گی، اس طرح جنت میں داخل ہونا فرمانبردار بیوی کے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔

ایک بدصورت شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس کی بیوی نہایت خوبصورت تھی، اس کے حسن و جمال پر دُنیا تعجب کرتی تھی، تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا تیری بیوی تیرے ساتھ کیسا برتاؤ کرتی ہے اور تجھے کس نظر سے دیکھتی ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میری بہت قدر کرتی ہے اور میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جاتی اور اپنے حسن و جمال کا کوئی لحاظ نہیں کرتی بلکہ میری خدمت کی طرف ہی دھیان رکھتی ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جا اس سے کہہ دے کہ وہ جنتی عورتوں میں سے ہے کیونکہ باوجود حسن و جمال کے اپنے شوہر کی تابعداری کرتی ہے اس کی بدصورتی پر نہیں جاتی۔ (طبرانی)

اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک گاؤں میں گیا، مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک حسین ترین عورت ایک ایسے مرد کی شریکِ زندگی تھی جو انتہائی بدصورت اور تنگدست تھا میں نے اس عورت کے سامنے بھی اظہارِ حیرت کیا اور پوچھا کہ کیا تم اس جیسے شخص کی بیوی بننے پر خوش ہو؟ اس نیک عورت نے مجھے ڈانٹ کر خاموش کر دیا اور کہنے لگی، تم غلطی پر ہو میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اس شخص نے کوئی نیک کام کیا تھا جس کا صلہ اللہ عزوجل نے مجھے اس کی بیوی ہونے کی توفیق سے دیا اور اللہ عزوجل نے مجھ پر یہ بہت بڑا کرم فرمایا اور یہ کہ ہماری رفاقت میں اللہ عزوجل کی مرضی شامل ہے، بھلا جو چیز اللہ عزوجل نے میرے لئے پسند فرمائی ہے میں اس پر راضی کیوں نہ ہوں۔ (احیاء العلوم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمتوں کی عورتوں میں سب سے افضل ترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے اور اپنے شوہر کی خواہش کے مطابق فرمانبرداری کرتی رہے، سوائے ان کاموں کے جو گناہ کے ہیں تو ایسی عورت کو رات اور دِن میں ایسے ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے جو خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ شہید ہوتے ہیں اور اس اَجر کی توقع خدا تعالیٰ سے رکھتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

قبولیّتِ نماز کے لئے خاوند کو راضی رکھنے کی تاکید

اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے اس بات کو بالکل ناپسند کیا ہے کہ اس کا خاوند اس کی ناپسندیدہ حرکات سے ناراض ہو یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اس بات کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ جس عورت کا خاوند اس سے ناراض رہتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز پڑھنے کے ساتھ خاوند کو راضی رکھے تاکہ اس کی نماز قبول ہو کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جس عورت کا خاوند ناراض رہتا ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، اس کے بارے میں حدیثِ پاک یہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ کوئی نیکی اوپر اُٹھتی ہے۔ فرار ہونے والا غلام یہاں تک کہ اپنے مالکوں کی طرف واپس لوٹے اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھے، وہ عورت جس کا خاوند اس سے ناراض ہو، نشے والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

اس حدیثِ پاک میں عورت کو بڑے عمدہ انداز میں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو زِندگی کے معاملات میں ناراض نہ کرے کیونکہ خاوند نے سارا دِن بڑی مشقت کے ساتھ روزی کما کر اس کے لئے لانا ہوتی ہے جس سے گھر کی گزر اوقات چلتی ہے۔
اگر وہ خاوند سے ناراض رہے گی تو خاوند ذِہنی طور پر پُرسکون نہ رہ سکے گا۔ اس طرح عورت کا ترش رویہ اس کے کام کاج پر بھی اثر انداز ہوگا جس سے گھریلو اخراجات بھی متاثر ہوں گے اسی وجہ سے شریعتِ مطہرہ نے اپنے خاوند کو ناراض نہ رکھنے کی ممانعت کی ہے تاکہ گھریلو زِندگی خوشحال رہے۔

خاوند کو خوش رکھنے کا اَجر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند کی آراستگی اور بھلائی کے لئے کوئی چیز اُٹھاتی یا رکھتی ہے اسے اس کے عوض میں ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے اور ایک گناہ معاف کردیا جاتا ہے اور ایک دَرَجہ بلند کیا جاتا ہے اور جو عورت اپنے شوہر کو خوش رکھتی ہے اور حاملہ ہوتی ہے اسے اتنا اجر دیا جاتا ہے جتنا رات کو عبادت کرنے والے اور دِن کو روزہ رکھنے والے اور اللہ عزّ وجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو ملتا ہے اور جب اسے دردِزہ لاحق ہوتا ہے تو ہر دَرد کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچّہ ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر دفعہ کے عوض میں بھی عورت کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

حقِّ زوجیت کا ادا کرنا

مرد کی نفسانی خواہشات کو پورا کرنا عورت کا فرض ہے یعنی بیوی خاوند کی خواہش کے مطابق اس کا حقِ زوجیت ادا کرے اور دِلی طور سے اپنے خاوند کے ساتھ محبت کرے کیونکہ بیوی کی محبت ہی تمام حقوق کی ادائیگی کا سبب بنتی ہے۔
حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بلائے تو عورت کو اس کا حکم ماننا چاہئے اگرچہ وہ کھانا پکانے میں مشغول ہو۔ (ترمذی)
میاں بیوی کا آپس میں جو تعلق ہے وہ بڑا پرکشش ہے آپس میں ان کی جو طبعی خواہش ہوتی ہے وہ کسی اور سے پوری نہیں ہوسکتی۔ اس لئے دونوں کے لئے ضروری ہے کہ جب ان میں سے کسی کو طبعی خواہش ہو تو دوسرا اس کی ضرورت کو بڑی وسعت قلبی کے ساتھ پورا کرے اگر میاں بیوی آپس میں بشری تقاضوں کو پورا نہ کریں گے تو یہ ایک دوسرے پر بڑی زِیادتی ہوگی مگر اس میں مرد کو عورت پر کچھ فضیلت دی گئی ہے کہ مرد جب عورت کو اپنے مقصد کے لئے بلائے تو اسے خدمت کے لئے حاضر ہوجانا چاہئے یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان کی گئی ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری

جان ہے، جس شوہر کو بیوی نے اس کے بلانے پر انکار کیا اس عورت سے اللہ عزّ وجل اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک کہ اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔ (مسلم)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کے بلانے پر انکار کر دیتی ہے تو اللہ عزّ وجل اس سے ناراض ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ اس سے راضی نہ ہو جائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک اور فرمان میں بتایا گیا ہے کہ فرِشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہ حدیث پہلے صفحات میں بھی مذکور ہو چکی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بُلائے اور وہ نہ آئے اور مَرد بیوی سے ناراض ہو تو صبح تک فرِشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (مسلم شریف)

اللہ عزّ وجل نے مرد کو اتنا مقام دیا ہے کہ عورت کو ہر طرح سے پابند کیا گیا ہے کہ وہ مرد کی اطاعت کرے۔ اگر وہ شوہر کے بلانے پر نہ جائے اور اس کا مرد اس سے ناراض رہے تو رات بھر فرِشتے اس عورت پر شوہر کا حکم نہ ماننے کی وجہ سے لعنت کرتے ہیں۔ یہ عورت کی کتنی بدنصیبی ہے کہ فرشتے اس پر لعنت کا اِظہار کریں۔

اللہ عزّ وجل نے حیاء کو پسند فرمایا ہے اس لئے بیوی کے پاس جانے میں حیاء کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ بیوی کے ساتھ سوتے وَقت اسلام کے مقرر کردہ آداب پر عمل پیرا ہونا چاہئے صحبت سے قبل میاں بیوی کا جسم پاک ہونا چاہے۔

کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ صحبت کرنے میں قبلہ کی طرف سے مُنہ پھیر لے اور اس سے محبت بھری باتیں کرے پھر اِظہارِ محبت سے اس کی حوصلہ افزائی کرے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنی بیوی پر جانور کی طرح نہ گرے، صحبت سے پہلے قاصد ہوتا ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ قاصد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بوس و کنار، جب کرنا چاہئے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اور اگر قُلْ هُوَ اللّٰه پڑھ لے تو اور بہتر ہے۔

خاوند کی عیب جوئی کی ممانعت

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو عورت خاوند کے عیب کو بیان کرے وہ دوزخ کی آگ اپنے اوپر تیز کر لے اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں کرے۔ (طبرانی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دُنیا میں کسی شخص پر عیب لگانے کے لئے ایسی بات کہے گا جس سے وہ بَری ہے تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ قیامت کے دِن اسے دوزخ کی آگ میں پگھلائے۔ (احیاء العلوم، جلد ۲)

حکایت

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دَور کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ شیخ الرئیس بو علی سینا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت گھر پر نہ تھے انہوں نے آپ کی بیوی سے آپ کے متعلق پوچھا، حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ کتنے بیوقوف ہو کہ ایک جھوٹے مکار انسان کو وَلی سمجھ کر اپنا وَقت برباد کر رہے ہو جس شخص کو تم ولی سمجھتے ہو، وہ اس وقت میرے لئے جنگل سے لکڑیاں لینے گیا ہوا ہے۔

بوعلی سینا جنگل کی طرف چلے گئے، راستے میں انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابوالحسن لکڑیوں کا گھٹا شیر پر لاد کر آ رہے ہیں، وہ بڑے حیران ہوئے اور ڈر کے مارے ایک درخت کے پیچھے چھپ گئے قریب آ کر حضرت ابوالحسن نے پکارا 'بوعلی سینا' سامنے آجاؤ اور شیر سے مت ڈرو۔ اب تو بوعلی سینا اور حیران ہوئے اور عرض کی، حضرت! میرا نام آپ کو کیسے معلوم ہوگیا؟ فرمایا اللہ عزوجل نے میرے دِل کو روشن کردیا ہے اس لئے وہ سب باتیں دِل میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بوعلی سینا نے آپ کو آپ کے گھر کا قصہ سنایا اور آپ کی بیوی کے آپ کے متعلق خیالات بتائے عرض کی کہ حضرت! آپ اتنے بڑے وَلی ہیں اور آپ کی بیوی اتنی گستاخ! آپ نے فرمایا، بوعلی سینا دیکھو انسان کو اوقات میں رکھنے کے لئے ان کی بیویوں کو ایسی ہی باتیں کرنی چاہئے۔ میری بیوی ایک سادہ لوح بکری کی مانند ہے میں اس کی سادہ لوحی کو برداشت کرتا ہوں اور اسی تحمل اور قوت برداشت کا نتیجہ ہے کہ میں نے اس شیر کو قابو کر رکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دِن میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ اگر تم مجھے ہوا میں پرندوں کی مانند اُڑ کر دکھاؤ تب میں تمہیں مانوں گی، میں نے اُسے اُڑ کر دکھایا مگر وہ بولی، تم اُڑتے تو ہو مگر تمہاری اُڑان پرندوں کی طرح نہ تھی اس لئے میں تمہاری ولایت کو نہیں مانتی۔ (اخبار الصالحین، ص ۸۲)

بہرحال بیوی کو چاہئے کہ خاوند کی عیب جوئی نہ کرے اور نہ ہی بدتمیزی والی زَبان استعمال کرے بلکہ اپنے آپ کو اپنے خاوند کی غیبت سے بچائے خاوند میں کوئی ناپسندیدہ عادت بھی ہو تو اسے دوسروں میں بیان نہ کرے، مگر اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس کو بُرائی خیال ہی نہیں کرتی لہٰذا جو عورت دُنیا اور آخرت میں اللہ عزوجل کی نظر میں اچھا رہنا چاہتی ہے تو اسے کبھی خاوند کی عیب جوئی نہ کرنی چاہئے۔

خاوند کو ستانے والی بیوی کے لئے حوروں کی بَد دُعا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب کوئی عورت اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے، اسے تکلیف نہ دے اللہ عزّ وجل تجھے ہلاک کرے کیونکہ یہ تیرے پاس چند روز کے لئے ہے عنقریب یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔ (ابنِ ماجہ)

بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو مختلف طریقوں سے تکلیف پہنچاتی ہیں اور خود کو حق بجانب خیال کرتی ہیں، حالانکہ انہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے خاوند سے گھریلو تعلقات استوار رکھیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر خاوند کو دُکھ پہنچانے سے گھر کا سکون خراب ہو جاتا ہے اور میاں بیوی بلکہ بچوں کے لئے زِندگی گزارنا مشکل ہو جاتی ہے۔

عورت کی اس عادت کو تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپسند فرماتے ہوئے فرمایا کہ خاوند کو ستانے والی بیوی کو حوریں بددعا دیتی ہیں۔

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اہلِ ایمان کو اگلے جہان میں جنّت میں داخل کیا جائے گا یہ جنّت سکون اور چین کا مقام ہے اس میں ہر جنّتی کو مسرت ہی مسرت ملے گی غم اور پریشانی بالکل نہ ہوگی جس طرح کہ دُنیا کی زِندگی میں پریشانی ہوتی ہے۔ اس جنّت میں مومن مردوں کے لئے نیک اور صالح بیویاں بھی ہوں گی اور ان کے علاوہ جنّت عورتیں یعنی حوریں بھی ہوں گی جو اس مومن مرد کو ہر لحاظ سے آسائش بہم پہنچائیں گی۔

خود کا معنیٰ ہے سفید رنگ والی عورت اور عین جمع ہے عیناء کی جس کا معنیٰ ہے بڑی آنکھ والی عورت، یہ عورتیں حسن و جمال میں بہت زِیادہ بڑھ چڑھ کر ہوں گی۔

مگر دُنیا والی جو عورتیں جنّت میں داخل ہوں گی وہ ان سے زِیادہ حسین وجمیل ہوں گی، حوریں اور جنّتی عورتیں مردوں کو ملیں گی، جنّتی مرد بھی بہت زِیادہ حسین وجمیل ہوں گے۔ آپس میں ان مردوں اور ان دونوں قِسم کی بیویوں کے درمیان بے انتہا محبت ہوگی، کسی کے دِل پر کسی کی طرف سے ذرا سا میل بھی نہ آئے گا یہ جنّتی حوریں منتظر ہیں کہ اپنے پیارے شوہروں سے ملیں جو ان کے لئے مقرر ہیں لیکن جب تک یہ شوہر دُنیا میں ہیں اس وَقت تک ان سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔

مرنے کے بعد قبر کی زِندگی گزار کر جب میدانِ محشر سے گزر کر جنّت میں جائیں گے تو یہ حوریں انہیں مل جائیں گی ان حوروں کو اپنے شوہروں سے اب بھی ایسا تعلق ہے کہ دُنیا والی بیوی سے جب جنّتی مرد کو ستاتی ہے تو جنت میں ملنے والی حوریں کہتی ہیں کہ اسے نہ ستا یہ تیرے پاس چند دِن ہے عنقریب یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا، اس کی قدر ہم کریں گی ہمارے ساتھ ہمیشہ رہنے والے شوہر کو تو تکلیف نہ دے، حوروں کی اس بات کی آواز دُنیا کی عورتوں کے کانوں میں تو نہیں آتی مگر خدا تعالیٰ

کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات اُمت کی عورتوں تک پہنچادی ہے جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں، حرام کام سے بچتے ہیں، روزہ نماز کے پابند ہیں ایسے لوگوں کی بیویاں زِیادہ ستاتی ہیں ان کی ایذا رسانی سے متاثر ہو کر جنتی حوریں ان کو بددعا دیتی ہیں کہ تمہارا بُرا ہو اس چند روزہ دُنیاوی مسافر کو نہ ستاؤ یہ تم سے جدا ہو کر ہمارے پاس آنے والا ہے لہٰذا عورتوں پر لازم ہے کہ حورعین کی بددعا سے بچیں۔

شوہر سے بغض رکھنے والی کی سزا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ معراج کچھ عورتوں کے عذاب دیکھے تھے جن میں سے ایک منظر یہ بھی ملاحظہ فرمایا، ایک عورت کتّے کی مانند ہے اور سانپ اور بچھو اس کے قبل (یعنی آگے) سے گھستے ہیں اور دُبر یعنی پیچھے سے نکلتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت سراپا عظمت میں بتایا گیا یہ اپنے شوہر سے بغض رکھنے والی تھیں۔ (درۃ الناصحین)

بیوی کو خاوند کے خلاف کرنے کی مذمت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو فریب دے کر شوہر کی مخالف بنادے یا کسی غلام کو دھوکہ دیکر اسے اپنے آقا کا مخالف بنادے۔

(مشکوۃ، ص ۲۸۲ بحوالہ ابو داؤد)

اس حدیثِ پاک میں اس بات کی نصیحت فرمائی گئی ہے کہ کوئی مرد عورت کسی عورت کو ورغلا کر اور سمجھا کر اس کے شوہر کی مخالفت پر آمادہ کردے اگر ایسی حرکت کرے گا تو وہ ایسا سخت مجرم ہوگا کہ اس کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ ہماری اُمت سے نہیں ہے۔

آہ! آج کل یہ بیماری بہت عام ہے بہت سے مرد و عورت اس بیماری کا شکار نظر آتے ہیں شوہر کو بیوی کے خلاف یا بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانے کو کمال سمجھتے ہیں اور اسی کو بہتر سمجھتے ہیں کہ کسی کا گھر بگاڑ دیں، ایسی حرکت کرنے والے اجنبی ہی نہیں ہوتے بلکہ رشتہ دار ہی ایسا کام زِیادہ کرتے ہیں۔

بہت سے ماں باپ یا بہن بھائی مرد کو اس کی بیوی کے خلاف اُبھار دیتے ہیں، عورت کی ماں بہن یا محلّہ کی عورتیں بیوی کو شوہر کے خلاف اُبھارتی ہیں کہ دیکھ تجھے ایسا ایسا کہا ہے تو کوئی گرے پڑے گھر کی تھوڑی ہے، جو باتیں سنیں گی۔ تیرا زیور بھی بیچ کھایا، کپڑے بھی وہی تیرے ماں باپ کے گھر کے ہی چل رہے ہیں کیسے شوہر کے پہلے بندھی ہے ایسی باتیں کر کے اس کا دِل پھیکا کیا جاتا ہے اور وہ شوہر سے لڑتی رہتی ہے اور شوہر بھی بُری طرح پیش آتا ہے اور بدمزگی بڑھتے بڑھتے طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور یہ بھڑکانے اور اکسانے والے تماشے دیکھتے ہیں۔

اللہ عزوجل بڑا بے نیاز ہے ہمیں اس کے خوف سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے کہ آج ہم کسی کے حق میں بُرے ہیں تو کل یہی سب کچھ ہمارے آگے آجائے اور ہم بھی کہیں دُنیا کا تماشا بن کر رہ جائیں۔

ایک عبرتناک حکایت

بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی تھا جو کپڑ ابناتا تھا اس کی بیوی بنی اسرائیل کی تمام عورتوں سے زِیادہ خوبصورت تھی اس کے حسن کی شہرت بنی اسرائیل کے اس وَقت کے ایک ظالم بادشاہ تک پہنچی۔ اس بادشاہ نے اس عورت کے پاس ایک بڑھیا کو بھیجا اور کہا تم اس کو اس کے خاوند کے خلاف کردو اور کہو کہ تم اتنی خوبصورت ہونے کے باؤ جود ایک کپڑ ابنانے والی کے پاس ٹھہری ہو۔ اگر تم میرے پاس ہوتی تو میں تجھے سونے سے لاد دیتی، تجھے ریشم پہناتی اور نوکر چاکر تیری خدمت کو مقرر کرتی؟ چنانچہ اس بڑھیا نے ایسا ہی جا کر کہا۔ حسین وجمیل عورت اپنے خاوند کیلئے روزہ اِفطاری پیش کرتی تھی اور اس کا بستر سنوراتی تھی اس نے یہ خدمت چھوڑ دی اور خاوند کے حق میں بگڑ گئی تو خاوند نے پوچھا! تجھے کیا ہوگیا ہے؟ تمہاری ایسی بدخلقی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی؟ تو عورت نے کہا! بس ٹھیک ہے جو میں نے کیا ہے تو تم دیکھ ہی رہے ہو تو اس نیک آدمی نے اس کو طلاق دے دی اور اس ظالم بادشاہ نے شادی رچالی۔

جب وہ حجلۂ عروسی میں گیا اور پردے چھوڑ دیئے تو بادشاہ اندھا ہوگیا اور وہ عورت بھی اندھی ہوگئی تو بادشاہ نے چاہا کہ چلو اس کو ہاتھ سے تو چھولوں تو اس کا وہ ہاتھ بھی خشک ہوگیا پھر اس عورت نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو چھونا چاہا تو اس کا ہاتھ بھی خشک ہوگیا اور یہ دونوں بہرے اور گونگے ہوگئے اور ان کی شہوت مٹا دی گئی۔ جب صبح ہوئی تو پردے ہٹائے گئے تو یہ بہرے، اندھے اور گونگے پائے گئے اور ان کی خبر بنی اسرائیل کے نبی علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی، تو انہوں نے اللہ عزّ وجل عرض کیا کہ الٰہی ! یہ کیا ماجرا ہے؟ تو اللہ عزّ وجل نے ارشاد فرمایا، میں ان کو کبھی معاف نہ کروں گا کیا یہ دونوں یہ سمجھتے تھے کہ جو کچھ انہوں نے اس کپڑ ابنانے والے کے ساتھ کیا ہے، میں اس کو نہیں دیکھتا تھا۔

سوکن کے ساتھ سلوک

نسائی کی رِوایت ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میرے شوہر نے دوسری شادی کرلی ہے اور میں اپنی سوکن کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتی کیا میں اس کو جلانے کے لئے یہ کہہ سکتی ہوں کہ میرے خاوند نے مجھے فلاں چیز دی ہے حالانکہ خاوند نے نہیں دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے خاتون! اللہ عزّ وجل سے ڈر (تجھے اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے) اور سوکن کے ساتھ اچھا سلوک کیا کر۔ تیرا یہ کہنا ہے کہ میرے خاوند نے فلاں چیز دی اور فلاں چیز دی حالانکہ اس نے نہیں دی ہے۔ یہ صریح جھوٹ اور بڑا گناہ ہے۔

اگر تم سوکن کے ساتھ بُرے برتاؤ سے پیش آؤ گی تو اس میں اس کا کچھ نہ بگڑے گا تمہاری زِندگی ہی تباہی میں پڑ جائے گی اس لئے کہ تمہارا خاوند تم سے ناراض رہے گا اور ہر حال میں تمہیں خاوند کو خوش رکھنا ہے۔ البتہ تمہارا خاوند تمہارے حقوق میں کمی کرے

تو تم اس کا مطالبہ کرسکتی ہو اور وہ بھی لڑنے جھگڑنے سے حاصل نہ ہوگا بلکہ اور ناچاکی ہوگی حقوق طلب کرنا ہوں تو محبت کے پیرائے میں طلب کرو۔

یہ حقیقت ہے کہ عورت میں فطری طور پر دِل آویزی کے سامان موجود ہیں۔ ناز وادا، عشوہ وانداز، شوخی ولطافت، حسن وصورت، گفتار ورفتار غرض کہ ہر چیز دلربا اور بے ساختہ اپنی طرف متوجہ کرنے والی موجود ہے۔

پھر عورت اگر باطنی حسن سے آراستہ ومزین ہو یعنی شیریں کلامی، اطاعت گزاری، خوش اخلاقی، نیک کرداری اور عادت حسنہ اس میں موجود ہوں تو نہایت آسانی سے خاوند کے دِل کو تسخیر کرسکتی ہے۔

ان تمام باتوں کے باؤجود میں تو یہ کہوں گا کہ تم صاحبِ ایمان والے ہو اور ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس بات کا حکم دیں اس پر عمل کریں اور جس امر سے منع فرمائیں اس سے دُور رہنا چاہئے۔ خصوصاً اس دَور میں تو سخت شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنی ایمانی طاقت کو بیدار کریں۔

دو سکنوں کی حکایت

بغداد میں ایک تاجر تھا جس کی شادی ہوچکی تھی کچھ دِنوں بعد اس نے دوسری شادی کرلی۔ پہلی بیوی کو اس شادی کا کوئی علم نہ تھا تاہم یہ بھید کب تک چھپا رہ سکتا تھا اسے پتہ چل گیا لیکن اُس نے اپنے شوہر سے اس بارے میں کچھ بھی نہ کہا۔ کچھ مدّت کے بعد شوہر کا انتقال ہوگیا اس نے ترکہ میں آٹھ ہزار دِینار چھوڑے اس خاتون نے سات ہزار دِینار تو لڑکے کو دیئے بقیہ ایک ہزار میں سے نصف کو خود لے لیا اور بقیہ نصف دوسری بیوی کو بھیج دیا اور کہلوایا تمہاری شادی میرے شوہر کے ساتھ ہوچکی تھی اب ان کا انتقال ہوگیا ہے ان کے ترکے میں پانچ پانچ سو دِینار کی تھیلی ملی تو اس نے لینے سے انکار کردیا اور کہلا بھیجا یہ صحیح ہے کہ میری شادی ان کے ساتھ ہوئی تھی لیکن کچھ دِن ہوئے انہوں نے مجھے طلاق دے دی تھی اور اس کا کاغذ موجود ہے لہٰذا اب میں اس رقم کی حقدار نہیں۔ (بحوالہ تاج کراچی شمار ۷۳ء)

سبق » پہلے دَور کی ایسی نیک دِل اور سچّی مسلمان عورتیں قابلِ رشک ہیں حالانکہ سوکنوں کا رشتہ ایک ایسا رشتہ ہے جس کی بدولت ان کی آپس میں لڑائی عروج پر ہوتی ہے اور خاوند کیلئے جینا حرام ہوجاتا ہے ایک دوسرے کی ایسی دشمن ہوتی ہیں کہ ان کا نام لینا بھی انہیں گوارا نہیں ہوتا، مگر ان دوسکنوں کا کردار دیکھئے کہ پہلی کس فراخدلی اور دیانت کے ساتھ اس کا حصّہ بھجواتی ہے اور دوسری سچائی کے ساتھ پانچ سو دِینار واپس کردیتی ہے کہ اب میں اس کی حقدار نہیں۔ لیکن آج کل کی سوکنوں کا کردار اس واقعہ کے بالکل برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین بِجاہِ النّبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ساس اور بہو میں جھگڑے کا حل

اگر ساس اور بہو میں جھگڑا ہوجائے تو سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ ہمیشہ نازک ہے۔ ماں کے بھی حقوق ہیں اور بیوی کے بھی، اس لئے کسی کی حق تلفی نہیں ہونی چاہئے۔

عام طور پر ساس اور بہو کے جھگڑوں کی بنیاد عموماً اقتدار کی خواہش ہوتی ہے ساس کہتی ہے کہ میرا اور صرف میرا حکم چلے اور بہو کہتی ہے کہ میری اہمیت کو بھی محسوس کیا جائے کچھ ناتجربہ کاری کی وجہ سے غلطیاں بھی ہوجاتی ہیں۔ ساس بہو کی اس جنگ میں ہر روز لڑائی جھگڑے کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور بیٹے کی پوزیشن بہت نازک ہوجاتی ہے کبھی تو ماں اسے ڈانٹتی ہے کہ تم نے بیگم کو سر پر چڑھا رکھا ہے اور کبھی بیوی روتی ہے کہ تمہاری ماں نے میرا جینا دوبھر کر رکھا ہے اس طرح آدمی اُلجھن میں پڑ جاتا ہے کہ کس کا ساتھ دوں، اگر صبر کرتا ہے اور غیر جانبدار رہتا ہے تو جھگڑا اور بڑھتا ہے۔

ماں کو کچھ کہتا ہے تو وہ بددعائیں دینے لگتی ہے بیوی کو کچھ کہے تو وہ روٹھ جاتی ہے اور جوانی میں بیوی کی ناراضگی برداشت نہیں ہوتی، سچ پوچھئے تو آپ کی عقل مندی، فرمانبرداری اور دانشمندی کے امتحان کا یہی وَقت ہے اگر آپ ایسے نازک لمحات سے بخیر و بخوبی گزر گئے اور آپ نے دونوں کو راضی رکھا تو یقیناً آپ کامیاب و کامران ہوں گے۔

یاد رکھئے! جنّت ماں کے قدموں تلے ہے اس کی خدمت کے بغیر جنّت میں جانا ممکن نہیں ہے اور اس کا خیال بھی کیا جائے کہ بیوی کے حقوق بھی آپ پر ہیں اس کی حق تلفی بھی نہ ہونے پائے پس دونوں کو نرمی، محبت، اخلاق اور دلیل سے قائل کرنے اور سمجھانے سے کام لیں اس طرح ان شاءَ اللہ عزّوجل معاملہ سلجھ جائے گا۔

ایسے جھگڑوں کے حل کرنے میں 'کچھ دو اور کچھ لو' کا اصول بڑا مفید ثابت ہوتا ہے والدہ کو سمجھائیں کہ یہ آپ کی بیٹی ہے اور بیٹیاں غلطیاں کرتی ہیں تو اسے نرمی سے سمجھایا جاتا ہے ان کی خطاؤں سے درگزر کی جاتی ہے اور ان کی رہنمائی آپ جیسی بُزرگ خاتون کا کام ہے اور بیوی کو سمجھائیں کہ تمہاری ساس تمہاری ماں کا درجہ رکھتی ہے اور ماں کی خدمت کرنا عین سعادت ہے وہ تمہاری بُزرگ ہے اور بزرگوں کی عزّت کرنا اور ان کا حکم ماننا اور انہیں خوش رکھنا تمہارے لئے دِین وُدنیا اور آخرت میں خوشی اور کامیابی کا باعث ہے۔ لہٰذا ہٹ دھرمی، ضد، گستاخی و نافرمانی سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح آپ خوش دِلی اور ضبط وتحمل سے کام لے کر ایسے جھگڑوں کو سلجھانے کی کوشش کریں گے تو اللہ عزّوجل آپ کی ضرور مدد فرمائے گا اور آپ کامیاب ہوں گے۔

زمانۂ حمل کی احتیاط و تدابیر

۱۔ حمل کے زمانہ میں عورت کو اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ ایسی ثقیل غذائیں نہ کھائے جس سے قبض پیدا ہوجائے اور اگر پیٹ میں ذرا گرانی معلوم ہو تو ایک وَقت کا کھانا بالکل کم یا بالکل نہ کھائیں بلکہ صِرف شوربہ گھی ڈال کر پی لی یا منقی تین تولہ کھالیں۔

۲۔ حاملہ کو چاہئے کہ چلنے پھرنے کی عادت رکھے کیونکہ ہر وقت بیٹھے اور لیٹے رہنے سے سستی بڑھ جاتی ہے اور معدہ خراب ہوکر قبض کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے۔ رفع قبض کے لئے روغن بادام یا مربہ ہرڑ یا گلقند تین تولہ کھلائیں کوئی تیز دوا دست لانے والی ہرگز نہ کھلائیں۔

۳۔ اگر حاملہ کو قے آنے لگے جو کہ عموماً دوسرے مہینے سے شروع ہوکر چوتھے مہینے تک رہتی ہے جس کے علاج کے لئے چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ اگر اس قدر شدت کر جائے کہ حاملہ کمزور ہوجانے کا اندیشہ ہو تو مربہ آملہ، زرشک اور الائچی خورد وغیرہ ساتھ کوٹ اور ملا کردیں آلو بخارا منہ میں رکھنے کی ہدایت کریں۔ پودینہ کی چٹنی بھی مفید ہے۔

۴۔ حاملہ کو چاہئے کہ چلنے میں پاؤں زور سے زمین پر نہ پڑے اور نہ دَوڑ کر چلے اور نہ ہی اونچی جگہ سے نیچے کو ایک دَم جھٹکے کے ساتھ نہ اُترے اور سیڑھی پر دوڑ کر نہ چلے بلکہ آہستہ آہستہ چڑھے غرض اس کا خیال رکھے کہ پیٹ زِیادہ نہ ملے، نہ بھاری وَزن اُٹھائے نہ سخت محنت کا کام کرے نہ خوشبو زِیادہ سونگھے۔

۵۔ اگر حاملہ کو حمل کی حالت میں خون آنے لگے تو اس کو روکنے کے لئے یہ نسخہ مفید ہے گل ارمنی، طباشیر، کہربا شمعی، چینا گوند، گیرو، سنگجراحت، دم الاخوین، مازو سبز، گوند کتیرا، نبات سفید تمام ادویہ برابر وزن لے کر کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔

مقدار خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک پانی، یا حسب ذیل خیساندہ سے دیں۔

حب آلاس، جڑ انجبار، تخم خرفہ ہر ایک تین ماشہ گاؤزبان کے عرق یا پانی بارہ تولہ میں پیس کر چھان لیں اگر یہ دوا بروقت تیار نہ ہو تو بازار سے قرص کہربا پنسار سٹور سے حاصل کر کے استعمال کریں اگر آرام نہ آئے تو کسی مقامی طبیب سے رجوع کریں۔

۶۔ اگر حمل گر جانے کی عادت ہو تو اس عورت کو چار مہینے تک پھر ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ گرم غذاؤں سے بالکل پرہیز رکھے بوجھ وغیرہ اور زیادہ مشقت سے بچے اگر حمل گرنے کے کچھ آثار ظاہر ہوں مثلاً پانی جاری ہوجائے یا خون گرنے لگے تو فوراً اپنے مقامی طبیب کو بلائیں۔

۷۔ اگر حاملہ کی بھوک بند ہوجائے تو مٹھائی اور مرغن غذائیں چھڑوادیں اور سادہ غذائیں استعمال کرے اگر پیٹ میں درد اور ریاح معلوم ہو تو جوارش کونی یا حب کبد نوشادری حسب حالات کھلائیں تیز دواؤں کے استعمال اور انجکشن سے بچنا بہتر ہے۔ بہرحال اسی دَوران علاج سے احتیاط کو مقدم جانئے۔

۸۔ حاملہ عورت کو شوہر کے پاس نہیں سونا چاہئے خصوصاً چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد بہت زِیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

علاوہ ازیں حاملہ کے امراض اور علاج کیلئے میری کتاب 'سنتیں اور ان کی بَرکتیں' کے صفحہ ۳۴۸ سے ۳۵۳ تک استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

حمل کے دَوران ماں کی ذہنی حالت

انسانی دماغ کی صلاحیتوں کا یقین بچے کے پیدائش سے پہلے ہوجاتا ہے۔ امریکہ ڈاکٹروں کی تازی ترین ریسرچ کے مطابق رحم مادر میں دماغ اس وَقت بننا شروع ہوجاتا ہے جب حمل کو صِرف دَس ہفتے گزرے ہوں گے اس وقت دماغ کی تشکیل کیلئے جونقشہ بنتا ہے وہ زِندگی کے آخری دِنوں تک سیکھنے کی صلاحیتوں پر اثر انداز ہوتا ہے اس تحقیق سے یہ تاثر غلط ثابت ہوگیا ہے کہ انسانی دماغ پیدائش کے بعد ایک ایسا گول پتھر ہوتا ہے جسے قدرت حالت اور تجربات کے ساتھ کوئی شکل دے دیتی ہے تجربہ کے دَوران یہ بات سامنے آتی ہے کہ رحم مادر میں بچے کی تشکیل کے دَوران جب حمل کے دس ہفتے اور دماغ بننے کا عمل شروع ہوتا ہے تو ان دونوں کی ذہنی حالت اور خوراک بہت متاثر ہوتی ہے اور کس حد تک پریشان یا خوش وخرم رہتی ہے اس لئے اس پیریڈ میں ماؤں کو پریشانیوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ اپنی خوراک کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ پیدائش کے بعد کے ابتدائی دس برس بھی دماغی صلاحیتوں کی نشوونما کے حوالے سے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں، پیدائش کے بعد بچے کے ذِہن میں کروڑوں نئے کنکشن تشکیل پاتے ہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کا استعمال ممکن بنایا جائے۔ دماغی ماہرین کا کہنا ہے کہ انسانی ذِہن کی نشوونما دس برس کی عمر میں اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ ابتدائی برسوں میں اگر بچے کو تحریک دینے والا ماحول فراہم نہ کیا جائے تو بھی اس کی دماغی حالت متاثر ہوگی محققین نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ جو بچے پیدائش کے بعد ابتدائی برسوں میں اپنے والدین کی براہ راست پرورش سے محروم رہیں ان کے دماغ کے ترقی بیس سے تیس فیصد تک متاثر ہوتی ہے۔ (امریک ویمن پسٹری رپورٹ)

زچہ کی تدابیریں

۱۔ حاملہ کو جب نواں مہینہ شروع ہو جائے تو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے تاہم اس ادوار میں حاملہ کو طاقت پہنچانے کی ضرورت ہے لہٰذا درج ذیل تدابیریں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

روزانہ گیارہ عدد بادام مصری پیس کر چٹائیں اور دو عدد ناریل اور شکر دونوں کو کوٹ کر سفوف بنالیں اور دو تولہ روزانہ کھلائیں دودھ جس قدر ہضم ہو سکے پلائیں اور مکھن بھی کھلائیں کہ ان کی وجہ سے بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ پھلوں میں سے سیب وغیرہ مفید ہے۔

۲۔ پیدائش کے وَقت کسی سمجھدار دائی یا لیڈی ڈاکٹر کو ضرور بلانا چاہئے اناڑی دائیوں کی غلط تدبیروں سے اکثر زچہ اور بچہ کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

۳۔ پیدائش کے بعد زچہ کے بدن پر چند دِنوں تک تیل کی مالش کرائی جائے جیسا کہ پُرانا طریقہ ہے اور یہ بہت مفید ہے۔

۴۔ جس عورت کا دودھ کم ہوتا ہے اگر وہ دودھ آسانی سے ہضم کرسکتی ہے تو اس کو روزانہ دودھ پینا چاہئے نیز مغزیات، حلوہ گاجر وغیرہ بھی مفید ہے۔ یہ نسخہ بھی مفید ہے کلونجی ۳ گرام، سفید زیرہ ۳ گرام، اسگندھ ۵ گرام، بنولوں کی گریاں ۱۰ تولہ کوٹ پیس کر سفوف بنالیں صبح وشام ۶ ماشہ ہمراہ دودھ گائے۔

پیدائش کے بعد بچّوں کی احتیاط اور تدابیر

۱۔ پیدائش کے بعد بچے کو پہلے نمک ملے ہوئے نیم گرم پانی سے نہلائیں پھر اس کے بعد سادہ پانی سے غسل دیں تو بچہ پھوڑے پھنسی کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نمک ملے ہوئے پانی سے بچہ کو تھوڑے دِنوں تک نہلاتے رہیں تو یہ بچوں کی تندرستی کے لئے بہت مفید ہے اور نہلانے کے بعد سرسوں کے تیل کی مالش بچوں کی صحت کے لئے بہتر ہے۔

۲۔ بچوں کو دودھ پلانے سے قبل روزانہ دو تین مرتبہ ایک اُنگلی شہد چٹادیا کریں تو یہ بہت مفید ہے۔

۳۔ بچوں کو خواہ جھولے میں جھلائیں یا بچھونے پر سلائیں یا گود میں کھلائیں ہر حال میں اس کا سر اونچا رکھیں، سر نیچا اور پاؤں اونچے نہ ہونے دیں۔

۴۔ پیدائش کے بعد بچوں کو ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں پر روشنی بہت تیز ہو کیونکہ تیز روشنی میں رہنے سے بچے کی نظر کمزور ہوجاتی ہے۔

۵۔ جب بچے کا دودھ چھڑوانے کا وقت آئے اور بچہ کچھ کھانے لگے تو بچے کو کوئی سخت چیز ہرگز چبانے کو نہ دیں بلکہ نہایت ہی نرم غذا دینی چاہئے جو جلد ہضم ہو جائے اور گائے یا بکری کا دودھ بھی پلاتے رہیں اور پھل وغیرہ بھی بچے کو کھلاتے رہیں۔ نیز بچوں کو بار بار غذا نہیں دینی چاہئے جب تک پہلی غذا ہضم نہ ہو جائے۔

۶۔ بچوں کو مٹھائی اور کھٹائی کی عادت سے بچانا چاہئے یہ دونوں چیزیں بچوں کی صحت کے لئے مضر اور نقصان دینے والی ہیں سوکھے اور تازہ میووں کا بچوں کو کھلانا بہت اچھا ہے۔

۷۔ بچوں کی شیر خوارگی کی عمر دو سال ہے۔ اگر خدانخواستہ ماں اور باپ دونوں چل بسیں تو اس کے دیگر ورثہ کو دودھ پلانے کا انتظام کرنا چاہئے۔ ماں بیماری اور نقاہت کی صورت میں عام دودھ سے بھی بچے کی نشو نما کر سکتی ہے اسلام نے یہ بھی اجازت دی ہے کہ والدہ کے علاوہ دوسری عورت بھی بچہ کو دودھ پلا سکتی ہے اور رضاعی ماں کا درجہ بھی تقریباً حقیقی ماں کے برابر ہے۔

۸۔ نیز ہر روز بچے کا ہاتھ مُنہ گلا، کان اور چڈھے وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں میل کے جمنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں۔

۹۔ جب بچہ پیشاب پاخانہ کرے فوراً پانی سے دھلا دیا کریں خالی کپڑے سے پونچھنے پر اکتفا نہ کریں اس سے بچے کے بدن میں خارش اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے اور اگر موسم سرد ہو تو نیم گرم پانی استعمال میں لائیں۔

۱۰۔ بچہ کو صاف ستھرا رکھیں گرمی میں اس کو روزانہ نہلائیں اور سردی میں گرم پانی سے دوپہر کے وَقت نہلائیں کہ اس سے تندرستی قائم رہتی ہے۔

۱۱۔ رات کے وقت روزانہ اس کی آنکھوں سے سرمہ لگایا کریں۔

۱۲۔ عورت کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں تو کبھی اور ڈراوٴنی چیزوں سے اس بچے کا دِل کمزور ہو جاتا ہے۔

ماں کے دودھ کے فوائد

قرآنِ مجید میں ہے، ماں اپنے بچے کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ (بقرہ، ۲۳۲)

شیر خوار بچوں کے لئے ماں کا دودھ بڑی اہمیّت کا حامل ہے اور بے حد قیمتی تحفہ ہے، جو ماں اپنے بچوں کو دیتی ہے اس کا کافی گہرا اثر دونوں کی صحت اور ان کے اعضاء کے نشو و نما پر پڑتا ہے اور کسی صورت میں بوتل کا دودھ ماں کے دودھ کا بدل نہیں ہو سکتا۔ ماڈرن خواتین کا یہ غلَط خیال ہے کہ ان کا خود اپنا دودھ پلانا ایک قدیم فرسودہ اور حیوانی طریقہ ہے جس کو وہ قدامت پرستی، جہالت اور غربت کی نشانی سمجھتی ہیں۔ حالانکہ یہ فعل منشائے قدرت کے عین مطابق ہے جو ربِّ کائنات ہر نومولود کے لئے اس مشینری کو جاری فرما دیتا ہے جس کے ہر بوند میں رَحمت، طاقت و محبت ہوتی ہے۔ ماڈرن ہیلتھ سائنس نے یہ ثابت کر دیا کہ

نومولود کے ماں کے دودھ میں نہ صرف وافر غذائی اجزاء بلکہ بعض امراض کے لئے مدافعت کے طور پر ضرور ہارمون بھی ملتے ہیں جو اس کی صحت اور نشوونما کے لئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

ماں کے دودھ میں قدرتی طور پر شکر ہوتی ہے وہ نہ صرف پروٹینز اور کیلشیم کے ہضم میں مدد کرتی ہے لیکن بچوں کی آنکھوں میں ایسی تیزابیت پیدا کرتی ہے جو بچہ کی آنتوں میں عفونت اور جراثیم کو کم کردیتی ہے جس سے ان کے وبائی امراض سے بچاؤ میں مدد ملتی ہے۔

اں کے دودھ میں Lysoaomes کی موجودگی اور ابتدائی ایام کے 24 اور 45 گھنٹوں کے دودھ میں Colostrum (دودھ کی چیک) جس میں بہت زیادہ مقوی اور جراثیم کش ہوتا ہے اور تقویت کا باعث ہوتا ہے اب اس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے یہ چیزیں نہ صرف جراثیم کو ہلاک کرتی ہیں بلکہ بچوں کو عام امراض مثلاً چیچک، پولیو، گلھڑ، گردن توڑ بخار، انفلوئنز اور نمونیا سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ خاصیت صرف ماں کے دودھ میں ہے لیکن گائے، بھینس، بکری کے دودھ میں یہ ہارمونز نہیں پائے جاتے۔

پیدائش کی اسلامی رسم

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اپنی نعمتوں میں سے ایک نعمت اولاد بھی دی ہے اور اولاد کو بڑی خوش بختی سمجھا جاتا ہے مگر اولاد کا نیک ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ نیک اولاد والدین کی زندگی کا بڑا قیمتی سرمایا ہے۔

مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے والے بچے کے کانوں میں سب سے پہلے اذان دی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی سنت ہے کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بذاتِ خود حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کان میں نماز والی اذان دی جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر ان کی ولادت ہوئی۔ (ترمذی، ابوداؤد)

ابویعلیٰ کی ایک روایت ہے کہ ایک موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس گھر میں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے وہ بچہ ام العبیاذ کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔

تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر اقامت پڑھنے کی تعلیم و ترغیب دی ہے اور اس کی بَرَکت بیان فرمائی ہے۔ (کنزالعمال)

تحنیک ﴿ اذان کے بعد بچے کے مُنہ میں میٹھی چیز ڈالنا بھی سنّت ہے۔ جسے تحنیک کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کھجور چبا کر بچے کے مُنہ میں لگادی جاتی، یا تالو پرمل دی جاتی۔ اس بارے میں حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس نومولود بچوں کو لایا جاتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے حق میں بَرَکت کی دُعا فرماتے اور ان کے تالو میں کھجور چبا کر لگادیتے۔ ہجرت کے وَقت مدینۂ منورہ میں مسلمانوں کے ہاں جو سب سے

پہلے بچہ پیدا ہوا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب ابن زبیر پیدا ہوئے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں دیا گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خرما منگوایا اور اسے چبا کر اپنا لعابِ دہن بچہ کے مُنہ میں ڈالا اور خرما تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دُعا فرمائی۔

اچھا نام بچے کا اچھا سا نام رکھنا بھی والدین کا فرض ہے، کیونکہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ آدمی سب سے پہلے اپنی اولاد کو جو تحفہ دیتا ہے وہ اس کا نام ہے لہٰذا نام اچھا رکھنا چاہئے کیونکہ تم قیامت کے دِن اپنے باپ کے ناموں سے پُکارے جاؤ گے اس لئے تم اچھا سا نام رکھو۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے سب سے پیارے نام عبداللہ، عبدالرحمٰن اور اس جیسے ہیں۔ (صحیح مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبیوں کے ناموں پر نام رکھا کرو۔ (سنن ابو داؤد)

عقیقہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں روز بچے کے سر کے بالوں کو منڈوا کر چاندی کے برابر تول کر اس چاندی کو صدقہ و خیرات کر دینا چاہئے اور اس کے بعد بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے میں گروی رکھا ہوا ہے۔ ساتویں روز اس کی طرف سے کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اسی دِن اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بالوں کو منڈوا دیا جائے۔

حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بیٹے کیلئے عقیقہ ہے سو اس کی طرف سے جانور کی قربانی دو، اور گندگی صاف کرو، سر کے بالوں کو منڈوا دو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزّ وجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی اور فرمایا، اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کا سر منڈواؤ اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو، سو انہوں نے بالوں کا وزن کیا تو ایک دِرہم کے برابر یا کچھ کم نکلے جس کے برابر چاندی صدقہ کر دی گئی۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے گھر میں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کے عقیقہ کے طور پر قربانی کرنا چاہئے تو عقیقہ کی قربانی لڑکے کے لئے دو بکریاں اور دختر کے لئے ایک بکری ہے۔ (ابو داؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نوزائیدہ بچے کی طرف سے خدا کے شکر میں ذبح کیا جاتا ہے لڑکے کی جانب سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک ہے۔ اگر کسی وجہ سے ساتویں دِن عقیقہ نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیس تاریخ

یا جب ممکن ہو کر دینا چاہئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقیقہ ساتویں یا چودھیں یا اکیس روز کیا جائے۔

ختنہ ختنہ جتنی چھوٹی عمر میں ہو جائے بہتر ہے، تکلیف بھی کم ہوتی ہے اور زخم بھی جلدی بھرتا ہے۔ بچے کا ختنہ کرنا سنّت بھی ہے کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساتویں روز حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختنہ کروایا۔ ختنہ ایک خالص مسلمانی اصول اور نشانی ہے، بعض مذاہب میں ختنہ کا اصول اور رواج نہیں جن جن مذاہب میں ختنہ نہیں ہوتا وہاں بعض ایسی بیماریاں ہیں جو ان لوگوں میں نہیں جن کا ختنہ ہوتا ہے۔

ختنہ اور جدید سائنس

ڈاکٹر واچر نے ختنے کے متعلق تحقیق میں وضاحت کی ہے کہ جن کے ختنے ہوں گے وہ شرمگاہ کے سرطان سے بچ جاتے ہیں۔ اگر ختنے نہ کئے جائیں تو پیشاب کی بندش اور گردے کی پتھری کے خطرات موجود رہتے ہیں بلکہ بے شمار مریض ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے پتھری کے مریض ہوتے ہیں۔ ختنہ سے مرد غیر ضروری شہوت اور خیالات کے انتشار سے بچ جاتا ہے۔ بعض خطرناک بیماریوں کے جراثیم عضوِ مخصوص کے گھونگھٹ میں پھنس کر اندر ہی اندر بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جس سے عضوِ مخصوص میں اکیزیما خارش اور الرجی ہو جاتی ہے۔ عورتوں میں اس کے بُرے اثرات پڑتے ہیں کیونکہ یہی امراض مردوں کے ذریعے عورتوں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ آتشک سوزاک اور خطرناک الرجی کے مریضوں میں مرض کی پیچیدگی صِرف ان مریضوں کو ہوتی ہے جو ختنے کے بغیر ہوتے ہیں۔ (سائنس اور دُنیا)

اطباء اور بعض ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ بچے کے ختنے نہ کئے ہوئے ہوں اور وہ مرض ام صبیان جس میں بچہ بے ہوشی کے خطرناک دَردوں میں مبتلا ہو تو ختنے کر دینے سے جلد شفایاب ہو جاتا ہے اور اس سے بہتر اور کوئی علاج غیر مختون مریض بچے کا نہیں ہے۔ بعض غیر مختون مردوں کی اولاد نہیں ہوتی، یا کم عمر میں ہی فوت ہو جاتی ہے اطباء اس کا علاج ختنہ تجویز کرتے ہیں بے اولادی کا یہ بڑا کامیاب علاج ہے۔

اولاد کی تربیّت کس طرح کی جائے

حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد اور اپنے دادا سے رِوایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اچھی تعلیم و تربیت سے زِیادہ ایک باپ کا اپنی اولاد کے لئے کوئی عطیہ نہیں ہے۔ (ترمذی شریف)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ رَحمت نشان ہے، آدمی کے لئے کسی کو خیرات میں ڈھیر سارا مال دینے سے بہتر ہے کہ اپنے بیٹے کی اچھی تربیّت کرے اور ان کو نیک عادتیں سکھانے میں روپیہ خرچ کرے۔ بچپن میں جو اچھی یا بُری عادتیں بچوں میں پختہ ہو جاتی ہیں وہ عمر بھر نہیں چھوٹتیں ہیں اس لئے ماں باپ کو لازم ہے کہ

بچوں کو بچپن میں اچھی عادتیں سکھائیں اور بُری عادتوں سے بچائیں۔ جو لوگ یہ کہہ کر کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہوگا تو ٹھیک ہو جائے گا، بچوں کو شرارتوں اور غلط باتوں سے نہیں روکتے، وہ لوگ درحقیقت بچوں کے مستقبل کو خراب کرتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد بچوں کے بُرے اخلاق اور گندی عادتوں پر روتے اور ماتم کرتے ہیں، لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ بچپن ہی میں اگر بچوں کی کوئی شرارت یا بُری عادت دیکھیں تو اس پر روک ٹوک کرتے رہیں بلکہ سختی سے ڈانٹے پھٹکارتے رہیں اور طرح طرح سے بُری عادتوں کو بچوں کے سامنے ظاہر کر کے بچوں کو ان خراب عادتوں سے نفرت دِلاتے رہیں اور بچوں کی خوبیوں اور اچھی عادتوں پر خوب شاباش کہہ کر ان کا من بڑھائیں بلکہ کچھ انعام وغیرہ دے کر ان کا حوصلہ بلند کریں۔ نیز بچوں کی نگہداشت اور تربیت میں درج ذیل امور کو پیش نظر ضرور رکھئے۔

۱۔ بچوں کی ہر ضد پوری مت کیجئے کیونکہ اس سے بچوں کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور وہ ضدی ہو جاتے ہیں اور یہ عادت عمر بھر نہیں چھوٹتی۔

۲۔ بچوں کو بچپن ہی سے اس بات کی عادت ڈالو کہ وہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں، اپنا بچھونا خود اپنے ہاتھ سے بچھائیں اور صبح کو خود اپنے ہاتھ اپنا بستر لپیٹ کر اس کی جگہ پر رکھیں اور اپنے کپڑوں اور زیورات وغیرہ کو بچیاں خود سنبھال کر رکھیں۔ لڑکیوں کو برتن دھونے اور کھانے پکانے، گھر اور سامان کی صفائی اور سجاوٹ، کپڑا دھونے، کپڑا رنگنے، سینے پرونے کا سب کام ماں کو سکھانا لازم ہے تاکہ بچپن ہی سے لڑکیوں کو مشقت و محنت اُٹھانے کی عادت پڑ جائے۔

۳۔ بچے غُصّے میں آکر اگر کوئی چیز توڑیں پھوڑیں یا کسی کو مار بیٹھیں تو بہت زِیادہ ڈانٹو بلکہ مناسب سزا دو تاکہ پھر بچے ایسا نہ کریں اس موقع پر لاڈ پیار مت کیجئے۔

۴۔ بچوں کے سامنے زِیادہ کھانے کی مذمت کرتے رہو اور ہر وقت کھاتے پیتے رہنے سے بھی بچوں کو نفرت دِلاتے رہو، مثلاً یوں کہا کرو جو زیادہ کھاتا ہے وہ جنگلی اور بدو ہے اور ہر وقت کھاتے پیتے رہنا یہ بندروں کی عادت ہے۔

۵۔ چلا کر بولنے اور جواب دینے سے ہمیشہ بچوں کو روکیں، خاص کر بچیوں کو تو خوب خوب ڈانٹ پھٹکار کریں، ورنہ بڑی ہونے کے بعد بھی یہی عادت پڑی رہے گی تو میکے اور سسرال دونوں جگہ سب کی نظروں میں ذلیل وخوار ہی رہے گی اور مُنہ پھٹ اور بدتمیز کہلائے گی۔

۶۔ اگر بچہ کہیں سے کوئی چیز اُٹھا لائے اگرچہ کتنی ہی چھوٹی چیز کیوں نہ ہو اس پر سب گھر والے خفا ہو جائیں اور تمام گھر والے بچے کو چور چور کہہ کر شرم دلائیں اور بچے کو مجبور کریں کہ وہ فوراً اس چیز کو جہاں سے لایا ہے اسی جگہ رکھ آئے پھر چوری سے نفرت دلانے کی خاطر اس کا ہاتھ دھلائیں اور کان پکڑ کر اس سے توبہ کرائیں تاکہ بچوں کے ذِہن میں اچھی طرح یہ بات جم جائے کہ

یہ پرائی چیز لینا چوری ہے اور چوری بہت ہی بُرا کام ہے۔

۷۔ بعض عورتیں اپنے بچوں کو مٹھائی کثرت سے کھلاتی ہیں یہ سخت مضر ہے۔ زیادہ مٹھائی کھانے سے دانت خراب، معدہ کمزور اور کئی صفراوی بیماریاں اور پھوڑے پھنسی ان کو لگ جاتی ہیں مٹھائیوں کی بجائے گلوکوز کے بسکٹ بچوں کیلئے اچھی غذا ہے۔ نیا میوہ، نیا پھل پہلے بچوں کو کھلائیں پھر خود کھائیں کہ بچے بھی تازہ پھل ہیں نئے پھل کو نیا پھل دینا اچھا ہے۔

۸۔ جب بچے بچیاں تعلیم کے قابل ہوجائیں تو سب سے پہلے ان کو قرآن شریف اور دینیات کی تعلیم دلائیں جب بچہ یا بچی سات برس کے ہوجائیں تو ان کو طہارت اور وُضو وغُسل کا طریقہ سکھائیں اور نماز کی تعلیم دے کر ان کو نمازی بنائیں اور پاکی وناپاکی، حلال وحرام اور فرض وسنّتیں وغیرہ سکھائیں۔

۹۔ اگر گھر میں ملازمین ہوں خواہ مرد ہوں یا عورتیں ان کے ساتھ بچوں کو بے تکلف نہ ہونے دیں خصوصاً جن ملازمین کے اخلاق مشتبہ نظر آئیں ان کی نگرانی میں بچوں کو ہرگز نہ رکھیں۔ چھوٹے بچوں کو دوسرے بڑے بچوں کے ساتھ رہنے اور کھیلنے سے روک دیں اور نہ بچوں کو ایک ساتھ سونے کا موقع دیں نیز محلے کے بُرے بچوں کے ساتھ بھی میل جول سے منع کردیں۔

۱۰۔ بارہ سے چودہ سال کی عمر میں بچے کو تنہا غسل خانے میں غسل نہ کرنے دیں بلکہ اسے کپڑا وغیرہ بندھوا کر اپنی نگرانی میں نہلائیں اور نہ ہی سونے کے لئے رات کو علیحدہ کمرہ میں اجازت دیں بلکہ اس کی چارپائی تمام گھر والوں کے پاس ہونی چاہئے۔

۱۱۔ اولاد کو کچھ دیتے وَقت والدین کو چاہئے کہ عدل وانصاف کو مدِنظر رکھیں اسلام میں چھوٹے بڑے لڑکے اور لڑکی کے حقوق یکساں ہیں۔ لہٰذا کسی کو چیز دینا اور کسی کو نہ دینا یہ جائز نہیں بلکہ کسی کو محروم رکھنا یہ ظلم ہے۔ اولاد سے ناانصافی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بہن بھائیوں میں عداوت اور دشمنی کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں۔ نیز ایک بچے کے ساتھ محبت اور دوسرے کے ساتھ محبت نہ کرنا بھی اچھا نہیں کیونکہ اس طرح بچوں میں احساس کمتری بھی پیدا ہوتا ہے۔

۱۲۔ لڑکیاں جب بالغ ہوجائیں تو ان کو پردہ کروادیجئے عموماً نو سال کی عمر میں ہی پردہ کروادینا بہتر اور اسی میں عافیت ہے۔

۱۳۔ بچوں کو آوارہ دوسرے بچوں سے خاص کر بچیوں کو دوسری مشتبہ عورتوں سے بچائیں ان کے ساتھ کھیلنے نیز ناچ گانے، سینما تھیٹر اور ٹی وی وغیرہ سے بچوں کو خاص طور پر بچائیں اور خود بھی بچیں۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں لغویات اور گناہ کے کام ہیں ان میں ملوث رہنے والی اولاد کبھی بھی اخلاقی طور پر اچھی نہیں بن سکتی۔ بلکہ یہ چیزیں بے شمار فتنوں اور دُنیا وآخرت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں ان کا خاص طور پر خیال رکھیں، خدانخواستہ اگر آپ نے ان چیزوں ٹی۔ وی یا وی۔ سی۔ آر یا ڈِش وغیرہ لاکردیا تو آپ کو گھر والوں کے برابر گناہ ملے گا۔

نیز اس سے بچوں اور بچیوں کی تربیت پر غلط اثر پڑے گا اور وہ بُری عادتوں کا شکار ہو کر تباہ ہوجائیں گے۔

۱۴۔ والدین کا فرض ہے کہ بچے جب جوان ہو جائیں تو ان کی شادی کر دیں لیکن شادی میں لڑکے اور لڑکی کی رضامندی ہونا ضروری ہے، کیونکہ اسلام میں زبردستی نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں بچہ پیدا ہو وہ اسے اچھا نام دے اس کی تربیت کرے جب بالغ ہو جائے اس کی شادی کرے اگر بالغ ہونے پر اس کی شادی نہ کی اور گناہ میں پڑ گیا تو اس گناہ میں اس کا باپ بھی شریک ہے۔

۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

۱...... جب بچہ ایک ہفتہ کا ہو جائے تو اس کا عقیقہ کرو اور نام رکھو اور اسے پاک کرو۔

۲...... چھ سال کا ہو جائے تو اسے آداب کی تعلیم دو۔

۳...... نو سال کا ہو جائے تو اس کا بستر علیحدہ کر دو۔

۴...... تیرہ سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے سزا دو۔

۵...... سولہ سال کا ہو جائے تو اس کی شادی کرو۔

ضبط تولید (برتھ کنٹرول)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہم غزوہ بنی المطلق میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک تھے یہاں تک ایک موقع پر ہم نے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عزل (برتھ کنٹرول) سے متعلق دریافت کیا کہ ہم ایسی تدبیریں اختیار کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے حمل نہ ٹھہر سکے مثلاً عزل کیا کریں یا دوسرے مانع حمل ذرائع استعمال کریں کیونکہ اولاد کی کثرت اکثر پریشانیوں کا باعث ہوتی ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارا عزل کرنے میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ قیامت تک جس روح کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے، وہ روح پیدا ہو کر رہے گی۔ (مسلم، بخاری)

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عزل (برتھ کنٹرول) کے بابت دریافت کیا گیا کہ مانع حمل کی تدابیر کی جائیں یا نہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر منی کے قطرے سے بچہ کی پیدائش ضروری نہیں اور جب اللہ عزَّ وجلَّ کسی کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو کوئی تدبیر اس کے اِرادے سے اس کو روک نہیں سکتی۔ (مسلم شریف)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ برتھ کنٹرول ایک لغو اور فضول فعل ہے اس لئے کہ ہر شے کی پیدائش اللہ عزَّ وجلَّ کے اختیار میں ہے اور اس کو کوئی روک نہیں سکتا، یہ حقیقت بھی سامنے ہے کہ نہ جانے کتنے ایسے ہیں جو اولاد کے لئے ترستے ہیں اور ہزاروں کوششوں کے بعد بھی کامیاب نہیں ہوتے۔ تخلیق زِندگی سب کچھ اللہ عزَّ وجلَّ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور ان باتوں میں انسان کا دخل

دینا بغاوت کے مترادف ہے۔

انتظام خانہ داری کا سلیقہ

بعض عورتوں میں انتظام خانہ داری کا سلیقہ نہ ہونے کی وجہ سے گھر کی حالت مفلسوں کے گھروں سے بھی بدترین ہوتی ہے۔ انتظام خانہ داری اگر عمدہ طریقہ سے ہے تو قلت معاش کے باوجود بھی گھر پُررونق معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ٹھیک انتظام نہ ہو تو دولت مندی کے باؤجود گھر میں نحوست اور ناداری کے آثار پائے جاتے ہیں۔ گھر میں ہر چیز کو اس کے ٹھکانے پر رکھنا چاہیے جو برتن یا چیزیں ہر وَقت ضرورت کی ہوں وہی باہَر رکھئے تا کہ بوقتِ ضرورت استعمال کی جاسکیں ضرورت پوری ہوجانے کے بعد اسی جگہ پر رکھ دیں کوئی اِدھر اُدھر مت پڑی رہیں اس طرح اکثر چیزیں گم ہو جاتی ہیں کپڑوں کو ٹرنگ یا کسی بکس وغیرہ میں رکھو اِدھر اُدھر نہ پڑے رہیں اونی ریشمی کپڑوں کی دیکھ بھال کرنی چاہیے خصوصاً برسات سے پہلے اور دَورانِ برسات میں بھی۔ اگر دھوپ خوب نکلی ہوئی ہو تو پھر کپڑوں کو دھوپ لگوا کر ٹرنگ وغیرہ میں رکھنے چاہئیں تا کہ کیڑا وغیرہ نہ لگے۔

اس کے علاوہ گھر میں دیگر انتظام امور پر بھی توجہ دیجئے، چند پیشِ خدمت ہیں:۔

۱۔ گھر اور گھر کے تمام سامان کو صاف ستھرا اور ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھیں۔

۲۔ تمام گھر والے آپس میں طے کرلیں کہ فلاں چیز فلاں جگہ پر رہے گی، پھر سب گھر والے اس کے پابند ہو جائیں کہ سب اس چیز کو وہاں سے اُٹھائیں تو استعمال کر کے پھر اسی جگہ رکھ دیں تا کہ ہر شخص کو بغیر پوچھے اور بلا ڈھونڈے وہ مل جایا کرے اور ضرورت کے وقت تلاش کرنے کی حاجت نہ پڑے۔

۳۔ جس جگہ چند آدمی بیٹھے ہوں اس جگہ بیٹھ کر نہ تھوکیں نہ کنکھار نکالیں اور نہ ناک صاف کریں کہ یہ خلافِ تہذیب بھی ہے اور دوسروں کے لئے گھن پیدا کرنے والی چیز ہے یا کوئی جوٹھا برتن یا غذا یا دوا لگا ہوا برتن ہرگز ہرگز نہ رکھ دیا کریں جوٹھے یا غذاؤں یا دواؤں سے آلودہ برتنوں میں جراثیم پیدا ہو کر طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

۴۔ ہفتہ یا دس میں ایک دِن گھر کی مکمل صفائی کے لئے مقرر کر کے اسی دن سب دھندا بند کر کے پورے مکان کی صفائی کر لینی چاہیے۔

۵۔ چھوٹے بچوں سے کھیلتے ہوئے ہرگز ہرگز کبھی نہ اُچھالو خدانخواستہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو اس کی جان خطرہ میں پڑسکتی ہے۔

۶۔ کسی کو ٹھہرانے یا کھانا کھلانے پر بہت زِیادہ اصرار نہ کرنا چاہیے کیونکہ بسا اوقات اس میں مہمان کو اُلجھن یا تکلیف پہنچ جاتی ہے جو محبت میں کمی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

طلاق اور اس کے مسائل

میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات کو آئندہ کی زندگی میں توڑنے کا نام طلاق ہے کیونکہ طلاق کا مطلب کھولنا اور توڑنا ہے لہٰذا نکاح کی پابندی سے میاں بیوی میں جو تعلق پیدا ہوا تھا اسے ختم کرنا طلاق ہے۔طلاق دینے سے پہلے والدین اور سسرال کی معرفت معاملہ نمٹانا چاہئے، شاید معاملہ سلجھ جائے اور پھر عمر بھر پچھتانے کی ضرورت نہ پڑے کیونکہ بعض اوقات غصّہ کے عالم میں طلاق دینے کے بعد میاں بیوی تمام عمر پچھتاتے ہیں اور اولاد الگ پریشان ہوتی ہے۔یاد رکھئے طلاق کو اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دینے کے ساتھ ساتھ ناپسند بھی فرمایا ہے اس لئے حتی الاِمکان طلاق نہ دی جائے جب حالات خراب ہوجائیں ایک ثالث مرد کی طرف اور ایک ثالث عورت کی طرف سے مقرر کیا جائے جو مل جل کر اس اُلجھن کا حل تلاش کریں۔لیکن اگر حالات ایسے ہی ہوجائیں کہ بغیر طلاق دیئے گزارہ ہی نہ ہو تو پھر ایک دوسرے کو تنگ کرنے، بہتان لگانے، بدنام کرنے اور پریشان کرنے سے بہتر یہی ہے کہ طلاق دے دی جائے تاکہ دونوں ایک دوسرے سے نجات حاصِل کر کے اپنا اپنا مستقبل دوسری جگہ تلاش کریں۔

طلاق کے سلسلہ میں اور اس کے احکام پر ایک سورہ طلاق موجود ہے اس سورت کی آیات میں جو قواعد مقرر کئے گئے ہیں وہ مختصراً یوں ہیں۔

☆ ایک مرد زیادہ سے زیادہ اپنی بیوی کو تین طلاق دے سکتا ہے۔

☆ ایک یا دو طلاق کی صورت میں عدت کے اندر شوہر کو رجوع کا حق رہتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد وہی مرد و عورت پھر نکاح کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں اس کے لئے حلالہ کی کوئی شرط نہیں۔

☆ لیکن اگر یہ مرد تین طلاق دے دے تو عدت کے اندر رجوع کا حق ساقط ہوجاتا ہے اور دوبارہ نکاح بھی اس وقت نہیں ہوسکتا جب تک اس عورت کا نکاح کسی اور مرد سے نہ ہوجائے اور وہ کبھی اپنی مرضی سے اس کو طلاق نہ دے دے۔

☆ مدخولہ عورت جس کو حیض آتا ہو اس کی عدت یہ ہے کہ اسے طلاق کے بعد تین حیض آجائے۔

☆ ایک یا دو طلاق کی صورت میں اس عدت کے معنیٰ یہ ہیں کہ عورت ابھی تک اسی شخص کی زوجیت میں ہے اور وہ عدت کے اندر اس سے رجوع کرسکتا ہے۔

☆ لیکن اگر مرد تین طلاق دے چکا ہے تو یہ عدت رجوع کی گنجائش کے لئے نہیں ہے۔

☆ بلکہ صِرف اس لئے یہ ہے کہ اس کے ختم ہونے سے پہلے عورت کسی اور شخص سے نکاح نہیں کرسکتی۔

☆ ایسی عورت جسے ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دی جائے تو اس کے لئے کوئی عدت نہیں ہے وہ چاہے تو طلاق کے بعد فوراً نکاح کرسکتی ہے۔

☆ جس عورت کا شوہر مر جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دِن ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ طلاق کے سلسلے کے ان قوانین میں کسی کو منسوخ کرنے یا اس میں ترمیم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔اس لئے کہ یہ اٹل قانونِ الٰہی ہے۔

بیک وقت تین طلاق کے اسباب و مواقع

۱۔ جب نکاح کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ شوہر نامرد ہے۔

۲۔ جب نکاح کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ بیوی دوسرے شخص سے حاملہ ہے۔

۳۔ شوہر یا بیوی کو نکاح کے بعد ایک دوسرے کو رشتہ بالکل منظور نہیں ہوتا۔

۴۔ جب دونوں (میاں بیوی) جدائی کے خواہاں ہوں۔

۵۔ جب بیوی کو خود شوہر سے جدائی کی درخواست کرے۔

۶۔ جب دونوں کو آپس میں ملانے کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہو جاتی ہیں۔

۷۔ جب نکاح دھوکہ اور غلط فہمی سے ہو جاتا ہے۔

۸۔ جب ایک بہن کی ازدواجی زندگی میں دوسری بہن سے نکاح ہو جاتا ہے اور دونوں میں سے ایک کو طلاق دینا لازمی ہے۔

۹۔ نکاح کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں سے ایک ایسے مرد کے رشتہ میں ہے جس سے نکاح جائز نہیں۔

۱۰۔ جب بیوی اسلام ترک کر کے دینِ شرک اختیار کر لیتی ہے۔ ان حالت میں تین طہر کی مہلت حماقت ہے۔

حِصّہ چہارم:۔

آدابِ حقوق

اللہ عزوجل کے حقوق

خداتعالیٰ عزّ وجل کا بندوں پرحق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ اللہ عزّ وجل معبود برحق ہے عبادت اور پرستش کے لائق صِرف اللہ تعالیٰ ہے۔ پروردگارِ عالم نے خود بھی فرمایا ہے کہ میری عبادت کرو کیونکہ میں عبادت کے لائق ہوں۔ سورہ بقرہ میں ہے کہ 'اے لوگو! اپنے ربّ کی عبادت کروجس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور ان کو بھی پیدا کیا جوتم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیز گار بن جاوٗ' (البقرہ، ۲۱) قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ ہم نے جنّوں اور انسانوں کو صِرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ عبادت کا مطلب صِرف نماز پڑھنا اور روزے رکھنا ہی نہیں بلکہ پوری زِندگی اللہ عزّ وجل کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق گزارنے کا نام عبادت ہے۔ زِندگی کے ہر کام اور ہر شعبہ میں اسلام نے جو کچھ کرنے کا حکم دیا ہے اور جس کام سے منع کیا ہے ان احکامات پر عمل کرنا عبادت ہے۔ اگر ہم نے اللہ عزّ وجل کے احکامات اور اس کے حق کو پورا نہ کیا تو دُنیا اور آخرت میں ہمیں دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر ہم نے اللہ عزّ وجل کے احکامات کو پورا کیا اور حقوق اللہ کو بجالائے تو نہ صرف ہمیں دُنیا میں عزّت اور سرخروئی حاصِل ہوگی بلکہ آخرت میں ہمیں طرح طرح کی نعمتوں اور انعامات سے سرفراز فرمایا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق

ہمارے پیارے مَدَنی آقا میٹھے میٹھے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق میں سے پہلا حق یہ ہے کہ تمام کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی جائے، دوسرا یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے اور تیسرا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا احساس زِندہ رکھا جائے، چوتھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود بھیجنا بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ہے۔ لہٰذا دِن ہو یا رات ہمیں اپنے محسن وغمگسار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام کے پھول نچھاور کرتے ہی رہنا چاہئے، اس میں کوتاہی ہرگز نہیں کرنی چاہئے، یوں بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔

بطن سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دُنیائے آب وگل میں جلوہ افروز ہوتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدہ فرمایا اور ہونٹوں پر یہ دُعا جاری تھی 'رَبِّ ھبلی اُمّتی' یعنی پروردگار! میری اُمّت میرے حوالے فرما۔

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفرِ معراج پر روانگی کے وَقت اُمت عاصی کو یاد فرما کر آبدیدہ ہو گئے۔ دیدارِ جمال خداوندی عزّ وجل اور خصوصی نوازشات کے وَقت بھی گنہگار اُمّت کو یاد فرمایا، عمر بھر گنہگار وسیاہ کار اُمّت کے لئے غمگین رہے، لہٰذا محبت اور عقیدت

بلکہ مروت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ غمخوار اُمّت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یاد اور دُرود و سلام سے کبھی غفلت نہ کی جائے۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ ذِکر اس کا اپنی عادت کیجئے

(حدائق بخشش)

مسلمان حاکم کے حقوق

مسلمان حاکم کا حکم ماننا ہم پر فرض ہے، بشرطیکہ وہ کسی گناہ اور غیر شرعی کام کا حکم نہ دے، حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے، جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی، جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

حضور شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اگر تم پر کوئی نکٹا غلام بھی حاکم ہوجائے اور کتاب اللہ کے مطابق چلائے تو اس کی بات سنو اور مانو۔

ماں باپ کے حقوق

بدقسمتی سے اس زمانے میں اولاد ماں باپ کے حقوق سے بالکل ہی جاہل اور غافل نظر آتے ہیں، ان کی تعظیم و تکریم اور فرمانبرداری و خدمت گزاری سے مُنہ موڑے ہوئے ہیں بلکہ بعض تو اتنے بدبخت اور نالائق ہیں کہ ماں باپ کو اپنے قول و فعل سے اذیت اور تکلیف دیتے ہیں اور اسی طرح گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہوکر خدا کے غضب اور عذابِ جہنم کے حقدار بن رہے ہیں۔

خوب یاد رکھئے! کہ تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا یا بُرا سلوک جو بھی کروگے ویسا ہی سلوک تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ کرے گی اور یہ بھی جان لو کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے رِزق میں ترقی اور عمر میں خیر و بَرَکت نصیب ہوتی ہے۔

حسنِ سلوک

ارشادِ باری تعالٰی ہے، لا تعبدون الا اللّٰہ وبالوالدین احسانا ' اللہ عزوجل کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو' (البقرہ، ۸۳)

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالٰی ہے، 'والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو انہیں اُف تک نہ کہو نہ ہی انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے رہو اور دُعا کیا کرو کہ پروردگار! ان پر رحم کر جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔'

(بنی اسرائیل، ۲۳ تا ۲۴)

ان آیاتِ کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ والدین سے اچھا سلوک کرو اور ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ان کے سامنے اف تک کہنا جائز نہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ والدین کو جھڑکنے کا تو تصوّر تک نہیں کیا جاسکتا اور صِرف یہی کافی نہیں بلکہ اف تک نہ کریں اور

جھڑکنا تو بہت دُور کی بات بلکہ والدین سے قولاً کریماً یعنی ادب سے بات کرنے کا حکم ہے۔

قرآنِ کریم کی سورۃ لقمان کی ۱۵ آیت میں بتایا گیا ہے کہ ماں حسنِ سلوک کی زِیادہ مستحق ہے کیونکہ ماں تکلیف اُٹھا کر نو مہینے بچے کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے اس کے بعد نا قابلِ برداشت تکلیف اُٹھا کر اسے جنتی ہے، اپنا دودھ پلاتی ہے پھر پرورش کے مراحل برداشت کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ جب ماں اولاد کے لئے ہر طرح کی تکالیف برداشت کرتی ہے تو اللہ عزوجل نے اس کا مقام بلند کر دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضِر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے اچھے سلوک کا کون زِیادہ مستحق ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ ارشاد ہوا تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ ارشاد ہوا تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا باپ۔

ایک اور رِوایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا باپ قریبی عزیز پھر اس کے بعد رشتہ دار۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا خدا کے نزدیک کون سا کام زِیادہ پسندیدہ ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وَقت پر نماز ادا کرنا، میں نے پوچھا پھر کون سا کام، ارشاد ہوا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا میں نے کہا پھر کونسا، ارشاد ہوا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ (بخاری شریف)

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا جو بھی لڑکا اپنے ماں باپ کو محبت واحترام کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی ہر نظر کے بدلے ایک مقبول (نفلی حج کا ثواب لکھتا ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بیٹا ایسا نہیں جو اپنے والدین کی طرف نگاہِ رَحمت سے دیکھے مگر ہر نظر کے بدلے اللہ عزوجل اس کے لئے حج مقبول لکھ دیتا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ خواہ روزانہ سو دفعہ دیکھے؟ فرمایا ہاں! اللہ بہت بڑا اور بہت پاک ہے۔ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ ایک شخص حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضِر ہوا اور عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں جہاد کرنے کی خواہش رکھتا ہوں لیکن اس پر قادر نہیں۔ اس کی بات سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے والدین میں سے کوئی زِندہ ہے؟ عرض کیا والدہ صاحبہ زِندہ ہیں فرمایا پس تو اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت اور فرمانبرداری کے معاملہ میں اللہ عزوجل سے ڈَر۔ جب تو اس پر عمل کرے گا تو حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اور جہاد کرنے والا

ہوگا، جب تیری ماں تجھے بلائے تو (اس کی فرمانبرداری کے بارے میں) اللہ عزّ وجل سے ڈرنا (یعنی نافرمانی مت کرنا) اور والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کر برتاؤ کرنا۔ (درمنثور، ج ۴ ص ۱۷۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو اور رزق میں اضافہ ہو اس کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ سے حسنِ سلوک اور بھلائی کرے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی رکھے۔ (درمنثور، ج ۴)

خدمت والدین

پیارے اسلامی بھائیو! جب ہمارے ماں باپ جوان ہوں اور اپنی ضروریات کے خود کفیل ہوں اس وقت تو بچے عموماً ان کے فرمانبردار ہوتے ہیں کیونکہ بچہ ان کے دست نگر ہوتے ہیں لیکن جب بڑھاپا آتا ہے صحت خراب ہونے لگتی ہے تو وہ خود روزی کمانے سے قاصر ہو جاتے ہیں اور اولاد کے سہارے کے محتاج ہو جاتے ہیں اس وقت سعادت مند اولاد کا فرض ہے کہ ان کی خدمت گزاری اور دِل جوئی کیلئے اپنی کوششیں وقف کر دے، ان کے علاج معالجہ اور ان کو آرام و آسائش پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے، بسا اوقات اگر مرض طول پکڑ جائے اور ان کا مزاج چڑچڑا ہو جائے اور وہ بات بات پر خفا ہونے لگیں تو ان حالات میں بھی ان کی ناز برداری میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھے اور خبردار کہیں اکتا کر یا ان کی خفگی سے آشفتہ خاطر ہو کر تیری زَبان سے اُف نکلے بلکہ اللہ عزّ وجل نے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع دیا ہے اسے غنیمت سمجھے، ان سے ہرگز سخت کلامی سے بچیئے بلکہ ایسے محبت بھرے انداز سے ہم کلام ہو کہ ان کے دِل کا کنول کھل جائے اور ان کا دِل خوش اور آنکھیں روشن ہوں اور وہ بے اختیار دعائیں دیں۔ کیونکہ ان کی دعاؤں میں بڑا اثر ہوتا ہے، اکثر لوگوں کی زِندگی میں رِزق کی فراوانی اور خوشحالی بوڑھے والدین کی دعاؤں ہی سے آتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کی ناک خاک آلودہ ہو اس کی ناک خاک آلودہ ہو، عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس کی؟ فرمایا کہ جو بڑھاپے کی حالت میں اپنے والدین کو پائے، دونوں میں سے ایک کو یا دونوں کو، اور پھر بھی جنّت میں داخل نہ ہو۔ (مسلم شریف)

بخاری شریف کی ایک رِوایت میں ہے، حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا، آمین! جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسرے پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا، آمین! جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا، آمین۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اُترے تو ہم نے عرض کیا کہ آج آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے ایسی بات سنی (منبر پر چڑھتے ہوئے) جو پہلے کبھی نہ سنی تھی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام

میرے سامنے آئے تھے جب میں نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک وہ شخص جو نے رمضان مبارک کا مہینہ پایا پھر وہ اپنی مغفرت نہ کرواسکا، میں نے کہا، آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجے کو پہنچا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذِکرِ مبارک ہو اور اس نے دُرود نہ پڑھا، میں نے کہا، آمین۔ جب میں نے تیسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے وہ خدمت کر کے جنّت میں داخل نہ ہو۔

اس حدیث شریف میں بتایا گیا ہے کہ وہ شخص بدقسمت ہیں جس کے والدین بوڑھے ہوں، ان دونوں میں سے ایک یا دونوں حیات ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنّت کا مستحق ہو سکے۔

حضرت ابودَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ باپ بہشت کے بہترین دَروازوں میں سے ہے اب تو چاہے تو اس دروازہ کی حفاظت کر اور چاہے کھو دے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث میں باپ کو جنّت کا دروازہ فرمایا گیا ہے یعنی ماں باپ کی خدمت کو بہشت کا حقدار بنادیتی ہے اسلئے اولاد کو اس دروازے کی حفاظت کی تاکید کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ باپ کی خدمت کی جائے اور اس سے عمدہ سلوک کیا جائے تاکہ اللہ عزّ وجل راضی ہو اور جنّت میں داخلہ ہو جائے۔

نافرمانی کی مذمت

والدین کی نافرمانی بہت بُری چیز اور تباہ کن فعل ہے۔ فرمایا تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تین شخص جنّت میں داخِل ہونے سے محروم رہیں گے۔ (۱) شراب پینے والا (۲) احسان جتانے والا (۳) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (نسائی شریف)

اس حدیثِ پاک میں باپ کی نافرمانی جنّت سے محرومی کا باعث بنے گی لہٰذا ہمیں والدین کا ہر جائز حکم ماننا چاہئے۔ ماں باپ کے جائز حکم پر جان بوجھ کر تاخیر کرنا بھی گناہ ہے۔

مزید فرمایا کہ جنّت کی خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی دُوری سے پائی جاتی ہے مگر والدین نافرمان اور قطعِ رحمی کرنے والا اس خوشبو کو نہیں پائے گا۔ مشکوٰۃ شریف ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ماں باپ کی اطاعت کرے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا اور جو نہیں کرے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ گویا کہ ماں باپ انسان کی جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی جس کا جی چاہے ان کی خدمت کر کے جنت اختیار کرے اور جس کا جی چاہے اس کی نافرمانی کر کے دوزخ اختیار کرے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے رِوایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ بتاؤں؟ ہم نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرمایا خدا کا شریک ٹھہرانا اور

ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ (بخاری شریف)

جنّت ماں کے قدموں تلے ہے

ماں کی خدمت واطاعت جنّت میں جانے کا ذریعہ ہے، اس لئے یہ کہا گیا ہے کہ جنّت ماں کے قدموں تلے ہے۔

جہاد ایک ایسا عمل ہے جس کے باعث جنّت میں داخل ہونا لازم ہوجاتا ہے، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جہاد میں جانے کی بجائے ماں کے پاس رہ کر اس کی خدمت کی جائے، تو بھی انسان جنّت میں داخل ہوگا مگر یاد رکھنا چاہیۓ کہ اگر جہاد میں جانا ناگزیر ہوجائے تو جہاد میں شامل ہوجانے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے کہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشورہ کرنے آیا ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں موجود ہے، انہوں نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نہ چھوڑو کیونکہ جنّت اس کے قدموں میں ہے۔ (نسائی شریف)

حضرت طلحہ بن معاویہ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں زندہ ہے، میں نے کہا جی ہاں! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پاؤں کے ساتھ چمٹے رہو جنّت وہی ہے۔ (طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنّت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (کنز العمال)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا وہ بوسہ اس کیلئے جہنم کی آگ سے حجاب ہوگا۔ (بیہقی)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اپنی ماں کے پیروں سے چمٹے رہو، جنّت وہیں ہے۔ (ابنِ ماجہ)

مالی استعانت کا حق

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ اپنے والدین پر خرچ کیا جائے، ماں باپ اگر ضرورت مند ہوں تو اولاد کے مال سے اپنی ضرورت کو پورا کرسکتے ہیں، جس طرح والدین کے مال اور جائیداد پر اولاد کا حق ہے، اسی طرح اولاد کے مال پر والدین کا حق ہے، مال ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنے ضرورت مند والدین کو خرچ نہ دیتا ہو تو وہ گنہگار ہوگا۔

حضرت عمارہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کی والدہ ماجدہ نے حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا بیٹا اس کی کمائی ہے بلکہ اس کی بہترین کمائی ہے پس ان کے مالوں سے کھاسکتے ہو۔ (ابوداؤد)

حکایت ﴾ ایک شخص حضور شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے، اس کا باپ عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کمزور تھا اور میں قوی تھا، وہ محتاج اور میں مالدا تھا، میں نے اپنی ملک میں سے کسی چیز سے اسے منع نہ کرتا تھا، آج میں کمزور ہوگیا ہوں اور یہ مالدار ہے یہ مجھے اپنا مال دینے سے بخل کرتا ہے، یہ سن کر رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا کوئی پتھر یا ڈھیلا بھی اسے سنے گا تو رونے لگے گا، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا، تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ (نزھة المجالس)

حضرت عمارہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پھوپھی جان سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ ایک یتیم میرے زیرِ پرورش ہے، کیا میں اس کے مال سے کھاسکتی ہوں؟ ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے لئے سب سے پاک اپنی کمائی کھانا ہے اور بیٹا بھی اس کی کمائی ہے۔ (ابو داؤد شریف)

ماں باپ کے حقوق پر دس مَدَنی پھول

ہر مرد و عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے درج ذیل چند حقوق کا خاص طور پر خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

۱۔ خبردار، خبردار، ہرگز ہرگز اپنے کسی قول و فعل سے ماں باپ کو کسی قِسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے دیں، اگرچہ ماں باپ اولاد پر کچھ زِیادتی بھی کریں مگر پھر بھی اولاد کا فرض ہے کہ وہ ہرگز ہرگز کبھی بھی اور کسی حال میں بھی ماں باپ کا دِل نہ دکھائیں۔

۲۔ اپنی ہر بات اور اپنے ہر عمل سے ماں باپ کی تعظیم و تکریم کریں اور ہمیشہ ان کی عزّت و حرمت کا خیال رکھیں۔

۳۔ ہر جائز کام میں ماں باپ کے حکموں کی فرمانبرداری کرتے رہنا بے حد ضروری ہے، ان کے سونپے ہوئے کاموں میں تاخیر ہرگز نہ کرنی چاہیے۔

۴۔ اگر ماں باپ کو کوئی بھی حاجت ہو تو جان و مال سے ان کی خدمت کیجئے۔

۵۔ اگر آپ کے ماں باپ اپنی ضرورت تمہارے مال سے پوری کرلیں تو ہرگز ہرگز بُرا نہ منانا چاہئے بلکہ یہ سعادت مندی خیال کرتے ہوئے خوشی کا اِظہار کریں بلکہ یہ سمجھیں کہ میں اور میرا مال سب ماں باپ ہی کا ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں بھی گزرا۔

۶۔ ماں باپ کا انتقال ہوجائے تو اولاد پر ماں باپ کا حق یہ ہے کہ ان کے لئے مغفرت کی دُعائیں کرتے رہیں اور اپنی نفلی عبادتوں اور صدقہ خیرات کا ثواب ان کی روحوں کو پہنچاتے رہیں، کھانوں اور شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دِلا کر ان کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔

۷۔ ماں باپ کے دوستوں اور ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرتے رہیں۔

۸۔ ماں باپ کے ذِمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں یا جن کاموں کی وہ وصیّت کرگئے ہوں ان کی وصیتوں پر عمل کریں۔

۹۔ جن کاموں سے زِندگی میں ماں باپ کو تکلیف ہوا کرتی تھی ان کی وفات کے بعد بھی ان کاموں کو نہ کریں کہ اس سے ان کی ارواح کو تکلیف پہنچے گی۔

۱۰۔ کبھی کبھی ماں باپ کی قبروں کی زِیارت کے لئے بھی جایا کریں ان کے مزاروں پر فاتحہ پڑھیں، سلام کریں اور ان کیلئے دُعائے مغفِرت کریں اس سے ماں باپ کی ارواح کو خوشی ہوگی اور فاتحہ کا ثواب فِرِشتے نور کی تھالیوں میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کریں گے اور ماں باپ خوش ہوکر اپنے بیٹوں کو دعائیں دیں گے۔

دادا ، دادی، نانا، چچا، پھوپھی ، ماموں، خالہ وغیرہ کے حقوق بھی ماں باپ ہی کی طرح ہیں، یوں ہی بڑے بھائی کا حق بھی باپ جیسا ہے۔

چُنانچہ حدیث شریف میں ہے، بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر ہے۔(مشکوۃ، ج ۲ ص ۴۲۱)

اولاد کے حقوق

اسلام ایک واحد ایسا مذہب ہے جس میں زِندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے کے حقوق کا تعین اور تحفظ موجود ہے، اولاد کے حقوق کو اگر والدین عمدہ انداز میں ادا کریں تو اولاد بچپن ہی سے نیک اور صالح ہو جائے گی جوان کے لئے سرمایۂ آخرت بھی بنے گی، اگر اولاد پر توجہ نہ دی جائے تو وہ بُری عادات کا شکار ہو جائے گی۔

نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اولاد کا ہونا خوش قسمتی تصوُّر کیا جاتا ہے، جنہیں یہ نعمت میسر آتی ہے وہ بہت خوش وخرم رہتے ہیں اور جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی وہ ہمیشہ اولاد کی محرومیت کے صدمے میں پڑے رہتے ہیں مگر جب اولاد مل جاتی ہے تو گویا دُنیا کی سب سے بڑی نعمت مل گئی۔

قرآنِ مجید میں اللہ عزّ وجل نے اپنی اس نعمت کا ذِکر یوں فرمایا ہے، رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو یہ دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں انکے صبر کے بدلے جنّت کے بلند بالا خانے دیئے جائیں گے جہاں انہیں سلام پہنچایا جائے گا، اس میں یہ ہمیشہ خوش رہیں گے، بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے۔ (پ ۱۹، فرقان، ۷۴ تا ۷۶)

اس آیت میں حصولِ اولاد کے لئے اللہ عزّ وجل کے حضور التجا کا طریقہ بتایا گیا ہے اور اسی اولاد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ عزّ وجل کے جلیل القدر پیغمبروں نے اللہ عزّ وجل کی بارگاہ میں دُعائیں کی اور اللہ عزّ وجل نے قبول فرما کر اولاد کی نعمت سے نوازا۔

پرورش

اولاد کا فطری حق ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے کیونکہ بچے کی پیدائش کا اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک ذریعہ بنا رکھا ہے، اسلئے اس پر یہ فریضہ عائد کیا ہے کہ اپنی اولاد کی حفاظت کرو، اسلام سے پہلے اولاد کو جینے کا حق حاصل نہ تھا بلکہ اولاد کی زندگی کو مختلف صورتوں سے ختم کردیا جاتا تھا۔

بچوں کی پرورش کے لئے مال و زر خرچ کرنا اور ان کی ہر طرح کی ضروریات پوری کرنا بھی والدین کے ذمے ہیں یعنی بچوں کی کفالت کا تمام تر ذمہ دار باپ ہے۔

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے اہل وعیال پر اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرو اور مؤدب کرنے کیلئے (حسبِ ضرورت) سختی بھی کرو اور انہیں اللہ عزوجل سے ڈرایا بھی کرو۔ (مسند احمد)

بیٹیوں کی پرورش پر خصوصی توجہ مبذول کراتے ہوئے تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی ایک کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو وہ شخص جنّت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں بیٹیوں پر خرچ کرنے کے بارے میں یوں بیان ہوا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو آدمی بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا پھر اس نے ان پر صبر کیا تو وہ اس کیلئے جہنم سے پردہ ہوں گی۔ (ترمذی)

غرضیکہ اولاد کی پرورش کرنا والدین کے فرائض میں سے ہے۔ بچوں کی پرورش بالغ ہونے تک ہے۔

مساویانہ سلوک

اولاد سے ہمیشہ ایک جیسا سلوک کرنا چاہئے کسی بیٹے یا بیٹی سے ترجیحی رویہ اختیار کرنا مناسب نہیں کیونکہ اسلام نے والدین کیلئے یہ بات جائز قرار نہیں دی کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان تفریق کریں۔ بعض لوگ نرینہ اولاد سے اچھا سلوک کرتے ہیں اور بیٹیوں کو اچھا خیال نہیں کرتے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا کرنا پسند نہیں۔ اس لحاظ سے والدین پر یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد میں امتیاز روا نہ رکھیں تمام کو ایک جیسا خیال کریں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولاد کے درمیان عدم مساوات کو اچھا نہیں سمجھا، اس بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بشیر کی اہلیہ محترمہ عرض گزار ہوئیں کہ میرے بیٹے کو اپنا غلام دے دیجئے اور میری خاطر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گواہ بنالیجئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ فلاں کی بیٹی نے مجھ سے کہا کہ اپنا غلام اس بیٹے کو دے دوں اور کہا کہ میری خاطر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گواہ بنائیے،

فرمایا کیا اس کے اور بھائی ہیں عرض کیا ہاں، تو فرمایا کہ جو تم نے اسے دیا کیا سب کو اسی طرح دیئے ہیں؟ عرض گزار ہوئے نہیں، فرمایا یہ دُرست نہیں ہے اور میں حق کے سوا بات پر گواہ نہیں بنا کرتا۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ غلام دینے کے سلسلے میں ایک بیٹے کے ساتھ ترجیحی سلوک تھا اور دوسرے بھائیوں کو غلام نہ دیئے گئے تھے، اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کرنا دُرست نہیں بلکہ تمام بھائیوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرو تو میں گواہ بننے کے لئے تیار ہوں۔

نیز اولاد کو کچھ دیتے وقت یا سلوک کرتے وقت بھی والدین کو چاہئے کہ عدل وانصاف کو مدنظر رکھیں، اسلام میں چھوٹے بڑے لڑکے اور لڑکی کے حقوق یکساں ہیں، اسلام لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کے مقابلہ میں ترجیحی سلوک کو روا نہیں رکھتا اور لڑکیوں کا جو حصّہ اسلام نے مقرر فرمایا ہے اسے ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

شفقت و مَحبَّت

اولاد سے پیار اور شفقت سے پیش آنا بھی والدین کے فرائض میں ہے، بچوں کو بچپن میں ماں باپ کی شفقت کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اس شفقت سے ان میں بہت سی اخلاقی خوبیاں پیدا ہونا ہوتی ہیں اگر شفقت میسر نہ آئے تو بچوں کی تعمیر سیرت میں کمی رہ جائے گی اس لئے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ اپنے بچوں کو اچھا جانو، اور ان سے پیار سے پیش آؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چوما، قرع بن حابس بھی موجود تھے، عرض کرنے لگے میرے دس بیٹے ہیں، میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایت ہے کچھ اعرابی بارگاہِ رِسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے، کیا تم اپنے بچوں کو چومتے ہو، آپ نے فرمایا، ہاں! کہنے لگے قسم بخدا ہم نہیں چومتے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر اللہ عزّ وجل نے تمہارے دِلوں سے رحمت کو نکال دیا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ (مسلم)

اولاد کا ایک حق یہ بھی ہے کہ ان پر رحم کیا جائے تا کہ اللہ عزّ وجل ماں باپ پر رحم فرمائے۔ حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور اسے ادا کرنا چاہتا ہوں لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز مختصر کر دیتا ہوں، کیونکہ اس کی ماں کی پریشانی مجھے ناپسند ہے۔ (بخاری)

چھوٹے بچوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت کا یہ بھی ایک انداز ہے کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دورانِ نماز کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کی قرأت کو مختصر کر دیتے تا کہ بچے کی ماں نماز مکمل ہونے پر بچے کو فوراً چُپ کرا سکے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے سجدہ میں گئے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا پاؤں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گردن شریف پر رکھ دیا، آپ نے حالتِ سجدہ میں اس قدر توقف کیا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سمجھے کہ شاید وحی آ گئی ہے، نماز سے فراغت کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دریافت کیا کہ حضور کیا وحی آ گئی تھی فرمایا نہیں بلکہ حسین نے مجھے اونٹ بنا لیا تھا اور مجھے اچھا نہ لگا کہ اسے اپنے سے جدا کروں۔

نیز اولاد سے شفقت میں اعتدال کی مد میں رہنا ضروری ہے تاکہ اولاد کی تربیت میں کسی طرح کی رُکاوٹ نہ آئے۔

تعلیم

بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کرنا والدین کا فرض ہے کیونکہ تعلیم کے ذریعے بچوں کی شرافت اور تہذیب پیدا ہوتی ہے، انسانی اعتبار سے عزت اور عظمت آتی ہے اخلاق وعادات میں اچھی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں جس سے مسلمان انسانیت کی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے، اچھی تعلیم وتربیت کی اصل بنیاد دینی علم ہے اس لئے اسلام میں بچوں کو ابتدائی طور پر دینی علم سکھانے پر بہت زور دیا ہے کیونکہ دینی علم انسان کی ظاہری زندگی سنوارنے کے علاوہ آخرت کی زندگی کو بھی باعثِ نجات بناتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاؤ، اپنے نبی علیہ السلام کی محبت اور ان کے اہل بیت کی محبت اور قرآنِ مجید کی تلاوت، اس لئے کہ قرآن کو یاد کرنے والے اللہ عزّ وجل کے عرش کے سایہ میں انبیاء اور منتخب لوگوں کے ساتھ اس روز ہوں گے جس روز اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (طبرانی)

حکایت حضرت امام ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بہت بڑے مشہور محدث اور عالم بُزرگ ہیں جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ تھے، بچپن کے زمانے میں ان کے والد کسی سفر میں چلے گئے، چلتے وَقت ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ کو تین ہزار اشرفیاں دے گئے تھے، حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ نے اپنے بچے کی اچھی تعلیم وتربیت کے لئے نیک عالموں اور بڑے بڑے محدثوں اور ادیبوں کے پاس اسے بٹھایا اور بچے کی تعلیم وتربیت پر تیس ہزار اشرفیاں ختم کر دیں۔

حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھ پڑھ کر فارغ ہو گئے تو ربیعہ کے والد ایک عرصہ کے بعد تشریف لائے تو بیوی سے دریافت کیا کہ وہ تیس ہزار اشرفیاں کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا بہت حفاظت سے رکھیں ہیں، پھر جب مسجد میں آئے تو اپنے بیٹے امام ربیعہ کو دیکھا کہ درس حدیث کی مسند پر بیٹھے ہیں اور محدثین کو درس دے رہے ہیں اور لوگ ان کو اپنا امام اور پیشوا بنائے ہوئے ہیں تو مارے خوشی

کے پھولے نہ سمائے۔ جب گھر واپس آئے تو بیوی نے کہا کہ وہ تمام اشرفیاں تمہارے بیٹے کی تعلیم پر خرچ ہوچکی ہیں۔ آپ نے اب اپنے صاحبزادے کو دیکھ لیا ہے، اب فرمایئے کہ آپ کی تیس ہزار اشرفیاں اچھی ہیں یا یہ دولت جو صاحبزادے کو حاصل ہوئی ہے؟ تو آپ فرمانے گے، بخدا اس عزّت کے مقابلے میں اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے، تم نے اشرفیوں کو ضائع نہیں کیا۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق بچوں کی تربیت کرنا والدین کر فرض ہے تا کہ بچوں کی عادات میں بچپن ہی میں اطاعتِ الٰہی عزّ وجل کا جذبہ ہوجائے اور وہ جوان ہوکر احکامِ الٰہی کے مطابق زِندگی بسر کرسکیں، انسانی زندگیوں کے لئے دُنیوی خوشحالی کے علاوہ آخرت میں نُجات کی بھی ضرورتی ہے۔

طہارت اور نَماز کی تعلیم

بچہ یا بچی جب سمجھنے کے قابل ہوجائے تو پاکی اور ناپاکی کی تعلیم دی جائے، اسے جسم اور لباس کو پاک رکھنا سکھایا جائے، پیشاب کے بعد طہارت یعنی استنجا کا طریقہ بتایا جائے نیز وضو اور غسل کا طریقہ سکھایا جائے، نَماز یاد کرائی جائے، سات سال کی عمر تک ہر صورت میں اسے نماز کی تعلیم دیں پھر عملاً اسے نمازی بنادیا جائے بعض لوگ اپنے بچوں کو دُنیوی تعلیم تو بڑی توجہ سے دیتے ہیں لیکن انہیں دِین نہیں سکھاتے۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور ان کے دادا سے رِوایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بچوں کو جبکہ وہ سات سال کی عمر کو پہنچیں تو نماز کا حکم کرو اور جب ان کی عمر دس سال ہوجائے تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو، اور جب ان کی عمر بارہ سال ہوجائے تو ان کے بستر علیحدہ کردو۔ (ابوداؤد)

بچہ جب سات برس کا ہوجاتا ہے تو اس میں ایک نئی قوت وطاقت پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے اور وہ ایک دوسری حالت میں ہوجاتا ہے جیسا کہ اپنے مقام میں اس کی وضاحت کردی گئی ہے تو مناسب ہوا کہ اسے نماز کا حکم دیا جائے کہ وہ سات برس گزرنے پر حد بلوغت پر پہنچ جاتا ہے اور جبکہ وہ عمر کے پہلے دھائے کو پہنچتا ہے تو اس قابل ہوجاتا ہے کہ اسے نماز کی تاکید کی جائے اور زور دیا جائے اس لئے حکم دیا کہ جب دس برس کی عمر کو پہنچے اور نماز نہ پڑھے تو اسے مار کر نماز پڑھاؤ اور اسلامی آداب کی تلقین کرو۔ اسی بنا پر یہ بھی فرمایا کہ اس عمر میں پہنچ کر بہن بھائیوں کو الگ الگ بستروں میں سلایا جائے کہ یہ حد بلوغ کو پہنچے اور شہوت نفس پیدا ہونے کا وقت ہے اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا امکان ہے۔

نماز کی تعلیم کے ساتھ ہی بچہ جب روزہ رکھنے کے قابل ہوجائے تو اسے روزہ رکھنے کی بھی تلقین کی جائے تا کہ بچہ شروع ہی سے ان عبادات کے احکام سیکھ لے اور نوعمری ہی سے ان کو ادا کرنے اور ان کے حقوق پورا کرنے کا عادی بن جائے اور اسی طرح اللہ عزّ وجل کی اطاعت، اس کے حق پورا کرنے، اس کا شکریہ ادا کرنے اور اس کی طرف متوجہ ہونے اور اس سے التجا کرنے اور

اس کی ذات پر بھروسہ کرنے اور پر کامل یقین کرنے اور ہر پریشانی اور تکلیف کے وَقت اسی کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے حکم پر گردن جھکانے کا عادی بن جائے۔

اولاد کی شادی کرنا

والدین کا فرض ہے کہ جب بچے جوان ہو جائیں تو ان کی شادی کر دیں لیکن شادی میں لڑکے اور لڑکی کا رضا مندی ہونا ضروری ہے کیونکہ اسلام میں زبردستی نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ مُبارک ہے کہ بیوہ عورت کا نکاح اس وَقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت حاصل نہ کرلی جائے اسی طرح کنواری عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے پوچھ نہ لیا جائے۔

غرضیکہ اسلام نے شادی میں مرد اور عورت کا حق ایک جیسا رکھا ہے لیکن لڑکے کے لئے مزید بالا دستی یہ رکھی ہے کہ اگر وہ لڑکی کو ایک نظر دیکھ بھی لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں بچہ پیدا ہو وہ اسے اچھا نام دے اس کی تربیت کرے جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرے، اگر بالغ ہونے پر اس کی شادی نہ کی اور وہ گناہ میں پڑ گیا تو اس گناہ میں اس کا باپ بھی شریک ہوگا۔ (بیہقی)

اسی طرح لڑکی کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لڑکی بارہ برس کی ہو جائے (عرب میں یہ بلوغت کی عمر تھی) اور اس کے والدین شادی نہ کریں تو اب اگر اس لڑکی سے کوئی گناہ ہو گیا تو اس گناہ کی ذِمہ داری باپ اور ماں کی ہوگی۔ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

۱۔ جب بچہ ایک ہفتے کا ہو جائے تو اس کا عقیقہ کرو اور نام رکھو اور اسے پاک کرو۔

۲۔ چھ سال کو ہو جائے تو اسے آداب کی تعلیم دو۔

۳۔ نو سال کا ہو جائے تو اس کا بستر علیحدہ کر دو۔

۴۔ تیرہ سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے سزا دو۔

۵۔ سولہ سال کا ہو جائے تو اس کی شادی کر دو۔

اساتذہ کے حقوق

استاد کا درجہ بمنزلہ باپ کے ہے جیسا کہ منقول ہے کہ آدمی کے تین باپ ہیں ایک وہ جس کے نطفہ سے تیری پیدائش ہوئی (والد) دوسرے وہ جس نے تجھے اپنی بیٹی دی (سسر) اور تیسرے وہ جس نے تجھے علم وآگاہی سے نوازا (استاد ومعلم)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سب سے زیادہ فیاض ہے، اسکے بعد اولادِ آدم میں سب سے زیادہ میں فیاض ہوں، پھر میرے بعد وہ فیاض ہے جس نے علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا، قیامت کے روز وہ اُمت کی صورت میں (اپنے شاگردوں کے ساتھ آئے گا)۔ (بیہقی)

استاد کا ایک حق یہ ہے کہ شاگرد اس کی عزت کریں، مکتب میں اسے ادب واحترام سے بلائیں، مکتب کے باہر بھی اگر استاد مل جائے تو اچھے اخلاق سے پیش آئیں، استاد کے ساتھ ہرگز ہرگز بدتمیزی مت کریں۔ نیز شاگرد کے لئے ضروری ہے کہ اپنے استاد کی کبھی بدتعریفی نہ کرے، نہ اس کی غیبت کرے اور نہ ہی گالی دے۔ راستے میں چلتے وقت استاد کی جائے مسند پر نہ بیٹھے، استاد کی اجازت کے بغیر بات نہ کرے، استاد کے سامنے طویل کلام نہ کرے، استاد کے وقت کا خیال رکھے، جو وقت اس نے تعلیم کے لئے مقرر کر رکھا ہے اگر اس وقت کے مطابق آنے میں دیر ہو جائے تو اس کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے۔

بعض شاگرد اپنے بچپن کی وجہ سے بسا اوقات ایسی بات کہہ دیتے ہیں یا ایسی شرارت کر دیتے ہیں جس سے استاد کو غصہ آجاتا ہے تو اس صورت میں شاگرد میں احساس ندامت پیدا ہونا چاہئے اور بعد ازاں استاد سے اپنی غلطی کی معافی طلب کرنی چاہئے۔

اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تورات کا ایک نسخہ پڑھ رہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسا کرنے کو ناپسند فرمایا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معذرت کی اور کہا میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عذر خواہ ہوں۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ استاد کو اگر شاگرد کی کوئی بات یا عمل پسند نہ آئے تو اسے چاہئے کہ استاد سے معذرت کرلے۔

آداب مجلس

استاد کا حق ہے کہ اس کی موجودگی میں آداب مجلس ملحوظ رکھنے چاہئیں یہ آداب شاگرد کو مجلس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سیکھنے چاہئیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے تعلق کے جہاں اور کئی پہلو تھے ان میں سے استاد اور شاگرد کا پہلو بھی تھا، اس لئے کہ سردارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کا منصب ایک معلم اعظم کا بھی تھا، پاس ایک مسلمان طالبِ علم کو اپنے استاد کے ساتھ برتاؤ کا سلیقہ بھی مجلس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی سیکھنا چاہئے، اس استاد اعظم سے بات کرنے

کا سلیقہ قرآنِ مجید میں یوں سکھلایا گیا ہے۔ ''اپنی آواز کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو، اور ان سے زور زور سے باتیں مت کرو، جیسے تم آپس میں کر لیا کرتے ہو۔'' (حجرات، ۲)

صحابہ کرام علیہم الرضوان مجلس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کامل ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے تھے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بیان ہے کہ وہ مجلس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یوں بیٹھتے تھے، کان علیٰ رُءِ و سینا الطّیر (بخاری) گویا ہمارے سر پر پرندے بیٹھے ہیں کہ ذراسی حرکت کرنے پر اُڑ جائیں گے۔

آدابِ مجلس کا دائرہ بہت وسیع ہے، اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ استاد کی بات کو خاموشی کے ساتھ سنے اور اس کی قطع کلامی نہ کرے۔

علماء کے حقوق

علم ایک عظیم وصف ہے جو انسان کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے اور اس کی عزّت کا باعث اور انتہائی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے، ذہن اور فکر کو عرفان کی معراج بخشتا ہے، غرضیکہ علمِ دین اللہ عزوجل کی عظیم عنایت ہے جسے چاہے عطا فرمادے۔ علماء کرام کا حق یہ ہے کہ ان کی عزّت کی جائے انہیں خود سے مکرم جانا جائے ان کی عزّت واحترام کے بارے میں احادیثِ مبارکہ میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء کی عزّت کرو کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ (کنزالعمال)

علماء کو انبیاء کا وارث اس لئے کہا گیا ہے کہ جو باتیں انبیاء علیہم السلام نے اپنی اُمتوں کو بتائیں اب ان کے بعد انہوں نے اہلِ دُنیا میں ان کا پرچار کرنا ہے۔ عالمِ دین کی شان میں ایک اور رِوایت یوں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ عالم کا تم پر یہ حق ہے کہ تم مجلس میں لوگوں کو بالعموم سلام کرو اور عالم کو خصوصیت کے ساتھ علیحدہ سلام کرو، تم ان کے سامنے بیٹھو، ان کے سامنے ہاتھ سے اشارہ نہ کرو اور نہ آنکھوں سے اشارے کر، جب وہ کوئی مسئلہ بتائے تو یہ نہ کہو کہ فلاں نے اس کے خلاف کہا ہے، اس کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرو، نہ اس کی مجلس میں کسی سے سرگوشی کرو، اس کے کپڑے کو نہ پکڑے، جب وہ اکتا جائے تو اس کے پاس نہ جاؤ، اس کی لمبی صحبت سے احتراز نہ کرو کیونکہ وہ کھجور کے دَرخت کی طرح ہے، تم منتظر رہو کہ تم پر کب اس سے کوئی پھل گرتا ہے۔ کیونکہ مومن عالم کا اجر روزہ دار اور قیام کرنے والے عابد اور اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد کرنے والے شخص سے زِیادہ ہے اور جب عالم مرتا ہے تو اسلام میں ایسا سوراخ ہو جاتا ہے جس کو قیامت تک کوئی چیز بند نہیں کر سکتی۔ (کنزالعمال)

اس رِوایت میں بڑی تفصیل کے ساتھ علم کے ادب واحترام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

حسن سلوک

علماء کا ایک حق یہ ہے کہ لوگ ان سے اچھا سلوک کریں، علماء کو بُرا نہ سمجھیں، انہیں کسی طرح اذیت نہ پہنچائی جائے اور کبھی کبھار ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اکتسابِ علم کیا جائے ، اگر کوئی کسی عالم کے ساتھ گفتگو میں زیادتی کر جائے تو بعد میں اس سے معذرت کرے۔

علماء سے حسنِ سلوک کے بارے میں یہ رِوایت ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عالم زمین پر اللہ عزّ وجل کا سلطان ہے جو اس کی مذمت کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔ (مجمع الزوائد)

اس رِوایت میں علماء کو سلاطین کی مانند قرار دیا گیا یہ کتنا بڑا مقام ہے، اس لئے علماء کی مذمت نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عالم زمین پر اللہ عزّ وجل کا امین ہے۔ (کنز العمال)

علماء کا ایک حق یہ ہے کہ لوگ اللہ عزّ وجل کے طالب علماء کی عظمت وسیادت کو تسلیم کریں کیونکہ علماء کے لئے علم شریعت کا اجراء کرنا اور اس کی حفاظت کرنا ضروری ہے اور علماء اسی صورت میں شریعت پر عمل کا حکم دے سکتے ہیں جبکہ لوگ انہیں خود سے بہتر اور صاحب عزّت مانیں، ان کی عقل، ان کی فکر، ان کی رائے جو عین علمِ الٰہی کے مطابق ہو اس کی قدر کریں، لہٰذا لوگوں پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ دِل وجان سے اللہ کے طالب علماء کی عظمت اور مقام کو جانیں۔

علماء کی عظمت اور سیادت کے بارے میں حسب ذیل روایت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، زمین پر علماء، آسمان پر ستاروں کی طرح ہیں جن سے سمندر اور خشکی پر ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور جب ستارے چھپ جائیں گے تو قریب ہے کہ ہدایت حاصِل کرنے والے بھٹک جائیں۔ (احمد)

لہٰذا ہمیں علم کے سلسلے میں ان کی طرف رجوع کیا جائے کیونکہ لوگوں کی طرف اسی صورت میں علمی و عملی فائدہ ہو سکتا ہے جبکہ علماء کے سچے علم پر عمل کیا جائے جو اللہ عزّ وجل کے قرب کی بات کریں، اللہ عزّ وجل کی یاد اور ذِکر وفکر کی دعوت دیں ایسے علماء کی اتباع لازم ہے جن کے بیان سے دِل سے خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی پیدا ہو جس کی بناء پر سننے والا گناہ ترک کر کے توبہ کر لے۔

اس بارے میں چند اور رِوایات ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء کی اتباع کرو کیونکہ وہ دُنیا وآخرت کے چراغ ہیں۔ (کنز العمال)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں صبح کو اُٹھو کہ تم عالم ہو یا متعلم، اس کے سوا صبح نہ کرو اگر تم یہ نہ کرسکو تو علماء سے محبت رکھو اور ان سے بغض نہ رکھو۔ (طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں، آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں اور جب وہ فوت ہوجائیں تو قیامت تک سمندر کی مچھلیاں ان کے لئے استغفار کرتی ہیں۔ (کنز العمال)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی بندہ کو کتاب اللہ کی ایک آیت کی تعلیم دی وہ اس کا مولیٰ ہے وہ نہ اس کو نامراد کرے اور نہ اس پر اپنے آپ کو ترجیح دے۔ (طبرانی)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کی تخفیف صِرف منافق کرتا ہے، جو شخص اسلام میں سفید ریش ہو، عالم، امام عادل۔ (طبرانی)

بہن کے حقوق

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہن کی خدمت اور پرورش ذریعہ جنّت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بہنوں سے کس قدر محبت فرماتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے ثابت ہوسکتا ہے۔

حنین کے معرکہ میں اسیران جنگ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دودھ شریک بہن سلیماء گرفتار ہوگئیں تو انہوں نے کہا مجھے چھوڑ دو میں پیغمبر علیہ السلام کی بہن ہوں اور جب تاجدارِ رِسالت کے سامنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لایا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رو پڑے اور ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھادی اور بہت دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور انہیں بہت کچھ دے کر احترام سے رُخصت کیا۔

بیٹی کے حقوق

اکثر دُنیادار لوگ عموماً بیٹیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جب بیٹی پیدا ہوجائے تو خوش نہیں ہوتے اور ان کی پرورش کو بوجھ خیال کرتے ہیں، حالانکہ احادیثِ مقدسہ میں بیٹیوں کی پرورش کی بڑی فضیلت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رِوایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی دو بیٹیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ دونوں بالغ ہوگئیں وہ مسلمان قیامت کے دِن میرے ساتھ ہوگا جیسے یہ اُنگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! کتنی بڑی فضیلت کی بات ہے کہ دو بیٹیوں کی پرورش کرنے والا قیامت کے دِن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے لڑکیوں کی پرورش کرنا، ان سے پیار و محبت کر برتاؤ کرنا اپنی سعادت خیال کرنی چاہئے۔

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی صاحبزادیوں سے بے حد محبت فرماتے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کا یہ سلوک تھا کہ جب وہ تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از راہ محبت کھڑے ہوجاتے، سفر سے تشریف لاتے تو پہلے ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا ہی دِین و دُنیا کی بہتری کی ضمانت ہے۔

بیٹی کا حق فقط کھلانا پلانا، پہننا اور بیمار ہوجائے تو تیمارداری اور دوائی کرنا اور جوان ہوجائے تو جہیز دے کر بیاہ کردینا ہی نہیں ہے بلکہ تمہارے ذِمہ یہ اہم فرض بھی ہے کہ بیٹی کو ضروریاتِ دین کی تعلیم دو، جب تک کہ وہ تمہاری نگرانی اور پرورش میں رہیں۔

احکامِ دین کی پابندی اور اس کے ضرور مسائل اور احکام سکھاؤ، مثلاً نماز پڑھنا، روزے رکھنا، قرآن شریف کی تلاوت، بڑوں کا ادب، اچھے اخلاق، امورِ خانہ داری کے بہترین سلیقے اور طریقے سکھائیں کیونکہ قِیامت کے دِن اولاد سے متعلق باز پرس ہوگی۔ آج کل جدید تعلیم میں بدقسمتی سے گانا بجانا، ڈِرامے، سینما اس قِسم کے فحش کاموں سے اولاد کو دُور رکھئے بلکہ خود بھی بچتے رہیے تاکہ آپ کی وجہ سے اولاد پر بھی اثر نہ پڑے، بلکہ اولاد کو خوفِ خدا، اطاعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور فکرِ آخرت کی تعلیم سے وابستہ کیجئے۔ ان باتوں پر عمل کرنے سے ہی مسلمان عورت نیک اور اچھی بن سکتی ہے۔

بیٹی اور اسلام

اسلام سے قبل عرب میں عام دستور تھا کہ بیٹی کی پیدائش کو قطعی نحوست اور ذلت کی علامت خیال کرتے تھے اور بیٹی کے پیدا ہوتے ہی جہالت سے اسے زِندہ دفن کردیا کرتے تھے، عرب کیا تمام دُنیا میں بیٹی کی پیدائش منحوس خیال کی جاتی رہی ہے، ہندوستان میں تو اب بھی یہی خیال عام ہے، ہنود میں تو لڑکی ہونے پر اس طرح افسردہ ہوجاتے ہیں گویا کوئی بڑا نقصان ہوگیا ہے۔

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے بیٹی کی قدر و منزل کو بڑھایا۔ قرآنِ مجید کا ارشاد ہے، ''بلاشبہ وہ لوگ خسارے میں ہیں جنھوں نے اپنی اولاد کو بدعقلی اور جہالت سے مار ڈالا۔'' تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو لڑکیوں کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اس نے اچھی طرح سے ان کی پرورش کرلی تو وہ لڑکیاں دوزخ کی آڑ میں ہوجائیں گی۔

رشتہ داروں کے حقوق

قرآن و احادیث میں بار بار رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور اچھے برتاؤ کا حکم فرمایا ہے لہٰذا ان کے حقوق کو ادا کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم اور ضروری ہے۔

۱۔ اگر آپ کے عزیز و اقرباء مفلس محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اپنی طاقت اور گنجائش کے مطابق ان کی مالی مدد کرتے رہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس ایک دِینار ہے میں اس کا کیا کروں؟ ارشاد ہوا، اسے اپنے اوپر خرچ کرو۔ تو اس نے

کہا ایک دِینار اور بھی ہے تو ارشاد ہوا کہ رشتہ داروں پر خرچ کرو، تو وہ کہنے لگا کہ ان تین میں سے ایک اور زِیادہ ہے تو فرمایا اسکو اپنے خادم پر خرچ کرو یہ سن کر اس نے کہا کہ ایک اور بھی ہے تب ارشاد ہوا اب تمہیں اختیار ہے اور تم بہتر جان سکتے ہو۔ (ابو داؤد، نسائی)

خرچ کی ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرنی چاہئے اگر ان کی ضرورت سے فالتو مال بچ جائے تو آپ پھر اسے اپنے عزیز وا قارب کی مالی ضروریات پوری کرنے کے لئے خرچ کرسکتے ہیں، اس کے بعد پھر بھی آپ کے پاس مال بچ جائے تو آپ اللہ عزّ وجل کی راہ میں جہاں چاہے خرچ کرسکتے ہیں، غرضیکہ پہلے ان لوگوں کا زِیادہ حق ہے جن کی کفالت آپ کے ذِمّہ ہے۔

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا رِوایت کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک لونڈی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں آزاد کی اور اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کو اپنے ماموں کو دیتی تو زِیادہ ثواب ملتا۔ (بخاری)

اس حدیث سے ہمیں یہ اصول حاصل ہوتا ہے کہ کسی چیز کو اللہ عزّ وجل کی راہ میں دینے سے پہلے اس طرف توجہ دی جائے کہ اس کی ضرورت کسی رشتہ دار کو ہے اگر ضرورت ہو تو پہلے وہ چیز اپنے قریبی رشتہ کو دیں۔ بعدازاں پھر دیگر ضرورت مندوں کو دیں۔

۲۔ کبھی کبھی اپنے رشتہ داروں کے یہاں آتے جاتے بھی رہیں اور ان کی خوشی اور غمی میں شریک رہیں۔

۳۔ خبردار، ہرگز ہرگز کبھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرکے رشتہ کو نہ کاٹیں، رشتہ داری کاٹ ڈالنے کا بہت بڑا گناہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنّت میں داخل نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ج ۲ ص ۴۱۹)

اگر رشتہ داروں کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس پر صبر کرنا اور پھر بھی ان سے میل جول اور تعلق کو برقرار رکھنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے ملاپ رکھو اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کردو اور جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے تم اس کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے آدمی اپنے اہل وعیال کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کی مالداری بڑھ جاتی ہے اور اس کی عمر میں درازی اور برکت ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۲ ص ۴۲۰)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور نیک سلوک کرنے کا خاص طور پر دھیان رکھے اور یاد رکھے شریعت کے احکام پر ہی عمل کرنا مسلمانوں کے لئے دونوں جہان میں فلاح اور نجات کا سامان ہے۔

جولوگ ذرا ذرا سی بات پر اپنی بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں، خالاؤں، ماموؤں، چچاؤں، بھتیجوں، بھانجوں وغیرہ سے یہ کہہ کر قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ آج سے میں تیرا رشتے دار نہیں اور پھر سلام، کلام، ملنا جلنا بند کر دیتے ہیں یہاں تک کہ رشتہ داروں کی شادی و غمی کی تقریبات کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں، حتیٰ کہ بعض بدنصیب اپنے قریبی رشتہ داروں کے جنازوں اور کفن و دفن میں بھی شریک نہیں ہوتے وہ مذکورہ احادیث کو پڑھ کر خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ لوگ کتنے بڑے بدبخت اور گناہگار ہیں۔

یتیم کے حقوق

پیارے اسلامی بھائیو! یتیموں سے اچھا سلوک کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنے مرحوم والد کی شفقت کا نعم البدل محسوس کریں کیونکہ والدین کے دِل میں اولاد کے لئے فطری طور پر ایک ایسا پیار اور محبت بھرا جذبہ ہوتا ہے جس سے اولاد فرحت اور راحت محسوس کرتی ہے اس لئے یتیموں سے ایسا مشفقانہ رویہ اختیار کرنا چاہئے کہ جس شفقت سے وہ اپنے آپ کو محروم سمجھتے ہوں انہیں وہ میسر رہے۔ اس لئے یتیم کو گود میں لینا، ان کا بوسہ لینا، ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرنا یہ سب حسنِ سلوک کے زمرے میں آتا ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیث میں یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم کی پرورش کرنے والا خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے، راوی نے درمیانی اُنگلی اور شہادت کی اُنگلی کو ملا کر اِشارہ کیا۔ (مسلم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو اللہ تعالیٰ ہر اس بال کے بدلے جس پر اس کا ہاتھ پھیرا نیکیاں لکھتا ہے اور جو کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ اچھا سلوک کرے جو اسکے پاس ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دونوں اُنگلیاں ملائیں۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان گھرانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیکی کی جاتی ہو اور مسلمانوں کا بُرا گھر وہ ہے جس گھر میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی قساوتِ قلبی کی شکایت کی، فرمایا کہ یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (احمد)

یتیموں کا حق یہ ہے کہ ان کی بہتر طریقے سے پرورش کی جائے، یتیم جن لوگوں کی زیرِ کفالت میں ہوں ان کو چاہئے کہ ان کی تعلیم وتربیت کی طرف خصوصی توجہ دیں، یتیم بچوں کو اپنی استطاعت کے مطابق اپنی اولاد کی طرح لکھایا پڑھایا جائے اگر صاحبِ حیثیت ہوں تو ان کے تعلیمی اخراجات بھی برداشت کریں، تعلیم کے ساتھ انہیں اچھے اخلاق وآداب سکھائیں۔

"یتیم کی کفالت کرنے والے کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قربت کا اعزاز بھی حاصل ہوگا"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے تین یتیموں کو پالا پوسا تو وہ ایسا ہی ہے جیسا رات بھر عبادت کرتا رہا ہو، دِن میں روزے رکھتا ہو، اور صبح وشام تلوار لے کر جہاد کرتا رہا ہو اور یاد رکھو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے یہ دو اُنگلیاں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درمیانی اور شہادت کی اُنگلی کو ملا کر دِکھایا۔ (ابنِ ماجہ)

جو لوگ مالدار ہوں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اور دوسرے یتیموں کی مالی امداد کرتے رہا کریں کیونکہ یتیم بچے بچیوں کا ذریعہ معاش تو ہوتا نہیں لہٰذا اسلام میں مالداروں کے لئے ضروری ہے کہ یتیموں کی مالی امداد کیا کریں۔

چُنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ عزّ وجل کی راہ میں کیا خرچ کریں، فرمادیجئے جو چاہو خرچ کرو لیکن ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کو دو، اور جو بھلائی تم کروگے خدا اس کو جانتا ہے۔ (البقرہ، ۲۱۵)

اللہ عزّ وجل کے اس فرمان کے مطابق جن لوگوں کی مالی اعانت کی تاکید فرمائی گئی ہے ان میں یتیم بھی شامل ہیں۔ اگر کسی کے پاس یتیم لوگ غربت اور افلاس کا شکار ہوں اور وہ مالدار ہوتے ہوئے ان کی مدد نہ کریں تو یہ ان کی حق تلفی ہوگی جو اللہ عزّ وجل کو ناپسند ہے، اس لئے جب کوئی شخص اللہ عزّ وجل کی راہ میں مال دینے لگے تو مندرجہ بالا فرمان کے مطابق درجہ بدرجہ ان پر خرچ کرے جنہیں دینے کے لئے اللہ عزّ وجل نے فرمایا ہے۔

یتیموں کے مال کی حفاظت

بعض یتیم بچوں کی بے شمار جائیداد ہوتی ہے، جو انہیں وراثت میں ملتی ہے اس کے مال کی حفاظت کرنا سرپرست کے ذِمے ہے۔ ان کے مال کو بڑے احسن اور محتاط طریقے سے خرچ کرنا چاہئے اور نہ ہی کسی بہانے سے خود کھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ چُنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، اور یتیموں کی پرورش کرتے رہو حتیٰ کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں، بس اگر تم ان میں عقل مندی دیکھو تو ان کا مال ان کے سپرد کردو اور اسے فضول خرچی کے ذَرِیعے نہ کھاؤ، اور نہ ہی جلد بازی میں اُڑاتے جاؤ کہ وہ بڑے ہوکر اپنا مال تم سے واپس لے لیں گے اور جو غنی ہو وہ اس سے بچے اور جو ضرورت مند ہو اسے چاہئے مناسب طریقے سے ان کے مال کو مصرف

میں لائے۔ پھر جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگے تو اس پر گواہ بنالو اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے۔ (نساء،٦)

یہاں فرمایا گیا ہے کہ یتیموں کی دیکھ بھال ان کے جوان ہونے تک رکھو اس وَقت تک اگر ان کا مال تمہاری نگرانی میں ہو تو اب اسے ان کے سپرد کردو کیونکہ وہ اب جوان ہو کر اس کی حفاظت کرنے کے خود قابل ہو گئے ہیں اور یتیموں کو جب ان کا مال واپس دیا جائے تو اس وَقت اس پر گواہ بنالئے جائیں۔

یتیموں کا مال کھانے کی ممانعت

اللہ عزّ وجل نے یتیموں کا مال کھا جانے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے بلکہ اسے ظلم قرار دیا ہے، جو ایسا کرے گا وہ گویا کہ حرام مال کھائے گا، جس کی بناء پر اسے دوزخ میں ڈالا جائے گا اور یہ کتنی بڑی سزا ہے، اس لئے کبھی بھی یتیم کا مال کھانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ''بے شک جو لوگ ظلم کر کے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ڈالتے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔'' (نساء،١٠)

مزید ارشاد ہوتا ہے، ''یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو اس کے لئے فائدہ مند ہو یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے۔'' (بنی اسرائیل، ٣٤)

یتیموں کا مال نہ کھانے کے بارے میں احادیث درج ذیل ہیں۔

حاکم نے سندِ صحیح کے ساتھ رِوایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار اشخاص ایسے ہیں کہ جب اللہ عزّ وجل عدل کرے گا تو انہیں جنّت میں داخِل نہ کرے گا اور نہ ہی انہیں جنّت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے دے گا۔ شرابی، سود خور، ناحق یتیموں کا مال کھانے والا، اور والدین کا نافرمان۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے اللہ! میں دو ضعیفوں کا یعنی ایک یتیم اور ایک عورَت کا حق کھانے کو انتہائی بُرا سمجھتا ہوں۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سات مہلک چیزوں سے بچو، حاضرین نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ تو فرمایا، اللہ عزّ وجل کا شریک ٹھہرانا، جادوگری کرنا، اور ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال ہضم کر جانا، جہاد میں پیٹھ دِکھانا، اور ایماندار اور پاکدامن خواتین پر تہمت لگانا۔ (بخاری شریف)

معراج شریف کی حدیث میں ہے، پس میں اچانک ایسے آدمیوں کے پاس آیا جن پر کچھ لوگ مقرر تھے جو ان کی داڑھیاں نوچ رہے تھے اور کچھ لوگ جہنم کے پتھر لاکر ان کے مُنہ میں ڈال رہے تھے جو ان کے پیچھے سے نکل رہے تھے۔ میں نے کہا، اے جبرائیل علیہ السلام! یہ کون ہیں؟ جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے تھے اور یہ اپنے پیٹ میں

آگ کھا رہے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

مساکین کے حقوق

مساکین سے ہمیشہ اچھا سلوک کرنا چاہئے کیونکہ مساکین اکثر دکھ مصائب اور آلام میں مبتلا ہوتے ہیں لہٰذا ان سے ہمیشہ اچھا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔

جب کوئی مسکین ملنے آئے تو دوسری مصروفیات ترک کرکے اس کی طرف توجہ دینی چاہئے اور اس کی بات بڑی توجہ کے ساتھ سُننی چاہئے اور ان کی خبر گیری بھی کرتے رہنا چاہئے۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے۔ فقیر کو یعنی جس کے پاس کم از کم ایک دِن کا کھانے کے لئے اور پہننے کے لئے موجود ہے اسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے اور ایسوں کے سوال پر دینا بھی ناجائز ہے، دینے والا گنہگار بھی ہوگا۔ (رسائلِ عطاریہ)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذاتِ خود بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرتے تھے اس کا ذِکر حدیث میں یوں ہے:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنے والا اللہ عزّ وجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور میرے خیال میں آپ نے فرمایا! اس قیام کرنے والے کی طرح جو نہ تھکے اور اس روزہ دار کی طرح جو روزہ نہ چھوڑے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی، اے اللہ مجھے مسکین زِندہ رکھ، حالت مسکین میں رحلت ہو اور قِیامت کے دِن مساکین ہی کی جماعت سے اُٹھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں ایسا ہو تو فرمایا مساکین امیر لوگوں سے چالیس سال پہلے جنّت میں داخل ہوں گے۔

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! مسکین کے سوال کو کبھی رَد نہ کرنا اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! مسکین سے محبت رکھ اور انہیں اپنے قریب کر (ایسا کرنے سے) اللہ تعالیٰ تجھے قِیامت کے دِن اپنا قرب نصیب کریگا۔ (ترمذی)

مالدار لوگوں پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ گاہے بگاہے مساکین کی مالی امداد کرتے رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

’’آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو فرما دیجئے کہ والدین، رشتہ داروں، یتیم اور مسکین اور مسافروں

کی بہتری کیلئے خرچ کرو اور جو نیکی تم کرو گے اللہ عزوجل اسے خوب جانتا ہے۔" (پ ۲، بقرہ: ۲۱۵)

اس آیتِ مقدّسہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ مساکین کی ضروریات کے لئے اپنے مال کو خرچ کرو اور اس میں رضائے الٰہی کو مدِنظر رکھو، اگر کوئی مسکین بیماری میں مبتلا ہو اور آپ علاج کے لئے دے سکتے ہیں اور اگر کسی یتیم کی بچی کی شادی ہو اور مسکین کے پاس خرچ کرنے کے لئے مال نہ ہو تو آپ اس کی چپکے سے مدد کریں، اگر کسی مسکین پر قرض ہو تو آپ اس کا قرض بھی اُتار سکتے ہیں، غرضیکہ وہ شرعی ضروریات جو زِندگی کی بقاء کے لئے ضروری ہیں ان کے لئے مسکین کی مالی امداد کرنا بہت ہی افضل درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "اور عزیز و اقارب اور مساکین اور مسافروں کو ان کا حق دو اور فضول خرچی کے ذریعے بیجا خرچ نہ کرو۔" (بنی اسرائیل، ۲۶)

اس آیتِ مبارکہ میں مساکین کی مالی امداد کے بارے تاکید فرمائی گئی ہے کہ ان پر اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرو کیونکہ ایسا کرنا اللہ عزوجل کو بہت پسند ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص نے جنگل میں بادل سے ایک آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو وہ بادل چل پڑا اور اس نے بجری والی زمین پر پانی برسایا وہاں کے نالوں میں سے ایک نالہ بھر گیا وہ شخص اس پانی کے پیچھے پیچھے گیا، وہاں ایک شخص باغ میں کھڑا اپنے پھاوڑے سے پانی کو اِدھر اُدھر کر رہا تھا اس شخص نے باغ والے سے پوچھا اے اللہ عزوجل کے بندے! تمہارا نام کیا ہے اس نے اپنا وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا اس شخص نے پوچھا اے اللہ عزوجل کے بندے! تم نے میرا نام کیوں پوچھا تھا؟ اس نے کہا، جس بادل نے اس باغ میں پانی برسایا ہے میں نے اس بادل سے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو، اس نے تمہارا نام لیا تھا تم اس باغ میں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا اب جب تم نے یہ بتایا ہے تو سنو! میں اس باغ کی پیداوار پر نظر رکھتا ہوں ایک تہائی میں، میں اور میرے اہل وعیال کھاتے ہیں اور تہائی میں مسکینوں، سائلوں اور مسافروں پر خرچ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی اسی باغ پر خرچ کر دیتا ہوں۔ (مسلم)

مساکین کا ایک حق یہ ہے کہ زکوٰۃ دیتے وَقت ان کو بھی دی جائے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "بے شک صدقات یعنی زکوٰۃ فقراء، مساکین اور اس کے عاملین اور دِلجوئی اور غلام آزاد کرانے میں اور فلاحی قرض اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے ہے۔ اللہ عزوجل کی طرف سے مقرر شدہ ہے اور اللہ حلم والا حکمت والا ہے۔" (پ ۱۰، توبہ ۶۰)

اس آیت میں اللہ عزوجل نے آٹھ مصارف کا ذِکر فرمایا ہے جن پر زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا چاہئے ان میں سے ایک مصرف مسکین کو زکوٰۃ دینا بھی ہے، اس لئے جب اہل ثروت لوگ زکوٰۃ کا مال تقسیم کریں تو انہیں چاہئے کہ مساکین کا خیال رکھیں اور

ضرورت کے مطابق انہیں چپکے سے دے دیں کیونکہ مساکین کا حق ہے کہ وہ اشارتاً یا کنایۃً اپنی شدید ضرورت کا کسی کو احساس دِلا سکتا ہے مگر اس کے لئے سائلوں کی طرح بھیک مانگنا منع ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جو لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے اور دو ایک لقمے یا دو ایک کھجوریں اس کو دے دی جاتی ہیں بلکہ مسکین تو وہ ہے جس کے اندر اتنی غذا نہیں جو اس کو غنی کر دے اور نہ اس کے بارے میں معلوم کیا جائے کہ وہ محتاج ہے اور اس کو صدقہ دیا جائے اور وہ لوگوں سے سوال کرنے کے لئے نہیں اُٹھتا ہے۔ (بخاری شریف)

مساکین کو کھانا بھی کھلانا چاہئے کیونکہ اللہ عزّ وجل نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ، ”جنّتی لوگ سوال کریں گے مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی، وہ کہیں گے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ کھلاتے تھے۔“ (پ ۲۹، مدثر ۴۰ تا ۴۴)

آخرت میں جب اہلِ جنّت جب جنت میں آرام سے بیٹھے ہوں گے تو اس وقت جب وہ اہلِ دوزخ سے سوال کریں گے کہ تمہیں کون سا بُرا عمل دوزخ میں لے آیا تو وہ جواب میں کہیں گے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ مستحق لوگوں کو کھانا کھلانا بھی ضروری ہے کیونکہ مساکین کی خدمت جنّت میں لے جانے والے اعمال میں سے ہے۔ جن لوگوں کی روزی تنگ ہوجاتی ہے۔ اس کی ایک وجہ مسکینوں کو کھانا نہ کھلانا بھی ہے اس لئے جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی روزی فراخ ہو جائے تو انہیں چاہئے کہ اللہ عزّ وجل کی راہ میں غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی عادت بنانی چاہئے۔ احادیث میں یوں ترغیب دی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ ایک دِن صبح کے وَقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ جناب حضرت سیّدُنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں نے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسرا سوال کیا، کیا تم میں سے جنازہ میں کس نے شرکت کی ہے؟ تو ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر سوال کیا کہ مسکین کو کھانا کس نے کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے، پھر سوال فرمایا گیا کہ مریض کی عیادت کس نے کی ہے، اس موقع پر بھی ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، میں نے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں یہ سات صفات جمع ہو جائیں وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف)

پڑوسی کے حقوق

ہمسایوں کے حقوق کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے کیونکہ ہمسائے بالکل قریب ہوتے ہیں، اس لئے جس طرح وہ ایک دوسرے کے دُکھ سکھ میں کام آسکتے ہیں اس طرح دوسرے رشتہ دار فوری طور پر کسی کی تکلیف کے موقع پر حاضر نہیں ہوسکتے اس لئے ہمسائیگی کو اسلام میں بہت درجہ دیا گیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے حقوق کے بارے تاکید کرتے رہے یہاں کہ میں نے گمان کیا وہ اسے وراثت میں شریک کردیں گے۔ (بخاری و مسلم)

''ہمسایوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا مسلمان کی عظمت کا مظہر ہے اس لئے پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ کرنے کو اسلامی اخلاق کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے۔''

ابو شریح الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ عزّ وجل اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ نیک سلوک کرے، جو شخص اللہ عزّ وجل اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا احترام کرے اور جو شخص اللہ عزّ وجل اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ یا تو اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (ابنِ ماجہ)

حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ پڑوسیوں کا یہ بنیادی حق ہے کہ ان کے ساتھ اچھا اور نیک سلوک کیا جائے اس حسنِ سلوک کی بہت سی صورتیں ہیں۔ایک رِوایت کے مطابق ہمسائے کے حقوق کا شمار یہ کیا گیا ہے۔

۱۔ اگر اسے مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرو۔

۲۔ اگر وہ کچھ قرض یا اُدھار مانگے تو اسے دو۔

۳۔ اگر وہ غریب ہو تو اس کی حاجت روائی کرو۔

۴۔ اگر بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرو اور اگر فوت ہوجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔

۵۔ اگر اسے کوئی خوشی نصیب ہو تو اس کی مسرت و شادمانی میں شریک ہو کر اسے مبارک باد دو۔

۶۔ اپنے گھر کی دِیوار اتنی اونچی نہ لے جاؤ کہ اس کے گھر میں ہوا کی آمد ورفت بند ہوجائے۔

۷۔ اگر کوئی میوہ ترکاری اپنے ہاں لاؤ تو اس کے ہاں بھی بھجواؤ اور ایسا نہ کرسکو تو یہ بات ان سے پوشیدہ رکھو۔

۸۔ اپنے بچوں کو اس چیز کی اجازت نہ دیں کہ وہ باہر ہمسائے کے دَروازے کے سامنے جا کر ان کے بچوں کو تنگ نہ کریں کہ اس سے خواہ مخواہ بڑوں کے درمیان رنجش پیدا ہونے کا امکان ہے۔

۹۔ آپ کے باورچی خانے کا دھواں ہمسائے کی پریشانی کا باعث نہیں ہونا چاہئے ہاں اگر اسے بھی کھانے کی کوئی چیز بھیجتے رہو۔

ہمسایہ کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ اسے دیکھتے ہی سلام کریں اس سے طویل گفتگو نہ کریں اس سے اکثر مانگتے نہ رہیں۔ اس کی غلطیوں سے درگزر کیجئے۔ چھت سے اس کے گھر نہ جھانکیں، اس کے گھر کے صحن میں مٹی نہ پھینکیں، اس کے گھر کے راستہ کو تنگ نہ کریں، وہ گھر کی طرف جو کچھ لے جا رہا ہو اس ے گھوریں مت، اس کے عیوب کی پردہ پوشی کریں، جب اسے کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کی مدد کریں، اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر کی دیکھ بھال سے غافل نہ ہوں، اسکی غیبت نہ سنیں، اس کی عزّت کا خیال رکھیں، اس کی اولاد سے نرمی سے گفتگو کریں، جن دِینی اور دُنیوی امور سے وہ ناواقف ہو ان میں اسکی راہنمائی کریں گویا ہر طرح سے ہمسایہ گیری کے لحاظ کر مدنظر رکھیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز وُضو فرمارہے تھے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان پانی کو ملنے لگے، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم ایسا کیوں کررہے ہو؟ عرض گزار ہوئے کہ اللہ عزّوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ اللہ عزّوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرے یا اللہ عزّوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے محبت کریں تو جب بات کرے تو سچ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرے اور جب کسی کا ہمسایہ بنے تو حسنِ سلوک کرے۔ (بیہقی)

بھوکے ہمسایہ کو کھانا کھلانا

ہمسایہ کا ایک حق یہ ہے کہ اگر وہ بھوکا ہو اور آپ کو اس کی بھوک کے بارے میں معلوم ہو تو اسے کھانا کھلانا آپ کے فرائض میں شامل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، مومن وہ نہیں جو اپنا پیٹ بھرے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔ (بیہقی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ وہ مسلمان کمال ایمان کے درجہ کو کیسے پہنچ سکتا ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی بالکل بھوکا رہے۔ کسی کامل مسلمان کے بارے میں یہ تصوّر نہیں کیا جاسکتا کہ یہ جاننے کے باوُجود کہ اپنے پڑوس میں فلاں شخص کو محتاجی و افلاس اور شدت بھوک نے مضطرب و بے حال کر دیا ہے، وہ اس کی خبر نہ لے اور اس کو اپنے کھانے میں شریک نہ کرے، غرضیکہ کھانے پینے کی چیزوں میں بھی ہمسایوں کا خیال رکھنا چاہئے تا کہ کوئی ہمسایہ بھوکا نہ رہے۔

ایک اور صحابی سے یہ بھی روایت مروی ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص مومن نہیں ہے کہ جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔ (کنز العمال)

اس حدیثِ پاک میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے پڑوسیوں کی بھوک، پیاس میں ہو اور خود پیٹ بھر کر کھا رہا ہے تو ایسا شخص مومن نہیں ہے اور کامل ایمان والوں کی تو یہ نشانی ہوتی ہے کہ خود تو بھوکے رہتے ہیں اور دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اس بات کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احسن طریقے سے سمجھایا ہے کہ سالن پکاتے وقت تھوڑا سا پانی زیادہ ڈال لو تاکہ ہمسایہ کی ضرورت بھی پوری ہو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوذر جب شوربا پکاؤ تو پانی زیادہ ڈالا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔ (مسلم)

اپنے ہمسایوں سے نیک سلوک کرنا اللہ عزوجل کی دوستی کی علامت ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے نیک بندے رضائے الٰہی کے پیش نظر ہمیشہ ہر ایک سے اچھا سلوک کرتے ہیں لہٰذا اللہ عزوجل کے بندوں کی پہچان کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے دوست وہی ہیں جو دوسروں کو اپنا دوست بناتے ہیں ایسے ہی بہترین پڑوسی وہ ہیں جس کو تمام ہمسائے اچھا سمجھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بہترین دوست خدا کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے دوستوں کے لئے بہترین ہیں اور بہترین پڑوسی خدا کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہیں۔ (ترمذی)

حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کی خوش بختیوں میں سے یہ ہے کہ اسے دُنیا میں وسیع مکان، نیک ہمسایہ اور پسندیدہ سواری مل جائے۔

ہمسایہ کا صِرف یہ حق نہیں کہ آپ اس سے اس کی تکلیفیں دُور کریں بلکہ ایسی چیزیں بھی اس سے دُور کرنی چاہئیں کہ جن سے انہیں دُکھ پہنچنے کا احتمال ہو، ہمسایہ سے دُکھ دُور کرنا، اسے دکھ دینے والی چیزوں سے دُور رکھنے کے علاوہ کچھ اور بھی حقوق ہیں اس سے نرمی اور حسنِ سلوک سے پیش آئے اس سے نیکی اور بھلائی کرتا رہے۔

ابن المقفع رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا کہ تمہارا ہمسایہ سواری کے قرض کی وجہ سے اپنا گھر بیچ رہا ہے، ابن المقفع اس شخص کی دیوار کے سائے میں بیٹھتے تھے۔ اس نے یہ سن کر کہا کہ اگر اس نے تنگدستی کی وجہ سے اپنا گھر بیچ دیا تو گویا میں نے اس کی دیوار کے سایہ کی قدر نہیں کی، چنانچہ اس کے پاس رقم بھیجی اور کہلا بھیجا کہ اپنا گھر نہ بیچو۔

ہمسایوں کو تحفہ دینا

ہمسایوں میں محبت اور تعلقات کی بہتری کے لئے ایک دوسرے ہمسائے کو تحائف دینے کی ترغیب بھی دی گئی ہے اس طرح دِلوں میں ایک دوسرے کا احترام اور اُلفت پیدا ہوتی ہے اس لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مسلمان عورتوں کو اس طرح تاکید فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا، اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی پڑوسن کے لئے کسی چیز کو حقیر نہ جانے اگرچہ بکری کا کھر ہی (تحفہ میں) ہو۔ (بخاری)

تحفہ خواہ معمولی ہو یا قیمتی اسے حقیر نہیں جاننا چاہئے کیونکہ تحفہ کی تہہ میں تحفہ پیش کرنے والے کے دِلی جذبات کی وابستگی ہوتی ہے اس لئے تحفہ کو بصد شکریہ اور احترام قبول کرنا چاہئے اس کا مطلب یہ ہے کہ تحفہ لینے سے انکار بھی نہیں کرنا چاہئے، ہمسائیوں میں تحائف دیتے وقت قریبی ہمسائے کا زیادہ حق ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا میرے دو پڑوسی ہیں، کس کو تحفہ بھیجوں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ زِیادہ قریب ہو۔ (بخاری)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ کا کہنا ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور آپ کا غلام بکری کی کھال اُتار رہا تھا آپ نے کہا اے غلام جب بکری کی کھال اتار لے تو سب سے پہلے ہمارے یہودی ہمسایہ کو گوشت دینا آپ نے یہی بات متعدد بار کہی تو غلام نے کہا اب اور کتنی بار کہیں گے تب آپ نے فرمایا، تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہمیں برابر ہمسائیوں کے متعلق وصیت فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ہمسائیوں کو وارث نہ بنا دیا جائے۔

حکایت اس رات کو سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ دو چار لمحوں کے لئے بھی آنکھ نہ لگا سکے، سوتے بھی تو کیسے؟ رات بھر ساتھ والے مکان سے ایک بچے کے رونے کی آواز مسلسل آ رہی تھی، ایک تو رونا اور دوسرے بچے کا رونا۔ رفیق القلب لوگوں کے لئے تو سوہانِ روح ہوتا ہے۔ رات جب کٹی اور سپیدہ سحر نمودار ہوا تو سلطان بایزید پڑوسی یہودی کے دَروازے پر کھڑے دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔ اندر سے آواز آئی کہ مرد کوئی گھر میں موجود نہیں، سلطان بایزید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنا تعارف کرایا اور خیریت دریافت کی، یہودی کی بیوی نے بتایا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے سفر پر گیا ہوا ہے اس عرصے میں میرے ہاں ولادت ہوئی ہے، رات بھر وہی بچہ روتا رہا ہے، سلطان بایزید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بچے کے رونے کی وجہ دریافت کی تو عورت نے بتایا کہ گھر میں اندھیرا رہتا ہے پردہ نشین عورت ہوں، ایک مفلسی مسلط ہے، کوئی تیل لانے والا ہے نہ تیل منگانے کے لئے پیسے؟ تھوڑا بہت غلہ جو میرا شوہر جاتے وَقت گھر میں رکھ گیا تھا اسی پر گزارا چل رہا ہے۔ فجر کی اذان ہو چکی تھی عورت

کا جواب سن کر سلطان بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں چلے گئے اس دن ایسا لگا جیسا کہ عورت کے گھر میں بہار آگئی ہے۔ ضرورت کی ہر چیز سلطان بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر سے پہنچنے لگی۔ شام ہوئی تو اللہ عزوجل کا ولی جسے دُنیا آج تک سلطان العارفین کے نام سے جانتی ہے اور مانتی ہے، ہاتھ میں تیل کی کپی لئے یہودی کے دروازے پر کھڑے رہتے کہ کہیں اس کا مکان تاریک نہ ہوجائے اور اس کا بچہ اندھیرے میں رونے نہ لگے کئی مہینے یہ سلسلہ چلتا رہا، حتیٰ کہ یہودی پڑوسی سفر سے واپس آگیا، وہ سوچتا سوچتا آرہا تھا کہ گھر میں تو بہت تکلیف ہوئی ہوگی کیونکہ میں خرچ محدود دے کر گیا تھا لیکن جب اس کی بیوی نے بتایا کہ تکلیف اُٹھانے کی کوئی نوبت نہیں آئی اور سلطان بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے گھر والے مسلسل اس کی اور اس کے بچے کی دیکھ بھال کرتے رہے، تو یہودی بہت خوش ہوا۔ شکریہ ادا کرنے کی غرض سے سلطان بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا شکریہ کی ضرورت نہیں میں نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے اگر میں یہ نہ کرتا تو سخت گنہگار ہوتا کیونکہ ہمارے دِین میں پڑوسی کے بڑے حقوق ہیں، یہودی نے حضرت سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بایزید کا ہاتھ تھام کر عرض کیا حضور مجھے بھی اسی دِین کی چادر میں چھپالو اور کلمہ پڑھادو۔

اذیت دینے کی ممانعت

ہمسایوں کو دکھ تکلیف پہنچانا سخت گناہ ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے سخت منع فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا کی قَسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کون یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ فرمایا جس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی مامون نہ ہو۔ (بخاری)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ کسی ہمسایہ کو تکلیف نہ دی جائے، بلکہ درحقیقت اہلِ ایمان وہی ہیں جن کے پڑوسی ان سے راضی ہیں۔ ایک اور رِوایت میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ عزوجل اور قِیامت پر یقین رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے۔ (بخاری ومسلم)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل کے نیک بندوں کا ہمیشہ یہی طرزِ عمل ہوتا ہے کہ وہ کسی کو ستاتے نہیں بلکہ اگر کوئی انہیں ستائے تو صبر کرتے ہیں اور اپنے آرام کو قربان کر کے دوسروں کو راحت پہنچاتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ ایک بُزرگ چوہوں کی وجہ سے پریشان تھے، کسی نے کہا کہ آپ بلی کیوں نہیں رکھتے تاکہ یہ آپ کے گھر سے بھاگ جائیں، بزرگ نے جواب دیا کہ بلی اس لئے نہیں رکھتا کہ اس سے ڈر کر چوہے ہمسایہ کے گھر میں جا گھسیں گے۔ لہٰذا جس کو میں اپنے لئے پسند نہیں کرتا اسے ہمسایہ کے لئے پسند کیوں کروں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنّت میں داخل نہیں ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں۔ (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ستانا حرام ہے اور پڑوسی کو تنگ کرنے والا جنّت میں نہیں جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاں عورت کا بہت نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا اور خیرات کرنے کا چرچا ہے، مگر وہ اپنی زَبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ پھر عرض گزار ہوا کہ فلاں عورت کم روزے، کم صدقہ اور نمازیں بھی کم پڑھتی ہے، وہ پنیر کے ٹکڑے ہی خیرات کرتی ہے لیکن زَبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی، فرمایا وہ جنّتی ہے۔ (احمد، بیہقی)

ایک شخص تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ہمسائے کا شکوہ کیا، مَدَنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صبر کر، دوسری، تیسری اور چوتھی بار جب شکایت کی تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنا سامان راستے میں ڈال دے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے جب اس کا سامان باہَر راستے میں پڑا دیکھا تو پوچھا، کیا بات ہے؟ اس نے کہا مجھے ہمسایہ ستاتا ہے، لوگ وہاں سے گزرتے رہے اور پوچھتے رہے اور کہتے رہے اللہ تعالیٰ اس ہمسائے کو ہدایت کرے، جب اس کا ہمسایہ کو پتہ چلا تو بے حد نادم ہوا اور معذرت چاہنے لگا اور درخواست کی کہ اپنا سامان واپس لے آؤ بخدا میں پھر تمہیں کبھی تکلیف نہ دوں گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

سبحان اللہ! سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلیمات کے قربان! اگرچہ ہمسایہ لاکھ جھگڑا کرے ہمیں اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی اجازت نہیں گھر چھوڑ دو مگر پڑوسی سے نہ لڑو۔

حضرت مالک بن دِینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مکان کرایہ پر لیا اس مکان کے پڑوس میں ایک یہودی کا مکان تھا اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حجرہ اس یہودی کے مکان کے قریب تھا۔ اس یہودی نے ایک پرنالہ بنا رکھا تھا اور ہمیشہ اس پرنالے کی راہ سے نجاست حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں پھینکا کرتا تھا، اس نے مدت تک ایسا ہی کیا مگر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کبھی یہ شکایت نہ فرمائی۔ آخر ایک دِن اس یہودی نے خود ہی حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا، حضرت آپ کو میرے پرنالے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی؟ آپ نے فرمایا، ہوتی تو ہے مگر میں نے ایک ٹوکری اور جھاڑو رکھ چھوڑی ہے جو نجاست گرتی ہے اس سے صاف کردیتا ہوں، اس یہودی نے کہا آپ اتنی تکلیف کیوں کرتے ہیں؟ اور آپ کو غصّہ کیوں نہیں آتا؟ فرمایا کہ میرے پیارے اللہ عزّ وجل کا فرمانِ عالیشان ہے، ''اور غصّہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ عزّ وجل کے محبوب ہیں۔'' (پ۴، ع۵)

یہ آیاتِ مقدسہ سن کر وہ یہودی بے حد متاثر ہوا اور یوں عرض گزار ہوا یقیناً آپ کا دِین نہایت ہی عمدہ ہے۔ آج سے میں سچے

دِل سے اسلام قبول کرتا ہوں، پھر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

دوستی کے حقوق

کیمیائے سعادت میں امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجل کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کسی سے دوستی اور بھائی چارہ قائم کرنا دِین میں افضل عبادتوں اور اونچے مقامات سے ہے۔ ایک رِوایت میں آتا ہے کہ خداعزّ وجل جس بندے کو خیر و بھلائی عطا کرنا چاہے تو اسے اچھی دوستی عطا فرماتا ہے تاکہ اگر یہ بندہ کسی وَقت خدا تعالیٰ کو بھول جائے تو اس کا دوست اسے یاد کروادے اور اگر اللہ عزّ وجل اسے یاد ہو تو اس کا دوست اور زِیادہ اسے یاد کرانے میں اس کا مددگار رہے۔

پیارے آقا مَدَنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ دو مومن اکٹھے نہیں ہوتے مگر ایک کو دوسرے سے دِین کے اندر کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور پہنچتا ہے، مزید فرمایا کہ جو کسی کو محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنا دوست اور بھائی بنائے تو اللہ عزّ وجلا سے بہشت میں ایسا مقام عطا فرمائے گا جو کسی دوسری نیک عمل سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ (کیمیائے سعادت)

لیکن افسوس کہ آج دوستی صِرف دُنیوی غرض اور نفسانی خواہشات کے مقصد کیلئے کی جاتی ہے۔ دوستی کے حقوق میں درج ذیل باتوں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔

۱۔ دوست کو اچھے یعنی اس کے پسندیدہ نام سے پکارا جائے۔

۲۔ سلام میں پہل کی جائے۔

۳۔ بیٹھنے میں اسے مقدم رکھا جائے۔

۴۔ اپنے دوست کے راز کی باتیں دوسروں پر ظاہر نہ کی جائیں۔

۵۔ اپنے دوست کی غیبت یا عیب جوئی مت کریں۔

۶۔ اپنے دوست کی خوشی میں برابر کے شریک رہیں۔

۷۔ اس کی تکالیف اور دُکھ کو اپنا رنج و غم سمجھیں۔

۸۔ اس کے کسی راز کو فاش نہ کریں خواہ تعلقات ٹوٹ ہی چکے ہوں۔

۹۔ اس کی حاجت روائی اس کے سوال کے انتظار کے بغیر کی جائے۔

۱۰۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے، دوست پر بھی دِرہم خرچ کرنا ایک سو دِرہم درویشوں کو دینے سے بہتر ہے۔

۱۱۔ اللہ عزّ وجل کے نزدیک تر وہ ہے جو دوسرے کے ساتھ زِیادہ مروت و رفاقت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

۱۲۔ اپنے دوست کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دُعائے خیر کرنا۔

۱۳۔ اپنے دوست میں کوئی عیب نظر آئے تو اسے نہایت محبت اور احتیاط سے آگاہ کرنا چاہئے اور کسی دوست کے لئے یہ روا نہیں ہے کہ جب اسے اس کا عیب بتایا جائے تو وہ اس کو بُرا مانے۔

۱۴۔ دوستوں میں بحث مباحثہ کرتے وَقت اس بات کا خاص طور پر خیال رہے کہ اس سے کہیں دِلوں میں رنجش پیدا نہ ہو جائے۔

۱۵۔ دوست کی وفات کے بعد بھی اس سے دوستی کا سلسلہ منقطع نہ کیا جائے، یعنی اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتے رہیں۔

۱۶۔ اپنے دوست کی وفات کے بعد اس کے بچوں کی کفالت اور خبر گیری کرتے رہنے چاہئے۔

ملازم کے حقوق

خادموں اور ملازموں سے ہمیشہ ہمدردانہ رویہ اختیار کرنا چاہئے اگر کبھی ملازم کی کسی بات پر غُصہ آ بھی جائے تو فوراً ضبط سے کام لینا چاہئے، غرضیکہ ملازموں سے ہمیشہ حُسنِ سلوک کرنا ہی بہتر ہے اور کبھی بھی بد خلقی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، غلام سے اچھا سلوک کرنا خوش بختی ہے اور بد خلقی سے پیش آنا بد بختی ہے۔ (ابو داؤد)

حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارَک ہے اپنے غلام سے بُرا سلوک کرنے والا جنّت میں داخل نہ ہوگا۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

حضرت سیّدُنا ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کسی قصور پر اپنے غلام کی پٹائی کر رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی، اے ابو مسعود! اللہ عزّ وجل کو تجھ سے زِیادہ قدرت حاصل ہے اس قدرت سے جو تجھے اس غلام پر حاصل ہے، میں نے توجہ کی تو یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، مجھے فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور میں نے اپنی خطا کی تلافی کرتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اللہ عزّ وجل کے لئے اس غلام کو آزاد کیا، سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم یہ احسان نہ کرتے تو دوزخ تم پر کھلتی اور تمہیں چھوجاتی۔

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے، لیکن آہ! آج ہم اپنے زیردستوں کو بلا ضرورت شرعی جھاڑتے مارتے وقت اس بات کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے کہ اللہ عزّ وجل جو ہم سے زبردست ہے وہ ہمارا ظلم وعدوان کو دیکھ رہا ہے، بس اپنے ماتحتوں کے ساتھ حُسنِ سلوک، نرمی اور درگزر ہی میں عافیت ہے۔

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک غلام کو کسی کام کے لئے بھیجا وہ دیر سے واپس آیا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر قیامت میں انتقام نہ لیا جاتا تو میں تجھے مارتا۔ (کیمیائے سعادت)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے ہمارے پیارے مَدَنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بھی اپنے نفس کی خاطر انتقام نہیں لیتے تھے اور ایک آج کل کا مسلمان ہے کہ نوکر اگر کسی کام میں کوتاہی کر دے تو گالیوں کی بوچھاڑ بلکہ مار دھاڑ پر اُتر آتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم، رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم خادم کو کہاں تک معاف کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش رہے دوبارہ انہوں نے یہی بات پوچھی تب بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش رہے، جب تیسری مرتبہ پوچھا تو فرمایا تو روزانہ اس سے ستّر دفعہ درگزر کر۔ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتاؤں جو آگ پر حرام ہوتا ہے اور آگ اس پر حرام ہوتی ہے وہ ہر نرم طبیعت، نرم زبان، گھل مل کر رہنے والا اور درگزر کرنے والا۔
(ترمذی، احمد)

خدام کا طعام و لباس

جن ملازموں اور خادموں کا رہنا سہنا مالکوں کے ذِمّے ہو تو انہیں چاہیے کہ ان کے خورد و نوش کا بندوبست کریں انہیں اپنے جیسا کھلائیں اور اپنے جیسا پلائیں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس تمہارے بھائی کو اللہ عزوجل تمہارا ماتحت کر دے، جس کو اللہ عزوجل تمہارا مملوک بنا دے اسے وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور اسے وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور ایسے کام کی اسے تکلیف نہ دو جو اس پر غالب آجائے اگر غالب آنے والے کام کی تکلیف دو تو اس کی مدد کرو۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا اور پہننا مملوک کا حق ہے اور اسے طاقت سے باہَر کام کی تکلیف نہ دی جائے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنّت میں داخل نہیں ہوگا جو اپنے غلاموں سے بُرا سلوک کرے، لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ آپ نے یہ نہیں بتایا کہ یہ اُمّت دوسری اُمّتوں سے زِیادہ غلاموں اور یتیموں والی ہوگی۔ فرمایا، ہاں، لہٰذا ان پر اسی طرح مہربانی کرو جیسے اپنی اولاد سے کرتے اور اسی سے انہیں کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، لوگ عرض گزار ہوئے کہ دُنیا ہمیں کیا فائدہ دے گی؟ فرمایا کہ جس گھوڑے کو تم اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے پالتے ہو، اور غلام، وہ تمہیں کفایت کرے گا، جب نماز پڑھے تو تمہارا بھائی ہے۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کام کے لئے اس کا خادم کھانا تیار کرے، پھر اسے لے آئے جس کی خاطر وہ گرمی اور دھواں برداشت کر چکا ہے تو اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلانا چاہئے اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس میں سے ایک دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا خزانچی ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ لونڈی غلاموں کو ان کا کھانا دے دیا ہے، کہا کہ نہیں۔ فرمایا جاؤ ان کا کھانا دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کی بربادی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کی روزی اس کے ذِمّے ہو اور وہ اسے روکے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آدمی کے تباہ ہونے کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جو روزہ دی جاتی ہو وہ اسے ضائع کر دے۔ (مسلم)

مزدور کے حقوق

مزدور کا پہلا حق یہ ہے کہ اسے مناسب اُجرت دی جائے اس لئے کسی مزدور سے مزدوری کروانے سے پہلے اجرت طے کر لینی چاہئے تا کہ جھگڑا پیدا نہ ہو۔

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مبارَک ہے کہ مزدور سے پہلے اجرت طے کئے بغیر کام نہ لیا جائے۔ (بیہقی)

اس ارشادِ پاک کے مطابق مزدور سے پوچھ لیا جائے کہ فلاں کام کی کتنی مزدروی لے گا۔ اگر آپ کو منظور ہو تو کروالیں ورنہ کام نہ کروائیں، کیونکہ اکثر کام کروانے والے معاوضے طے نہیں کرتے اور بعد میں جب کام کرنے والا مزدوری طلب کرتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ زیادہ ہے اور اسے اپنی مرضی سے کم اجرت دینے کی کوشش کرتے ہیں جس سے دونوں فریقین کے درمیان جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے، ایسا جھگڑا اسلام میں جائز نہیں لہٰذا کام کروانے سے پہلے مزدوری طے کر لینا سب سے بہتر ہے۔

مزدور کا دوسرا حق یہ ہے کہ اسے جتنی مزدوری دینے کا وعدہ کیا ہو وہ پوری ادا کر دی جائے یعنی جب مزدور کام کر لے تو اجرت ادا کرنے والا ایسا نہ کرے کہ اس کی مزدوری کی کچھ رقم نہ دے اور کچھ دے دے، جو شخص ایسا کرے گا وہ اللہ عزوجل کو ناپسند ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تین شخص ایسے ہیں جن سے بروزِ قیامت اللہ عزوجل جھگڑا کرے گا، ایک وہ جو میرے نام پر وعدہ کرے پھر عہد شکنی کرے، دوسرا وہ جو کسی آزاد کو بیچ کر اس کی قیمت کھا جائے، تیسرا وہ شخص جو کسی کو مزدوری پر رکھے، کام اس سے پورا لیا اور اس کی مزدوری نہ دے۔ (بخاری شریف)

مزدور کا تیسرا حق یہ ہے کہ اگر مزدور وَقتِ مقررہ پر کام کر لے تو اسے فوراً اس کی اُجرت دے دیں، بعض لوگ کام کروا لیتے ہیں لیکن مزدور کو فوراً اجرت نہیں دیتے بلکہ اس کی رقم دینے میں بلاوجہ تاخیر کرتے رہتے ہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مزدور کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دے دیا کرو۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزّوجل نے کسی نبی علیہ السلام کو نہ بھیجا مگر اس نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی۔ فرمایا، ہاں! میں چند قیراط پر اہلِ مکہ کی بکریاں چراتا تھا۔ (بخاری)

حضرت عتبہ بن نذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے تو آپ نے سورۃ طسٓمٓ پڑھی اور جب ذِکرِ موسیٰ علیہ السلام تک پہنچے تو فرمایا کہ بے شک موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ یا دس برس اپنے آپ کو مزدوری پر لگائے رکھا تاکہ شرم گاہ کی حفاظت ہو اور پیٹ کے لئے کھانا ملتا رہے۔ (احمد، ابنِ ماجہ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُجرت کا واقعہ یوں ہے کہ وادی مدین میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور وہاں کنویں پر دو بچیوں کی بکریوں کو جب آپ نے فوراً کنویں سے پانی نکال کر پلا دیا تو وہ دونوں بچیاں اپنی بکریاں لے کر واپس اپنے گھر آگئیں، باپ نے دیکھا کہ آج وَقت سے پہلے یہ آگئیں ہیں تو دَریافت کیا کہ آج کیا بات ہے؟ انہوں نے تمام واقعہ کہہ سنایا، آپ نے اسی وقت ان دونوں میں سے ایک کو بھیجا کہ جاؤ اسے میرے پاس بلا لاؤ۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی پھر اس کی دانائی اور صداقت کو دیکھئے صِرف یہی نہ کہا کہ میرے ابا آپ کو بلا رہے ہیں کیونکہ اس میں شبہ کی باتوں کی گنجائش تھی، صاف کہہ دیا کہ میرے والد آپ کو آپ کی مزدوری دینے کے لئے اور اس احسان کا بدلہ اُتارنے کے لئے بلا رہے ہیں جو آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا تھا۔

کلیم اللہ علیہ السلام جو بھوکے پیاسے تن تنہا مسافر اور بے خرچ تھے یہ موقع غنیمت معلوم ہوا، یہاں آپ نے انہیں ایک بُزرگ سمجھ کر ان کے سوال پر اپنا سارا واقعہ بلاکم وکاست کہہ سنایا، انہوں نے دِلجوئی کی اور فرمایا اب کیا خوف ہے؟ ان ظالموں کے ہاتھ سے آپ چھوٹ آئے، یہاں ان کی حکومت نہیں، بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بُزرگ حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

عام مسلمان کے حقوق

پیارے اسلامی بھائیو! اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے علاوہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر بھی کچھ حقوق ہیں لہٰذا مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ان کو ادا کیا جائے کیونکہ اسلام نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا ہے۔

۱۔ ملاقات کے وَقت ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو سلام کرے، مرد مرد سے اور عورت عورت سے مصافحہ کرے

تو یہ بہت ہی اچھا اور بہترین عمل ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم جب تک مومن نہ بن جاؤ گے توجنت میں داخل نہ ہوگے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے اور میں تمہیں کیا ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس کو عمل میں لاؤ تو آپس میں محبت کرنے لگو، تم آپس میں سلام کو رواج دو۔ (مسلم)

مگر اس بات کا خیال رہے کہ کافروں، مشرکوں اور مرتدوں، اسی طرح جوا کھیلنے، شراب پینے اور اس قسم کے گناہوں میں مشغول رہنے والوں کو ہرگز سلام نہ کرے، کیونکہ کسی کو سلام کرنا یہ اس کی تعظیم ہے۔

حدیث شریف میں ہے، جب کوئی مسلمان کسی فاسق کی تعظیم کرتا ہے تو غضبِ الٰہی سے عرش کانپ کر ہل جاتا ہے۔

۲۔ دوسرا حق یہ ہے کہ مسلمان مسلمان کے سلام کا جواب دے بلکہ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ جان بوجھ کر جواب دینے میں تاخیر کی تو گناہ ہوا۔

۳۔ جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو دوسرا یہ سن کر یرحمک اللہ کہہ کر اس کا جواب دے۔

۴۔ کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرنا چاہئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر اپنے مسلمان بھائی کی اجر و ثواب کی نیّت سے عیادت کی، تو اس کو ساٹھ سال کے پیدل سفر کے برابر جہنم سے دُور کر دیا جائے گا۔ (ابو داؤد)

۵۔ اپنی طاقت کے مطابق ہر مسلمان کی خیر خواہی اور اس کی مدد کرے۔

۶۔ مسلمانوں کی نمازِ جنازہ اور اس کے دفن میں شریک ہو۔

۷۔ ہر مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے اعزاز و اکرام کرے۔

۸۔ کوئی مسلمان دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کرے۔

۹۔ مسلمانوں کے عیب کی پردہ پوشی کرے اور ان کو اخلاص اور حکمت عملی کے ساتھ اِصلاح کا دَرس بھی دیتا رہے۔

۱۰۔ اگر کسی بات میں کسی مسلمان سے رنجش ہو جائے تو تین دِن سے زیادہ اس سے سلام و کلام بند نہ رکھے۔

۱۱۔ مسلمانوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح کرادے۔

۱۲۔ کسی مسلمان کو جانی یا مالی نقصان نہ پہنچائے نہ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرے۔

۱۳۔ مسلمانوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے اور بُری باتوں سے منع کرتا رہے۔

۱۴۔ دوسرے مسلمان کا تحفہ قبول کرے اور خود بھی اس کو کچھ تحفہ میں دیا کرے۔

۱۵۔ اپنے سے بڑوں کا ادب واحترام اور اپنے سے چھوٹوں پر رحم وشفقت کرتا رہے۔

۱۶۔ مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کرے۔

۱۷۔ جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرے۔

۱۸۔ مسجدوں یا مجلسوں میں کسی مسلمان کو اُٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھیں۔

۱۹۔ راستہ بھولے ہوؤں کو سیدھا راستہ بتائے۔

۲۰۔ کسی مسلمان کو لوگوں کے سامنے ذلیل ورسوا نہ کرے۔

۲۱۔ کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے، نہ اس پر بہتان لگائے۔

جانوروں کے حقوق

جس شخص نے پالتو جانور رکھے ہوں ان کی خوراک کا بندوبست کرنا اس کے لئے ذِمے ہے، پالتو جانور، اُونٹ، بیل، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، گھوڑا، خچر وغیرہ ہیں جو جانور جس قسم کا چارہ کھاتا ہو اسے ویسا ہی چارہ مہیا کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لئے گئے۔ وہاں ایک اونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلانے لگا، اس نے دَرد بھری آواز نکالی اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت کیا، اونٹ کس کا ہے، ایک انصاری نے عرض کیا میرا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس بے چارے جانور کے بارے میں اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے اس نے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو زیادہ کام لے کر اسے دکھ دیتے ہو۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی کمر اس کی پیٹ سے لگی ہوئی تھی، فرمایا کہ ان بے زبان مویشیوں کے بارے میں اللہ عزوجل سے ڈرو، اچھی حالت میں ان پر سواری کرو اور اچھی حالت میں چھوڑو۔ (ابوداؤد)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جانور کو بھوکا رکھنا خدا کے غضب کا باعث ہے جب آدمی کام لینا چاہے تو اس کو خوب اچھی طرح کھلا پلا لے اور اتنا کام نہ لے کہ وہ ادھ مُوا ہو جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے، مجھ پر دوزخ پیش کی گئی تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت دیکھی جس کو اس کی بلی کے باعث عذاب دیا جا رہا تھا جس کو باندھا ہوا تھا، نہ کھانا کھلاتی اور نہ چھوڑتی کہ زمین کے کیڑوں میں سے کھاتی، یہاں تک کہ وہ بھوکی مر گئی۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کوئی دَرَخت لگاتا ہے یا کھیت بوتا ہے اور اس سے کوئی انسان پرندہ یا چرندہ فائدہ حاصل کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔ (بخاری)

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے خاص اپنے اونٹوں کے لئے پانی کے جو حوض بنائے ہیں ان پر بھولے بھٹکے اونٹ بھی آجاتے ہیں اگر میں ان کو پانی پلادوں تو کیا مجھ کو اس پر ثواب ملے گا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیاسے ذی حیات کے ساتھ سلوک کرنے پر ثواب ملتا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

جانوروں کا ایک حق یہ ہے کہ ان کی جسمانی تن آسانی کو مدنظر رکھا جائے ان پر زیادتی نہ کی جائے بلاوجہ ان پر سختی نہ کی جائے کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانور کے آرام کو مدنظر رکھنے کی یوں تلقین کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے واپس ہوئے۔ دَورانِ سفر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عقب سے اونٹوں کو مارنے اور انہیں تیز ہنکانے کی آوازیں سنیں، تو آپ نے کوڑے سے اشارہ کر کے فرمایا، لوگو آرام سے چلو اونٹوں کو دوڑانا ثواب کا کام نہیں ہے۔ (بخاری)

معلوم ہوا کہ جانوروں کو بلاضرورت دوڑانا اور خواہ مخواہ ایک دوسرے سے آگے نکالنے کی کوشش کرنا اور جانوروں کو پریشان کرنا دُرست نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ہرا بھرا جنگل ہونے کے زمانہ میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق زمین سے دیا کرو یعنی تھوڑی دیر ان کو وہاں چرنے کے لئے چھوڑ دیا کرو اور جب قحط سالی میں سفر کرو تو ان پر سفر جلدی سے طے کر لیا کرو۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جانوروں کی تکلیف کا احساس ہونا چاہئے اور ہر ذَریعہ سے انہیں آرام پہنچانا چاہئے، منزل پر پہنچ کر ان کے چارہ کا بندوبست کرنا چاہئے اور ان کی طاقت اور استطاعت کے مطابق ان سے کام لینا چاہئے۔

حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں رہنے دو۔ (ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ پرندوں کو گھونسلوں سے اور ان کے رہنے سہنے کی جگہ سے ہٹانا اور اُڑانا دُرست نہیں ہے بعض لوگ کسی جاندار کو باندھ کر لٹکا دیتے ہیں اور اس پر غلیل یا بندوق سے نشانہ بازی کی مشق کرتے ہیں یہ بھی اعلیٰ درجہ کی بے رحمی اور ظلم ہے جو ہر مسلمان کیلئے حرام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیراندازی وغیرہ کے لئے جانوروں کو باندھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

نیز جانوروں میں لڑائی کرانا بھی منع ہے، مرغ بازی، بٹیر بازی اور مینڈھے لڑانا اسی طرح کسی اور جانور کا لڑانا بدقسمتی سے آجکل جاہلوں میں کتوں کا لڑانا ایک رواج بنتا جا رہا ہے یہ بھی ممانعت میں داخل ہے۔ یہاں تک کہ بچوں کو کھیلنے کے لئے پرندہ دینا بھی منع ہے، اس سے پرندہ کو اذیت پہنچتی ہے۔

جانوروں پر رحم کرنا

جاندار کا حق ہے کہ ان پر رحم کیا جائے، لہٰذا پرندوں کو بلاضرورت پکڑنا اچھا نہیں اور نہ پرندوں اور ان کے بچوں کو ان کے گھونسلوں سے نکالنا چاہئے کیونکہ پرندوں کو دکھ پہنچانا بہت بُری بے رحمی ہے اور ظلم ہے جو کسی کے لئے جائز نہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے رِوایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لئے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے ہم نے اس کا ایک بچہ پکڑ لیا۔ پس چڑیا آئی اور اپنے پر بجھانے لگی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو فرمایا اس کو بچے کی وجہ سے کسی نے پریشان کیا ہے؟ اس کا بچہ اسے دیدو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چیونٹیوں کی ایک جگہ ملاحظہ فرمائی جس کو ہم نے جلا دیا، فرمایا کہ اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم عرض گزار ہوئے کہ ہم نے! فرمایا کہ آگ کے ساتھ عذاب دینا مناسب نہیں ہے، مگر اللہ عزوجل کے لئے وہ کسی کو عذاب دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (ابو داؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بدکار عورت صِرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایسی جگہ سے گزری جہاں ایک کتا پیاس کی شدت سے زَبان نکالے کھڑا ہانپ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے اپنا موزہ لے کر اس میں اپنی چادر باندھی اور گڑھے سے پانی نکالا اور اس کو پلایا، اس عمل کی وجہ سے اس کی بخشش ہوگئی۔ اس موقع پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دریافت کیا کہ جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے میں بھی بڑا ثواب ملتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر زِندہ جگر کے ساتھ بھلائی کرنے میں صدقہ کا اجر ملتا ہے۔ (بخاری)

ان احادیث سے درس ملتا ہے کہ جانوروں اور پرندوں پہ رحم کرنا چاہئے۔

راستوں کے حقوق

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے بچو، تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راستوں میں بیٹھنے سے تو ہم لوگوں کے لئے کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ان راستوں میں ہی ہم لوگ بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں تو رسول اللہ نے فرمایا اگر تم راستوں میں بیٹھو تو راستوں کے حق ادا کرتے رہو، لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! راستوں کے حقوق کیا ہیں؟ تو فرمایا کہ راستوں کے حقوق پانچ ہیں۔

۱۔ نگاہ نیچی رکھنا، مطلب یہ ہے کہ راستہ چونکہ عام گزرگاہ ہوتا ہے اس لئے راستہ پر بیٹھنے والوں کو لازم ہے کہ نگاہیں نیچی رکھیں تاکہ غیر محرم عورتوں اور مسلمانوں کے عیوب مثلاً کوڑھی، سفید داغ والے یا لنگڑے وغیرہ کو بار بار گھور گھور کر نہ دیکھیں جس سے ان لوگوں کی دِل آزاری ہو۔

کسی مسافر یا راہگیر کو ایذا نہ پہنچائیں، مطلب یہ ہے کہ راستوں پر اس طرح نہ بیٹھیں کہ راستہ تنگ ہوجائے۔ یونہی راستے چلنے والوں کا مذاق نہ اُڑائیں نہ ان کی تحقیر اور عیب جوئی کریں نہ دوسری قسم کی تکلیف پہنچائیں۔

۳۔ ہر گزرنے والے کے سلام کا جواب دیتے رہیں۔

۴۔ راستہ چلنے والوں کو اچھی باتیں بتاتے رہیں۔

۵۔ خلافِ شرع اور بُری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہیں۔ (بخاری کتاب الاسیذان، ص ۹۲)

حِصّہ پنجم:۔

عورتوں کے فتنہ کی خطرناکیاں

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے، میرے بعد مردوں کیلئے سب سے زیادہ نقصان دہ فتنہ عورتوں سے زیادہ اور کوئی نہ ہوگا۔

پیارے اسلامی بھائیو ! نامحرم عورتوں کو دیکھنا، ان کے ساتھ بیٹھنا بے شمار فتنوں کا سرچشمہ ہے، جس سے دُنیا وآخرت برباد ہوسکتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دُنیا دِل پسند سرسبز ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس لئے بھیجا ہے کہ تمہیں دیکھا جائے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی، کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں سے اُٹھا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مرد کا عورت کے محاسن کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اللہ عزّ وجل پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو جس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو، کیونکہ ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے، کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ جس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو، تنہائی اختیار نہ کرے ورنہ یا تو مرد گناہ کا اِرادہ کر بیٹھے گا یا عورت۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر چہ وہ دونوں نیک بُزرگ بھی ہوں، فرمایا گرچہ مریم بنت عمران (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کیوں نہ ہوں۔ (ذم الھوی) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت دوسری عورت سے ہم مجلس ہونے کے بعد اپنے شوہر کے سامنے دوسری عوت کا پورا پورا حال ناک نقشہ، حسن جمال وغیرہ اس طرح بیان نہ کرے جیسے وہ اس عورت کو دیکھ رہا ہو۔ (مشکوۃ، ص ۲۶)

حضرت امیہ بنت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں چند عورتیں بیعت ہونے کیلئے آئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھتے کہ عورتوں نے آج کیا کر رکھا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو گھروں سے باہَر نکلنے سے منع فرما دیتے یا ان کا باہَر نکلنا حرام قرار دے دیتے۔ (بحوالہ ذم الھوی)

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی اجنبی عورت کے پاس نہ جاؤ اگر چہ تم کہو کہ میں اس کو قرآنِ پاک کی تعلیم دوں گا۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ اے بیٹے شیر اور سانپ کے پیچھے چاہے تو چلے جانا، مگر عورتوں کے پیچھے مت جانا۔

خود کو معصوم جاننے والوں کیلئے عبرت

بہت بڑے بُزرگ حضرت ابوالقاسم بن نصر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا گیا کہ بعض لوگ عورتوں سے مجلس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کو دیکھنے سے بچے ہوئے ہیں (کیا یہ دُرست ہے)۔ فرمایا: جب تک عورت و مرد باقی ہیں، امر و نہی بھی باقی ہے اور حلال وحرام کا حکم بھی ان سے مخاطب ہے۔ شبہات (کے مقامات) پر وہی جرأت کرسکتا ہے جو محرمات میں مبتلا ہوتا ہو۔ (بحوالہ ذم الھویٰ)

عورتوں کی زینت و آرائش

دینِ اسلام نے عورت کو شرم وحیاء کی تعلیم دی ہے اور ایسے لباس اور زینت و آرائش سے سخت منع فرمایا ہے جو اس کی حیاء و شرم کے منافی ہو اور جس لباس کے پہننے کے باوجود پردہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے یعنی پہننا نہ پہننا برابر ہو۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دوزخیوں کی ایک جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی (مگر اس کے باوجود) ننگی ہوں گی یہ عورتیں نہ جنّت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھیں گی اور اس میں شک نہیں کہ جنّت کی خوشبو اتنی دُور سے سونگھی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ عورت ایسا لباس پہنے جس سے بدن نظر نہ آئے یعنی آستین پوری ہوں گلا یا گریبان ایسا ہو کہ آگے پیچھے کا کچھ حصّہ بھی کھلا نہ رہے، شلوار وغیرہ بھی ایسی پہنیں کہ جس سے ران یا پنڈلی وغیرہ نمایاں نہ ہو اور نہ اتنا چست لباس ہو کہ عورت کے جسمانی خدوخال نمایاں ہوں اور عورتیں سروں پر ایسا دوپٹہ اوڑھیں جن سے ان کے بال نظر نہ آئے یہاں تک کہ بالوں کی سیاہی بھی ظاہر نہ ہو۔

ایسے باریک کپڑے جن سے عورت کے بدن کی رنگت یا اعضاء ظاہر ہوں، نماز بھی نہیں ہوتی عورت کی نماز کے لئے شرط ہے کہ اس کے چہرے، گٹوں تک دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا جسم موٹے کپڑے سے ڈھکا ہوا ہو کہ جس سے کلائیاں، ٹخنے، بالوں کی سیاہی، کان، گردن غرض تمام جسم چھپا ہوا ہو۔

بہر حال ایسا لباس جو ستر پوشی کا کام دینے کے بجائے جسم کو اور زیادہ نمایاں کرے اللہ عزوجل کی ناراضگی اور جہنم میں داخلے کا سبب بنے گا۔ دینِ اسلام نے عورت کا حسن اس کی شرم وحیاء میں رکھا ہے اور عورت کا حسن نمایاں ہونے میں نہیں بلکہ خود کو چھپا کر رکھنے میں ہے۔ جو خواتین برقعہ استعمال کرتی بھی ہیں تو نقاب اس قدر باریک ہوتا ہے کہ چہرے کا حسن اور زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے، یا نقاب اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ دونوں طرف سے رخسار نظر آتے ہیں اور برقعہ اس قدر چست اور نفیس کپڑے کا ہوتا ہے کہ خود برقع میں بجائے پردے کی کشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دوزخیوں کی ایک جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر اس کے باوجود ننگی ہوں گی ان کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے جو جھکے ہوئے ہونگے یہ عورتیں نہ جنّت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگیں گی۔ (بخاری ومسلم)

حدیث کے بالائی حصّے کا بیان پیچھے ہو چکا ہے اب ہم حدیث کے باقی حصہ پر روشنی ڈالتے ہیں فرمایا کہ عورتیں غیر مردوں کو اپنی زیب وزینت سے مائل کریں گی اور خود بھی ان کی طرف مائل ہوں گی یعنی غیر مردوں کا دِل اپنی آرائش سے لبھانا مقصود ہوگا اور اپنے سروں کو جو دوپٹے سے خالی ہوں گے مٹکا کر چلیں گی جس اونٹ کی پشت کا بالائی حصّہ اسے کوہان کہتے ہیں تیز رفتاری کے وقت زمین پر جھکا کرتا ہے ان کے سروں کو اونٹ کے کوہان سے تشبیہ دے کر یہ فرمایا کہ وہ عورتیں بالوں کو پھلا پھلا کر اپنے سروں کو موٹا کریں گی۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورت کی ایسی زیب وزینت جو مردوں کو مائل کرے عورت کے لئے حرام اور جہنم میں داخلے کا سبب ہے اس سلسلے میں ایک عبرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیے:۔

غالباً شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ کا آخری جمعہ تھا کہ رات کو کورنگی میں منعقد ہونے والے عظیم الشان سنّتوں بھرے دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں ایک نوجوان امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کو یہ حلفیہ بیان دیا کہ میرے عزیز کی جوان بیٹی فوت ہوگئی جب ہم تدفین سے فارغ ہو کر پلٹے تو مرحومہ کے والد کو یاد آیا کہ اس کا ایک ہینڈ بیگ جس میں اہم کاغذات تھے غلطی سے میّت کے ساتھ قبر میں ہی دفن ہو گیا ہے۔ چنانچہ بامر مجبوری ہم نے جا کر دوبارہ قبر کھودنی شروع کی جونہی ہم نے قبر سے سل ہٹائی خوف کے مارے ہماری چیخیں نکل گئیں کیونکہ جس لڑکی کو ابھی ابھی ہم نے صاف ستھرے کفن میں لپیٹ کر سلایا تھا ہو کفن پھاڑ کر اُٹھ بیٹھی تھی اور وہ بھی کمان کی طرح ٹیڑھی، اس کے سَر کے بالوں سے اس کی ٹانگیں بندھی تھیں اور کئی چھوٹے چھوٹے نامعلوم خوفناک جانور اس سے چمٹے ہوئے تھے یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر ہماری گھگی بندھ گئی اور ہینڈ بیگ نکالے بغیر جوں توں مٹی پھینک کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے گھر آکر میں نے عزیزوں سے اس لڑکی کا جرم دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ عام لڑکیوں کی طرح

فیشن ایبل تھی اور پردہ نہیں کرتی تھی، ابھی انتقال سے چند روز پہلے رشتہ داروں کی شادی میں فیشن کے بال کٹوا کر بن سنور کر بے پردہ ہو کر شرکت کی تھی۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں مذکور تھا کسی دکھیاری ماں نے اخبار میں یہ بیان دیا تھا کہ:۔

میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے اسے دفن کرنے کے لئے جب قبر کھودی گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس میں پچاس ساٹھ سانپ جمع ہو گئے دوسری قبر کھدوائی گئی اس میں بھی وہی سانپ آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گئے پھر قبر تیار کی اس میں ان دونوں قبروں سے زیادہ سانپ تھے سب لوگوں پر دہشت سوار تھی وقت بھی کافی گزر چکا تھا، ناچار باہم مشورہ کر کے میری بیٹی کو سانپوں بھری قبر میں دفن کر کے لوگ دُور ہی سے مٹی وغیرہ پھینک کر چلے گئے، میری بیٹی کے ابا جان کی قبرستان سے گھر آنے کے بعد حالت بہت خراب ہو گئی اور وہ خوف کے مارے بار بار اپنی گردن جھٹکتے تھے۔ میری بیٹی یوں تو نماز روزے کی پابند تھی مگر وہ فیشن کیا کرتی تھی میں اسے پیار محبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر وہ اپنی آخرت کی بھلائی کی باتوں پر کان دھرنے کے بجائے الٹا مجھ سے بگڑ جاتی اور مجھے ذلیل کر دیتی تھی۔ افسوس! میری کوئی بات میری ماڈرن نادان بیٹی کی سمجھ میں نہ آئے۔

ان دونوں عبرتناک واقعات سے معلوم ہوا کہ جو عورتیں ناجائز زیب و زِینت اختیار کرتی ہیں وہ اللہ عزّ وجل کی ناراضگی میں ہیں اور وہ قبر کے خوفناک عذاب میں گرِفتار کر دی جاتی ہیں۔

حدیثِ مبارک سے پتا چلتا ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے کچھ لوگ ایسے دیکھے جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو ناجائز اشیاء سے زِینت حاصل کیا کرتے تھے اور میں نے ایک گڑھا بھی دیکھا جس میں چیخ و پکار کی آوازیں آ رہی تھیں مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو ناجائز اشیاء سے زینت کیا کرتی تھیں۔
(شرح الصدور)

نیز شبِ معراج حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا جس کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جا رہا تھا عرض کیا گیا یہ عورت اپنا جسم اور زِینت غیر مردوں پر ظاہر کرتی تھی۔ (درۃ الناصحین)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت جب عطر لگا کر (مردوں کی) مجلس کے قریب سے گزرے تو ایسی ویسی ہے یعنی زِنا کار ہے۔ (مشکوۃ، ص ۹۶)

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورت کا خوشبو لگا کر باہَر نکلنا اگر چہ برقعہ کے اندر ہو شرِیعت میں اس قدر ناپسند ہے کہ حدیثِ پاک میں ایسا کرنے والی عورتوں کو زِناکار فرمایا گیا۔

اسی طرح شریعت میں عورت کے لئے بجنے والے زیورات پہننے کی ممانعت آئی ہے۔ اللہ عزّ وجل کا ارشاد ہے،

ترجمہ: اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔ (سورۃ نور، ع ۴، آیت ۳۱)

مذکورہ آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے بجنے والے زیورات ممنوع ہے کہ یہ بھی بے پردگی کی ایک قسم ہے کہ زیور کی آواز غیر مرد کو متوجہ کرے گی ایسا زیور جس میں بجنے والی چیز نہ ہو مگر زیور آپس میں ایک دوسرے سے مل کر بجتا ہو جیسے چوڑیاں وغیرہ۔

شریعت میں عورت کے لئے ایسے زیور کو مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جان بوجھ پر زور زور سے ہاتھ مارے گی تو چوڑیاں بجیں گی اور غیر مرد اس آواز پر متوجہ ہوگا یہ بھی بے پردگی کے زمرے میں آتا ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔

حضرت بناز رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر تھی اس وَقت یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت ایک لڑکی کو ہمراہ لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اندر آنے لگی وہ لڑکی جھانجھر پہنے ہوئے تھی جن سے آواز آرہی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب تک اس کے جھانجھر نہ کاٹے جائیں میرے پاس اسے ہرگز نہ لانا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس گھر میں گھنٹی وہ اس میں رَحمت کے فرِشتے داخل نہیں ہوتے۔

(مشکوۃ، ص ۳۷۹، ازابوداؤد)

مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بجنے والے زیور دراصل شیطان کو پسند ہے اور شیطان ہر بجنے والے زیور کے ساتھ ہوتا ہے اور جس میں شیطان شامل ہو جائے وہ چیز فتنے سے خارج نہیں ہوسکتی یہی وجہ ہے کہ بجنے والے زیور سے رحمت کے فرشتے دُور اور شیطان قریب ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمان عورت کو چاہئے کہ وہ ایسے زیورات استعمال نہ کے جو شیطان کو پسند ہو اور اللہ عزّ وجل اور کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناپسند ہوں۔

نیز مردانہ وضع بنانے والی عورت پر لعنت کی گئی ہے۔ (ابوداؤد)

دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی ان عورتون پر جو شکل وصورت میں مردانہ پن اختیار کریں اور ارشاد فرمایا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ (بخاری شریف)

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورت ایسی زیب و زینت اختیار نہیں کرسکتی جس میں مردانہ وضع قطع شامل ہو، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی عورتیں سخت ناپسند ہیں جو دُنیاوی آرائش وجمال کے لئے مردانہ لباس یا مردانہ جوتے یا مردانہ چال ڈھال اختیار کریں یہی وجہ ہے کہ اس کی ناپسندگی کے باعث آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی اور یہ ہی نہیں بلکہ ایسی عورتوں کو گھر میں داخل ہونے سے بھی منع فرمایا جیسا کہ حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایسی عورتوں کو گھروں سے نکال دو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی لعنت ہو گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر اور ان عورتوں پر جو ابرو کے بال نوچتی ہیں تاکہ بھنویں باریک ہو جائیں خدا کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کے درمیان کشیدگی کراتی ہو جو اللہ عزوجل کی خلقت کو بدلنے والی ہیں۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، خدا کی لعنت ہو اس عورت پر جو بالوں کو لمبا یا پھولا ہوا بنانے کے لئے دوسرے کسی مرد یا عورت کے بال اپنے بالوں میں یا کسی اور کے بالوں میں ملائے اور اس عورت پر بھی خدا کی لعنت ہو جو کسی عورت سے کہے کہ دوسروں کے بال میرے بالوں سے ملا دے اور فرمایا خدا کی لعنت ہو اس عورت پر جو گودنے والی اور گدوانے والی ہو۔ (بخاری و مسلم)

البتہ شوہر والی عورت بقدر ضرورت جائز اشیاء سے اپنے شوہر کے لئے سنگھار کر سکتی ہے بلکہ اس کا یہ عمل چونکہ شوہر کی رضا و خوشنودی کے لئے ہے اس لئے باعثِ اجر و ثواب ہے اور غیر مردوں کو مائل کرنے دِکھاوے یا خود نمائی کا جذبہ ہرگز ہرگز کارفرما نہ ہو فیشن کی وباء نے تقریباً ہر عورت کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے جوان ہو یا بوڑھی ہر ایک کو خوب سے خوب تر نظر آنے کی تمنا ہے، خوشبو کا استعمال عورتوں میں اس قدر جڑ پکڑ لیا ہے کہ بغیر خوشبو کے عورت کا گھر سے باہَر نکلنے کا تصوُّر ہی نہیں بلکہ جو عورتیں خوشبو نہ لگاتی ہوں ایسی عورتوں کے قریب بھی بیٹھنا پسند نہیں کرتیں اور یہ ہی نہیں بلکہ عطر و خوشبو لگا کر گلیوں اور بازاروں میں ہر جگہ دندناتی پھرتی ہیں اور غیر مردوں کے درمیان رہ کر اپنے خوشبو دار وُجود کا احساس دِلا کر انہیں اپنی طرف ملتفت کرتی ہیں۔ افسوس! کہ یہ نادان عورتیں اپنے انجام پر غور نہیں کرتیں اگر کوئی انہیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات سنائے تو طرح طرح کے بہانے کرنے لگتی ہیں۔ حالانکہ یہ خاندانی رسم و رواج اور نفس کی مجبوریاں عذاب قبر و جہنم سے نَجات نہ دِلا سکیں گی۔

حدیث شریف میں ہے، اللہ عزوجل اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں، جب زیور کی آواز دعا کے رَد ہونے کا سبب ہے، تو عورت کی اپنی آواز جب غیر مردوں تک پہنچتی ہے تو اللہ عزوجل کے غضب کو کس قدر ابھارتی ہوگی لہٰذا عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں آہستہ آہستہ آواز نکالنی چاہیے۔

اختلاط کا سیلاب

آج کی عورت زیب وزِینت کے ساتھ فل میک اپ جدید تراش خراش کا ادھورا لباس زیبِ تن کیے خوشبوؤں میں بسی ہنستی مسکراتی آواز کا جادو جگاتی ان مخلوط دعوتوں، تفریح گاہوں وغیرہ میں بلا جھجک شریک ہوتی ہے اسے نہ پردے کا کوئی خیال اور نہ شرم وحیاء کا کوئی شائبہ اس کے چہرے پر نظر آتا ہے۔

اب تو یہ بے حیائی کے مظاہرے ان گھروں کی عورتیں بھی کرتی نظر آئیں گی جو گھرانے اپنے آپ کو دیندار کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں، ان گھرانوں میں تقریبات میں بظاہر خواتین کا انتظام علیحدہ ہوتا ہے۔ مردوں کی نشست الگ اور عورتوں کی الگ درمیان میں پردہ کردیا جاتا ہے لیکن اس کے باؤجود یہی دیکھنے میں آتا ہے کہ عورتوں والے حصّے میں مردوں کا ایک ریلا گھسا چلا آتا ہے، خوب ہنسی مذاق ہوتا ہے، چٹکلے چھوڑے جاتے ہیں، خوب بدنگاہی و بے پردگی کے مناظر نظر آتے ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ایسے موقع پر کوئی عورت یہ کہنے یا سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتی کہ مرد یہاں کیوں آرہے ہیں یہاں تو پردے کا انتظام ہے اور پھر یہ ہی نہیں بلکہ ان مخلوط تقریبات کی مووی بھی بنائی جاتی ہے جسے نام تو یادگار کا دیا جاتا ہے مگر درحقیقت بنتی اس لئے ہے کہ جو تقریب میں شریک نہ ہوسکا اور بے حیائی و بے پردگی کے مناظر دیکھنے سے محروم رہ گیا ہے وہ رنج نہ کرے بلکہ مووی کے ذریعے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھائے۔

یاد رکھئے! نامحرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا آپس میں باتیں کرنا ایسی بے حیائی کی جگہوں پر جہاں فتنے ہوں چل کر جانا کسی نامحرم کو چھونا یہ سب زِنا کے اسباب ہیں بلکہ شریعت نے انہیں بھی زِنا قرار دیا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے، آنکھوں کا زِنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زَبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دِل کی زنا (بدکاری) خواہش اور تمنا کرنا ہے اور شرم گاہ اس (کی اُمید) جھٹلا دیتی یا سچا کردیتی ہے۔

یہ وہی اسباب ہیں جو مرد وعورت کو ایک دوسرے کے قریب کرتے چلے جاتے ہیں اور نتیجہ وہی نکلتا ہے جس کے سدباب کیلئے عورتوں کو مخلوط جگہوں پر جانے سے روکا گیا ہے کہ آج جہاں نگاہ اُٹھائیں عورت ومرد ساتھ ساتھ نظر آئیں گے۔

تعلیمی اداروں کا حال دیکھ لیں کہ لڑکے لڑکیاں ایسے گھل مل کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں جیسے سگے بہن بھائی، ساتھ اُٹھنا ساتھ بیٹھنا، ساتھ پڑھنا پھر باہم گفتگو، لین دَین، کھانا پینا سب کچھ ساتھ ساتھ ہورہا ہے۔

تفریح گاہوں کو دیکھ لیں کہ نامحرم مرد وعورت جو ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں پھر بھی ساتھ ساتھ تفریح میں مشغول ہیں۔

ساحل سمندر ہو یا سرسبز پر فضا، مقام ہوٹل ہو یا سینما گھر ہر جگہ مرد وعورت کا اختلاط نظر آئے گا۔

دفاتر کا بھی یہی حال ہے کہ اپنے ساتھ کام کرنے والے مردوں سے ان کی ایسی دوستی ہوتی ہے کہ جتنی شادی سگوں سے بھی نہیں۔
ہسپتالوں کو دیکھ لیں ڈاکٹرز آپس میں ذہنی ہم آہنگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے وارڈ بوائے ہو یا نرس، لیڈی ڈاکٹر یا مرد ڈاکٹر آپس میں بات چیت گھومنا پھرنا کھانا پینا ایسا ہوتا ہے جیسے اپنے گھر میں اپنے محارم کے ساتھ ہوں۔
اور تقریبات کا تو حال نہ پوچھیں جیسے ہم نے پہلے بھی بیان کیا رنگ وخوشبو کا ایک سیلاب ہوتا ہے جس میں ڈوب کر عورتوں کو اپنے پرائے مرد کی پہچان ہی نہیں رہتی ہوش وخرد سے ایسے بیگانہ ہوجاتی ہیں، باریک چست زرق برق لباس میں ملبوس ہار سنگھار سے لیس پھولوں اور زیورات سے سجی یہ عورت مردوں کی نگاہوں کا محور ہوتی ہے۔
بازاروں پر نگاہ ڈال کر دیکھیں یہاں بھی عورتیں مردوں کے رش میں گھستی نظر آئے گی۔ اس حالت میں کہ نہ دوپٹے کا ہوش، نہ کپڑوں کا، نہ مردوں سے ٹکرانے میں جھجک، دکاندار سے بحث ومباحثہ کرتی ہوئی غیر مردوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے چوڑیاں پہنتی ہوئی، غیر مردوں کے ہاتھوں میں اپنا پاؤں دے کر جوتے کا ناپ دیتی ہوئی یہاں تک کہ کپڑوں کی سلائی کی خاطر غیر مرد کے ہاتھوں اپنا جسم بھی دے دیتی ہے کہ وہ ٹیلر جہاں چاہے اس کے جسم کی پیمائش لے، سینہ ہو یا گردن کمر ہو یا کولہے ہر جگہ اس ٹیلر کا ہاتھ جاتا ہے مگر تعجب ہے ایسی عورتوں پر جنہیں ذرا شرم وحیاء نہیں اور بالفرض اپنا ناپ نہ بھی دیں تو اپنے کپڑے ناپ کے لئے مرد دَرزی کے حوالے کردیئے جاتے ہیں تا کہ اسے جسم کی فِگر Figure کا خوب اندازہ ہوجائے۔
اور اب تو بیوٹی پارلر میں بھی مرد عورتوں کو سجاتے ہیں، سنوارتے ہیں ان کے رخسار ان کے ہونٹ ان کی گردن کون سی ایسی جگہ ہے جہاں مرد بیوٹیشن کی پہنچ نہیں ہوتی۔ (الامان والحفیظ)
آہ! آج کی عورت کھلم کھلا بلا جھجک و بلا دھڑک شرِیعت کی خلاف ورزی میں مشغول ہے، نہ ماتھے پر شکن ہے، نہ دِل میں کراہت، یہی وجہ ہے کہ آج کل عورت کی عزّت و آبرو، جان و مال سخت خطرے میں ہے اور قصور وار خود عورت ہی ہے جو اپنی عصمت وعفت اور شریعت کے بخشے گئے اعزاز وافتخار اور مرتبہ سے ہاتھ دھونے کے درپے ہوگئی ہے حالانکہ یہ بلندی ورُتبہ اسے پردہ کی شکل میں دیا گیا ہے اس کیلئے باعث زِینت وباعث تسکین وراحت اور باعث تحفظ حیاء ہے۔ (اسلام، پردہ اور جدید زِندگی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وہ عورت جو آراستہ وپیراستہ ہو کر نامحرموں میں اترا اترا کر چلتی ہے بروزِ قیامت وہ مجسم تاریکی ہوگی جہاں نور کی کرن تک نہ ہوگی۔ (ترمذی شریف)
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ عورت کے لئے سب سے اچھی بات کون سی ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ نہ تو مرد عورتوں کو دیکھیں اور نہ عورتیں مردوں کو دیکھیں۔

بہرحال اجنبی مردوں اور عورتوں کے باہم اختلاط کے احکامات قرآن و حدیث میں موجود ہیں چنانچہ ہر مسلمان اور شریف پاکباز عورت کو چاہئے کہ ان اسلامی احکامات کی سختی سے پابندی کریں۔اسی میں دُنیاوآخرت کی عزّت ہے۔

عورت اور احکامِ پردہ

۱ حکامِ قرآن

۱۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلت کی بے پردگی۔ (سورۃ الاحزاب، پ ۲۲ ، ع ۱)

۲۔ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمان عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصّہ اپنے مُنہ پرڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ نہ پہچانی جائیں نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت ۵۹)

۳۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دِکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں میں ڈالی رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا اپنے بیٹے یا اپنے شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دِین کی عورتوں یا اپنی کنیزوں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیز کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔ (ترجمۂ کنزالایمان، سورۃ النور، آیت ۱۳)

قرآنِ پاک میں نامحرم سے گفتگو کرنے کا طریقہ بتایا گیا کہ

اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دِل کا روگی کچھ لالچ کرے۔ (سورۃ الاحزاب، ع ۱)

نامحرم سے اگر کوئی چیز مانگنی ہو تو طریقہ بتایا گیا کہ

اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہَر مانگو اس میں زِیادہ ستھرائی ہے تمہارے دِلوں کی۔ (سورۃ الاحزاب، آیت ۵۳)

احکامِ احادیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہَر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وَقت سب سے زِیادہ اللہ عزّ وجل کے قریب ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ (الترغیب والترھیب)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت قابل سِتر ہے یعنی سرے سے پاؤں تک پوشیدہ رہنے کے قابل ہے جب وہ اپنے پردے سے نکلتی ہے یعنی جب وہ باہَر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے اور مردوں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھلاتا ہے۔ (رواہ الترمذی)

اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ اچانک عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے آگئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آنے لگے۔ چونکہ عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا تھا اس لئے ہم دونوں نے پردہ کرنے کا اِرادہ نہیں کیا اور اسی طرح اپنی جگہ بیٹھی رہیں۔ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان سے پردہ کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں؟ ہمیں تو وہ نہیں دیکھ رہے۔ اس کے جواب میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم دونوں (بھی) نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ سکتی۔ (مشکوۃ، ص ۲۶۹، ازمسند احمد، ترمذی و ابوداؤد)

ابوداؤد شریف کی ایک روایت ہے۔

سیدتنا اُمّ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوے میں گئے جنگ کے اختتام پر مسلمانوں کی واپسی ہوئی تو ان میں ان صحابیہ کا فرزند موجود نہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس فکر و پریشانی کے عالم میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بیٹے نے جامِ شہادت نوش کرلیا ہے۔ اس اطلاع پر انہوں نے صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اس حالت میں بیٹے کی معلومات حاصل کرنے آئیں ہیں کہ آپ کے چہرے پر نقاب پڑا ہوا ہے اس پریشانی میں بھی نقاب ڈالنا نہیں بھولیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ

'ان ا' رزأ ابنی خلق أرزأ حیاتی میرا بیٹا فوت ہوا ہے لیکن میری حیاء تو فوت نہیں ہوئی۔

سبحان اللہ کیسی پاکیزہ سوچ ہوا کرتی تھیں کہ خواہ کچھ ہوجائے اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو فرمادیا اس سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹتی تھیں۔

چنانچہ ان رِوایت سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے پردہ ہر حال میں لازم ہے خواہ غم ہو یا خوشی ہر صورت میں نامحرم کے سامنے بے پردہ آنا منع ہے۔

نیز عورتیں اگر کسی اہم شرعی ضرورت کے تحت باہَر نکلیں تو اپنا پورا بدن اور چہرہ کپڑے سے چھپا کر باہَر نکلیں۔ یعنی جب بھی عورت کو کسی شدید ضرورت کے تحت گھر سے باہَر نکلنا پڑے تو اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق گھر سے باہَر نکلے کہ پردے کی پوری پابندی اور زیب و زینت اور جسم کی نمائش نہ ہو جیسا کہ سورہ احزاب کی مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں بتایا گیا کہ ایسے نہ نکلو جیسی اگلی جاہلیت کی عورتیں مُنہ کھولے ننگے سر باہَر نکلا کرتی تھیں بلکہ اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق باوقار طریقے سے ڈھیلے ڈھالے برقعہ جس سے جسم کے اعضاء کے نشیب و فراز محسوس نہ ہوتے ہوں چہرہ اور بال ڈھک کر باہَر نکلو جیسا کہ عہدِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صحابیات باہَر نکلا کرتی تھیں کہ

وہ اپنی بڑی بڑی چادروں سے سر سے لے کر پاؤں تک چھپ کر باہر نکلا کرتی تھیں کہ انہیں کوئی پہچان نہ پاتا تھا اور یہ باحیاء خواتین خواہ کیسی ہی مشکل گھڑی ہوتی بے پردگی بالکل نہیں کیا کرتی تھیں۔

آج کی خواتین کیلئے لمحۂ فکریہ

مندرجہ بالا قرآن وحدیث وواقعات سے کیا وہ ہماری بہنیں درسِ عبرت حاصل نہیں کریں گی جو شاپنگ سینٹروں، مخلوط تفریح گاہوں کی زینت بنتی ہیں۔ اسکول وکالج، ٹیوشن سینٹرز وغیرہ نامحرم استادوں سے پڑھتی ہیں، دفتروں، کارخانوں، ہسپتالوں مختلف اِداروں میں مردوں کے ساتھ ان کے درمیان کام کرتی ہیں اور وہ اسلامی بہنیں جو بے پردگی کے لئے طرح طرح کے بہانے تراشتی ہیں کوئی کہتی ہے کیا کروں میں تو بیوہ ہوں کوئی کہتی ہے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے دفتر میں نوکری کرنی پڑگئی حالانکہ وہ چاہے تو گھر میں بیٹھ کر سلائی وغیرہ یا دوسرا کوئی ذریعۂ معاش اختیار کرسکتی ہے لیکن وہ پاکیزہ سوچ کہاں سے لائیں آج کی عورت کیوں نہیں سوچتی کہ کیا پہلے کی خواتین بیوہ نہیں ہوتی تھیں؟ ان پر مصیبتیں نہیں پڑتی تھیں؟ کیا اسیرانِ کربلا پر آفتوں کے پہاڑ نہیں ٹوٹے تھے کیا معاذ اللہ کربلا والی عصمت مآب بیبیوں نے پردہ ترک کیا تھا ؟

آج کی عورت سمجھتی ہے کہ اس کے ساتھ بڑا ظالمانہ سلوک کیا گیا ہے (معاذ اللہ) کہ اسے گھر میں مقید کردیا اور برقع پہن کر اسے ایک کارٹون بنادیا ہے لیکن خواتین کو یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ پردے کا یہ حکم علماء نے ہمیں اپنی طرف سے نہیں دیا بلکہ اللہ عزّ وجل نے قرآن میں نازِل فرمایا اور ہمارے پیارے آقا مَدَنی مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احادیثِ مبارکہ کے ذریعے اس کی تفصیل وترغیب بیان فرمائی۔

اللہ عزّ وجل اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم فرماتے ہی ازواجِ مطہرات اور صحابیات فوراً سختی سے اس حکم پر عمل پیرا ہوگئیں تو کیا وہ ازواجِ مطہرات اور صحابیات عورتیں نہیں تھیں لیکن دیکھئے انہوں نے اپنے ربّ عزّ وجل اپنے مہربان آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان پر اپنی تمام خواہشات اپنے جذبات، احساسات سب کچھ قربان کردیئے کہ ان کے نزدیک اللہ عزّ وجل اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا ہی سب کچھ تھا۔

بہرحال ہماری دُنیا وآخرت، قبر وحشر ہر جگہ فلاح وکامیابی اسی میں ہے کہ قرآن و حدیث کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔ ورنہ دُنیا وآخرت میں سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

کن سے پردہ کرنا فرض ہے

ہر غیر محرم مرد خواہ اجنبی ہو یا رشتے دار گھر کے اندر رہتا ہو یا باہر ، ہر ایک سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ ہاں ان مردوں سے جو عورت کے محرم ہوں ان سے پردہ کرنا عورت پر فرض نہیں ۔محرم مرد وہ ہیں جن سے عورت کا نکاح کبھی بھی اور کسی صورت بھی جائز نہیں ہوسکتا مثلاً: باپ، چچا، ماموں، نانا، بھائی، بھتیجہ، بھانجا، پوتا، نواسہ، سسران لوگوں سے پردہ ضرور نہیں ہے۔

غیر محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح ہوسکتا ہے جیسے چچازاد بھائی، ماموں زاد بھائی، پھوپھی زاد، خالہ زاد، جیٹھ، دیور وغیرہ یہ سب عورت کے غیر محرم ہیں اوران سب سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔

اور دیور تو موت ہے بھاوج کے حق میں بلکہ حدیث شریف میں ہے، الحمو الموت یعنی دیور عورت کے حق میں ایسا ہی خطرناک ہے جیسے کہ موت اور عورت کو دیور سے اس طرح دُور بھاگنا چاہیئے جس طرح لوگ موت سے بھاگتے ہیں۔
(مشکوۃ، جلد۲، ص ۲۶۸)

لیکن بدقسمتی سے آج عورتیں اپنے دیوروں سے بالکل ہی پردہ نہیں کرتیں اور دیوروں سے ہنسی مذاق اوران کے ساتھ ہاتھ پائی تک کرنے کو بُرا نہیں سمجھتیں حالانکہ دیور عورت کا محرم نہیں لہذا دوسرے تمام غیر محرم مردوں کی طرح دیواروں سے بھی پردہ کرنا فرض ہے اسی طرح کافر و مشرکین کی عورتوں سے بھی پردہ لازمی ہے ان کو گھروں میں آنے جانے سے روک دینا چاہیئے۔

خبردار» عورت کا مُرشِد بھی عورت کا غیر محرم ہے اس لئے مرید کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے اور پیر کے لئے بھی جائز نہیں کہ اپنی مریدہ کو بے پردہ دیکھے بلکہ پیر کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے، مریدنی اپنے مرشِد کا ہاتھ بھی نہیں چوم سکتیں اور نہ سر پر اپنے پیر کا ہاتھ پھرواسکتی ہیں۔

لے پالک بچہ جب عورتوں کے پردے کی چیزوں کو جاننے لگ جائے تو اس سے بھی پردہ شروع ہو جائے گا۔ پردے کا کپڑا ہرگز جاذب نظر نہیں ہونا چاہیئے نیز عورت کا غیر مرد کے ہاتھ سے چوڑیاں پہننا حرام ہے۔

بے پردگی کی ہولناک سزائیں

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آقائے نامدار، بے کسوں کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشکبار تھے۔ ہم نے سببِ گریہ دَریافت کیا تو ارشاد فرمایا، میں نے شبِ معراج عورتوں کے عذاب دیکھے تھے آج وہ منظر پھر یاد آگیا، اسی لئے رونا آگیا، عرض کیا ہمیں بھی ارشاد ہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا کیا ملاحظہ فرمایا؟

میں نے دیکھا کہ ایک عورت بالوں سے لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ کھول رہا ہے، یہ اس عورت کی سزا تھی جو اپنے بال غیر مردوں سے نہیں چھپاتی تھی۔

مزید ایک عورت کو دیکھا کہ اس طرح لٹکائی گئی ہے کہ چاروں ہاتھ پاؤں پیشانی کی طرف بندھے ہوئے ہیں سانپ اور بچھو اس پر مسلط ہیں یہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی تھی اور حیض ونفاس سے غُسل نہیں کرتی تھی۔

اس سے وہ بہنیں درسِ عبرت حاصل کریں جو نیل پالش لگاتی ہیں۔ یاد رکھئے! نیل پالش میں اسپرٹ ہے اور اسپرٹ شراب ہے اور شراب ناپاک، نیز نیل پالش کا جرم (تہ) ناخنوں پر جم جاتی ہے اور اس طرح نہ وُضو ہوتا ہے اور نہ غُسل۔

مزید ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جا رہا تھا یہ اس عورت کی سزا تھی جو اپنا جسم اور زِینت غیر مردوں کو دِکھاتی تھی۔ ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ کتے کی مانند ہے اور سانپ اور بچھو اس کے قبل یعنی آگے سے گھُستے ہیں اور دُبر یعنی پیچھے سے نکلتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ فِرِشتے آگ کے ہتھوڑے بھی اسے مار رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بتایا گیا یہ اپنے شوہر سے بُغض رکھنے والی تھی۔ (درۃ الناصحین)

اے میری بہو سدا پردہ کرو　　تم گلی کوچوں میں مت پھرتی رہو
ورنہ سن لو قبر میں جب جاؤ گی　　سانپ بچھو دیکھ کر چلاؤ گی

اسلام میں شرم و حیاء

اسلام نے اپنے قانون شرم وحیاء کا اپنے ماننے والوں میں نفاذ ضروری سمجھا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیاء کی مختلف پیرایہ میں تاکید فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار دیکھا کہ ایک انصاری اپنے بھائی سے کہہ رہا ہے کہ زِیادہ شرم نہ کرو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا تو انصاری سے فرمایا کہ یہ نہ کہو، کیونکہ حیاء جزوایمان ہے۔ (متفق علیہ)

شرِیعت میں 'حیاءُ' اس صفت کا نام ہے جو انسان کو تمام چیزوں کے چھوڑنے پر اُبھارے جو شریعت میں قبیح ہیں۔

ارشادِ نَبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، حیاء خیر ہی کا باعث ہے۔ (مشکوٰۃ)

یعنی شرم وحیاء انسانی زِندگی کے لئے لازمے کی حیثیت رکھتی ہے، اگر انسان کے تصوُّر فکر، قول، فعل اور اخلاق میں حیاء کا جذبہ کارفرمانہ ہوتو اس کے لئے ہر لحظہ گمراہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

شرم اٹھانے کے بعد جو جی میں آئے کرو۔ (مشکوۃ)

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا، شرم وحیاء جزوایمان ہے اور ایمان باعث دخول جنّت اور بے حیائی جفا ہے اور جفا باعث دخول دوزخ ہے۔ (مشکوۃ)

شرم وحیاء کی اہمیت جتلا کر اسلام نے ان تمام باتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے، جو بے حیائی کا شاخسانہ قرار پاتی ہیں اور جن کی وجہ سے عفت وعصمت اور اخلاقیات کا دامن تار تار ہوتا ہے۔

بے باک نگاہیں اور فتنے

یادرکھئے! کسی غیر محرم عورت کو دیکھنے سے جو نقصان پیدا ہوتے ہیں ان میں سب سے بڑا نقصان ایمان کی حلاوت کا سلب ہو جانا ہے اور بدنگاہی زِنا کی پہلی سیڑھی ہے جس سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے۔ قرآنِ مجید نے بے حیائی کو دُور کرنے کے لئے اوّل اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا ہے۔ یعنی مرد وعورت کو حکم دیا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وقل للمؤمنٰت یغضص من ابصار ھن ویحفظن ، ترجمہ : اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (سورۃ نور، ع۴) اس آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کی طرف یا مرد کو عورت کی طرف مائل کرنے کا سب سے بڑا ذَرِیعہ نظر ہے یہی وجہ ہے کہ قرآنِ پاک میں نگاہوں کو نیچا رکھنے کا حکم دیا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر اچانک نامحرم پر نظر پڑ جائے تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اسی وَقت نظر پھیر لو۔ (مسلم شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے علی پہلی نظر کے بعد دوسری نظر مت ڈالو کیونکہ پہلی نظر پر تجھے گناہ نہ ہوگا (اس لئے کہ وہ بلا اختیار تھی) اور دوسری نظر تیرے لئے حلال نہیں ہے (اس پر پکڑ ہوگی کیونکہ وہ اختیار سے ہے)۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔ (مشکوۃ از بیہقی شعب الایمان)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ اپنی خوشی واختیار سے جو مرد وعورت ایک دوسرے کے خلاف شرع نگاہ ڈالیں یا جسمانی اعضاء کو دیکھیں جس کا دیکھنا دیکھنے والے کے لئے حلال نہ ہو تو دیکھنے والا اور دِکھانے والا دونوں لعنت کے مستحق ہیں۔

اسی طرح کوئی عورت بے پردہ بازار یا تفریح گاہ وغیرہ گئی اور مردوں نے اس کی طرف قصداً نگاہ کی تو مرد عورت دونوں حدیثِ مبارکہ کے مطابق لعنت کے مستحق ہیں اور کوئی عورت قصداً کھڑکی یا دروازے وغیرہ سے جھانک کر غیر مردوں پر نگاہ ڈالتی ہے تو مذکورہ فرمان کے مطابق لعنت کی مستحق ہے، یا پھر گھر کے اندر کوئی نامحرم رشتے دار یا مہمان آئے اور عورت اسے دیکھے تو اپنی بدنظری کے سبب وہ عورت مستحق لعنت ہوگی نیز گھر کے محرم مردوں کے جسم کے وہ حصّے جو ستر میں داخل ہیں ان پر عورت قصداً نگاہ ڈالے تو بھی لعنت کی مستحق ہے یہاں تک عورت عورت کے ستر کے حصے کو بھی بلاشرعی عذر نہیں دیکھ سکتی۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے، ''کوئی عورت کسی عورت کی شرم گاہ کو نہ دیکھے۔'' (مسلم شریف)

یعنی عورت کا عورت سے بھی پردہ ہے کہ عورت کے سامنے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصّہ کھولنا حرام ہے لہٰذا وہ قصداً ایسا کرنے والی یا دیکھنے والی سخت گناہگار ہوگی۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نظر بد ڈالنے والی) ہر آنکھ زنا کار ہے۔ (الترمذی وابوداؤد)

معلوم ہوا کہ نامحرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا بھی زنا ہے، لہٰذا مرد وعورت کو چاہئے کہ جس بدنگاہی کا معمولی سا بھی احتمال ہو وہاں سے جانے سے گریز کرے۔

آج کل عورتوں اور مردوں کی بدنگاہی کا ایک بہت بڑا ذریعہ شادی بیاہ کی تقریبات اور قبیح ومذموم رسومات ہیں جن میں شریک ہو کر عورتیں بلاجھجک اور بلا دھڑک نامحرم مردوں کو تاکتی ہیں اور انہیں بھی دیکھنے کے مواقع بہ رضا ورغبت فراہم کرتی ہیں۔ رخصتی کے وَقت دولہا کو سلامی کے لئے یا دیگر رسومات کے لئے گھر کے اندر بلایا جاتا ہے اور گھر میں موجود تمام رشتہ دار خواتین وپڑوسنیں گھور گھور کر دولہا کو دیکھتی ہیں یہ ہی نہیں بلکہ اوپر سے نیچے تک پورا جائزہ لیتے ہیں، سالیاں اس سے ہنسی مذاق کرتی ہیں، کبھی اس کا ہاتھ پکڑ کر نیگ مانگا جاتا ہے تو کبھی اپنے ہاتھوں سے زبردستی اس کے مُنہ میں مٹھائی یا پان وغیرہ ڈالا جاتا ہے اور محفل ختم ہونے کے بعد بھی کئی دِنوں تک دولہا کی شکل وصورت وجسمانی سخت پر بڑی بے باکی سے تبصرہ ہوتا ہے۔ عورتوں کی عفت وعصمت شرم وحیاء نہ جانے کہاں چلی گئی ہے۔ عورتیں جدت پسندی وترقی کے نام پر شریعت کا مذاق اُڑاتی ہیں۔ (معاذ اللہ)

افسوس کہ آج اُلٹا چلن ہے کہ جن کاموں کے کرنے کا شریعت نے حکم دیا یعنی پردہ وغیرہ اسے پس پشت ڈال دیا گیا اور جن کاموں سے منع کیا گیا یعنی بدنگاہی اور بے پردگی وغیرہ اسے کوئی گناہ تصوُّر ہی نہیں کرتا۔ ان نادانوں عورتوں اور مردوں سے گزارش ہے کہ یہ احکاماتِ مولوی نے نہیں بلکہ اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتائے ہیں نامحرموں پر قصداً نظر ڈالنے والوں اور والیوں پر لعنت مولوی نے نہیں، اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھیجی ہے۔ لہٰذا اب بھی وَقت ہے سچی توبہ کر لیجئے

کہیں ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد یہ سارے گناہ قبر میں جا کر انتہائی مہنگے پڑ جائیں اور قبر میں چیختے چلاتے رہیں۔ (معاذ اللہ)

آج کل جو کھیل مثلاً فٹ بال، ہاکی، ٹیبل ٹینس اور کبڈی وغیرہ کے میچوں میں اکثر رانیں کھلی رہتی ہیں اور لوگ دیکھتے ہیں بہر حال کسی کے سامنے ستر کھولنا یا کسی دوسرے کا ستر دیکھنا دونوں حرام ہیں۔ لہٰذا ہمیں بدنگاہی کے سارے ہی انواع سے مکمل طور سے بچنا ہے مثلاً ٹی۔وی یا وی۔سی۔آر پر رقص کرتی عورتوں اور بے ریش لڑکوں کو بنظر شہوت دیکھنا وغیرہ سب حرام ہے۔

بدنگاہی کی سزائیں

بدنگاہی چونکہ فعلِ حرام ہے جس کی تفصیل پچھلے صفحہ میں مذکور ہو چکی ہے۔ اب اس کی سزائیں پڑھیے۔

قرۃ العیون میں یہ حدیث ہے کہ حرام دیکھنے والوں کی آنکھوں کو آگ سے بھرا جائے گا۔

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ معراج کی رات سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک منظر ملاحظہ فرمایا جو انتہائی خوفناک تھا کہ کچھ لوگوں کے کانوں اور آنکھوں میں کیل ٹھکے ہوئے ہیں، بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بتایا گیا یہ وہ سنتے تھے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں سنتے، یہ وہ دیکھتے تھے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں دیکھتے، یعنی حرام سننے اور دیکھنے والوں کی آنکھوں اور کانوں میں کیل ٹھونک دیئے گئے۔

ایک رِوایت میں ہے کہ حرام سننے اور دیکھنے والوں کی آنکھوں اور کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

بدنگاہی کی اچانک سزا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے دَرْیافت کیا تیری یہ حالت کیا ہے؟ عرض کیا میرے پاس سے ایک عورت گزری تھی، میں نے اس کی طرف دیکھ لیا، اس کے بعد میری آنکھ اس کی تاک میں رہی اور میرے سامنے ایک دِیوار آ گئی جس نے مجھے ضرب لگائی اور یہ کر دیا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ عزوجل کسی بندے سے خیر خواہی کرنا چاہتا ہے تو اس کو اس کے گناہ کی سزا دُنیا میں ہی دے دی جاتی ہے۔

آنکھوں کی بینائی چلی گئی

حضرت عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک اجنبی عورت کو دیکھا جس کے حسن نے مجھے حیران کر دیا (تو اللہ عزوجل نے اس کی سزا میں مجھے اندھا کر دیا) میرا گمان ہے کہ یہ اسی دیکھنے کی سزا ہے۔

قرآنِ پاک بھول گیا

ابوعبداللہ بن الجاء کہتے ہیں کہ میں کھڑے ہو کر ایک حسین عیسائی لڑکی کو دیکھ رہا تھا تو میرے پاس سے حضرت ابوعبداللہ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گزرے اور پوچھا تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا اے چچا! آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ حسین صورت کافر ہونے کی وجہ سے دوزخ میں جلائی جائے گی تو انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا تم اس بدنظری کا وبال دیکھو گے اگرچہ تھوڑے عرصہ کے بعد مجھے قرآن پاک بھول گیا۔

چہرے پر سیاہ داغ

حضرت ابوالحسن واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت ابونصر حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بصرہ میں انتقال کر گئے تو ان کو خواب میں دیکھا گیا کہ ان کا چہرہ چودھویں کے چاند کی ٹکیہ کی طرح ہے لیکن ان کے چہرے پر سیاہ داغ ہے جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اس نے پوچھا، اے حبیب! کیا بات ہے، میں آپ کے چہرے پر سیاہ داغ دیکھ رہا ہوں، یہ کیوں ہے؟ فرمایا، ایک مرتبہ میں بنی عبس کے محلّہ میں سے بصرہ میں گزر رہا تھا، میں نے ایک بے ریش لڑکا دیکھا جس نے ایک باریک کپڑا زیبِ تن کیا ہوا تھا اور اس سے اس کا بدن لہلہا رہا تھا میں نے اس کو دیکھ لیا، پھر جب میں اللہ عزوجل کے ہاں حاضر ہوا تو مجھے حکم ہوا، اے حبیب! میں نے عرض کی لبیک! فرمایا کہ اس آگ کو عبور کرو تو میں نے عبور کیا اس سے مجھے آگ کی ایک لپیٹ نے جھلسا دیا میں نے فریاد کرتے ہوئے کہا 'اوہ' تو مجھے ندا آئی۔ یہ ایک لپیٹ ایک لمحے کے بدلے میں ہے اگر تم اور زیادہ ملوث ہوتے تو ہم بھی تمہیں اور زیادہ سزا دیتے۔ (بحوالہ ذی ذم الھوی)

منہ کالا ہو گیا

ابوعمرو بن علوان کہتے ہیں کہ میں کسی کام کی وجہ سے جب بازار گیا تو مجھے ایک جنازہ نظر آیا میں اس کے پیچھے پیچھے چل نکلا، تاکہ اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کروں تو میں دیگر لوگوں کے ساتھ رہا تھا، یہاں تک کہ میّت کو دفن کر دیا گیا، پھر اچانک میری نگاہ ایک حسین چہرہ عورت پر پڑی تو میں نے آنکھیں بھینچ لیں اور اِنا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا، استغفار کیا اور اپنے گھر لوٹ آیا، تو مجھے ایک بڑھیا نے کہا اے میرے آقا! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں آپ کا مُنہ کالا دیکھ رہی ہوں؟ تو میں نے آئینہ اُٹھا کر دیکھا تو واقعی میرا مُنہ کالا ہو چکا تھا، پھر میں نے اپنا خیال دوڑایا کہ یہ کالک مجھے کہاں سے لگی ہے تو مجھے ایک مرتبہ کی بدنگاہی یاد آ گئی تو میں نے خلوت اختیار کی پھر دِل میں خیال آیا کہ اپنے شیخ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کروں، چنانچہ میں بغداد روانہ ہو گیا تو جب میں اس حجرہ کے قریب آیا جس میں وہ قیام پذیر تھے اور دَروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے مجھے فرمایا! اے ابوعمر! آجاؤ تم گناہ تو رحبہ بازار میں کرتے ہو اور اپنے پروردگار سے معافی مانگنے بغداد میں آتے ہو۔

نظر کی آزادی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جس نے اپنی نظر کو آزاد چھوڑا یعنی اس کی محرمات سے حفاظت نہ کی تو اس کے غم طویل ہو گئے۔

عورت کے کپڑے بھی مت دیکھ

حضرت علاء بن زیاد فرماتے ہیں کہ اپنی نگاہ کو عورت کی چادر پر بھی مت ڈال کیونکہ نگاہ دِل میں شہوت کا بیج بوتی ہے۔ (ذم الھویٰ)

نظر کی حفاظت

حضرت حسان بن ابی سنان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ عید کے روز باہر چلے گے، جب گھر واپس ہوئے تو آپ کی اہلیہ نے سوال کیا آج آپ نے کتنی حسین عورتیں دیکھیں؟ جب انہوں نے بار بار یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا! تو تباہ ہوجائے میں جب سے تیرے پاس سے گیا ہوں، تیرے پاس لوٹنے تک میں اپنے انگوٹھے کو ہی دیکھتا رہا ہوں، نظر کی حفاظت کرتے ہوئے تاکہ نظر فضول گناہ میں مبتلا نہ ہوجائے۔

شیطان تین جگہ پر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان انسان کی تین جگہوں پر ہوتا ہے اس کی آنکھ میں، اس کے دِل میں اور اس کی شرمگاہ میں اور عورت کے بھی تین جگہ پر ہوتا ہے اس کی نگاہ میں، اس کے دِل میں اور سرین ہیں۔

رو رو کر آنکھیں کھو بیٹھے

حضرت وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک عبادت خانہ تھا اس میں عابدوں کی ایک جماعت رہا کرتی تھی اور یہ ایک عید کے موقع پر جمع ہوا کرتے تھے، چنانچہ وہ ایک دِن عید میں شرکت کے لئے نکلے، ان عابدین میں سے ایک نے ایک نیک عبادت گزار خاتون کو دیکھا تو اپنی نظر کو اس پر لٹکا دیا جب اس خاتون نے اس کو دیکھا تو بغیر اس خیال کہ وہ اس کو چاہتا یہ کہا "پاک ہے وہ ذات جس نے آنکھ کو روشن کیا اور وہ دیکھنے کے قابل ہوگئیں لیکن وہ حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے میں مصروف ہوگئیں" یہ سنتے ہی عابد مُنہ کے بل جا پڑا اور یہ کہنا شروع کر دیا، "اے میرے اللہ! میں نے جو غلط نگاہ ڈالی ہے اس کی سزا میں میری بینائی سلب نہ کرنا مجھے تیری عزّت کی قسم! میں اس کو اب کے بعد اتنا رلاؤں گا جتنی اس میں رونے کی طاقت ہے، چاہے یہ ختم ہوجائے، پھر وہ روتا رہا، حتیٰ کہ نابینا ہوگیا۔ (بحوالہ ذم الھویٰ)

بدنگاہی کا علاج

۱۔ راستہ چلتے وَقت آنکھوں سے صِرف اس قدر کام لیا جائے جتنا راستہ دیکھنے کے لئے ضرورت ہو راستہ چلنے سے پہلے اس کا اِرادہ کیا جائے اور راستہ چلتے وقت اس پر عمل کیا جائے اور راستہ ختم ہونے پر اس کا جائزہ لیا جائے کہ آیا نگاہیں نیچی رکھنا نصیب ہوا یا نہیں۔

۲۔ بلا ضرورت اِدھر اُدھر نظریں گھمانے سے پرہیز کیا جائے کہ یہ سنّت نہیں۔

۳۔ گفتگو کرتے وقت بھی نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت بنائیں کیونکہ مخاطب کے چہرے پر نظر گاڑنا سنّت نہیں۔

۴۔ گاڑی میں سفر کرتے وقت احتیاط فرمائیں کہ آنکھیں فحش تو فحش فضول نظاروں میں بھی مشغول نہ ہوں۔

۵۔ غیر محرم عورت کی طرف اگر نظر اُٹھانے کو جی چاہے تو فوراً نظر نیچی کر کے جہنم کا تصوُّر کیا جائے کہ اس کی سزا میں آنکھوں میں آگ بھری جارہی ہے۔

۶۔ جب معاذ اللہ بدنگاہی کر بیٹھیں تو سو رَکعت پڑھیں اور اس کے بعد تین ہزار تیرہ مرتبہ دُرود شریف پڑھیں یہ عمل ایک ہی وَقت میں کرنا ہے۔ اِن شاءَ اللہ اس عمل میں نفس وشیطان بوکھلا جائیں گے۔

۷۔ نیز ایک مخصوص رقم بطورِ جرمانہ کے صدقہ کریں تا کہ نفس پر گراں گزرے۔

بدنگاہی اور جدید سائنس

جدید تحقیق کے مطابق نگاہیں جس جگہ جمتی ہیں ان کا اچھا یا بُرا اثر اعصاب، دماغ اور ہارمونز پر پڑتا ہے۔ شہوت کی نگاہ سے دیکھنے سے ہارمونز سسٹم کے اندر خرابی پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ ان نگاہوں کا اثر زہریلی رطوبتوں کا باعث بن جاتا ہے اور ہارمونز ری گلینڈ ایسی تیز اور خلاف جسم زہریلی رطوبتیں خارج کرتے ہیں جس سے تمام جسم درہم برہم ہوجاتا ہے۔ اس خطرناک کیفیت سے بچنے کیلئے نظر کو نیچا رکھنے کی سنّت پر عمل کرنا ضروری ہے وگرنہ نگاہوں کی حفاظت نہ کرنے پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ انسان ڈیپریشن، بے چینی اور مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے جس کا علاج ناممکن ہے کیونکہ نگاہیں آدمی کے خیالات اور جذبات کو منتشر کرتی ہیں ایسی خطرناک پوزیشن سے بچنے کے لئے مذکورہ بالا علاج کرنا ضروری ہے۔

حصّہ ششم:۔

جذبات جوانی پر کنٹرول

انسانی زِندگی کے تین دَور ہیں ۔ابتدائی زمانہ کو بچپن، انتہائی عمر کو بڑھاپا اور ان دو زمانوں کی درمیانی مدت کو جوانی یا شباب کہتے ہیں۔شباب خواہ کسی چیز کا بھی ہو ہمیشہ پر لطف،نشاط انگیز اور سحر کار ہوا کرتا ہے۔

چودھویں رات کے چاند کی جوانی کس قدر دِلکش ہوتی ہے۔موسم نغمہ وگل کا شباب کس قدر روح پرور ہوتا ہے، پھولوں کی جوانی رنگ و بو کا ایک طوفان ہوتی ہے۔بہر حال جوانی کی چمک اور دمک سے ہر دیکھنے والے کی آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں یہ وہ ہرا بھرا گلشن ہے جس کے جاذب نظر پھولوں میں شادمانی کا رنگ یہ وہ پر بہار وادی ہے جس میں راحت وآرام کا سرچشمہ بہتا ہے ،غرضیکہ جوانی بحر حیات میں سفینہ اور حلقہ زِندگی میں بیش قیمت نگینہ اور سرمایہ ابدی کا خزینہ اور تصویر مستقبل کو دیکھنے کا آئینہ ہے۔لیکن یہ نوجوان نشہٗ جوانی سے سرشار ہوکر اس کی قدر نہیں کرتا، بے شک دُنیا میں ہمیشہ طاقت کی قدر رہی ہے لیکن انسان صِرف اپنی طاقت کی وجہ سے اشرف المخلوقات نہیں ہے بلکہ عقلی اخلاقی احساس اور روحانی طاقت کی وجہ سے وہ دوسری مخلوق پر برتر ہے۔

اس لئے ازحد ضروری ہے کہ پہلے اپنے نفس اور خواہشات پر غلبہ کرکے انہیں ضبط کیا جائے جس کے لئے اچھی صحبت اور نیک دوست ضروری ہیں تاکہ زِندگی نیکی کے ساتھ بسر ہو یہ سچ ہے کہ بُری سوسائٹی سے بُرے خیالات کا دِل ودماغ پر ہجوم اور اثر ہوجاتا ہے،جس طرح متعدی بیماریوں کی جراثیم فوراً خوراک اور سانس کے ذریعہ جسم میں داخل ہوجاتے ہیں۔

انسانی جواہرات (مادہ منویہ) کا انمول خزانہ انسانی جسم کی بیش قیمت کانوں اور زِندگی کے سمندر کی گہرائیوں سے نکل کر جسم انسانی کی بعض محفوظ کوٹھریوں میں پہنچتا ہے اگر شباب کے زمانہ میں اس صندوق میں بند رہے تو وہ دوبارہ خون میں جذب ہوکر خون کو تقویت دینے والا، صحت کو دُرست اور بدن کو مضبوط بنانے والا ہوگا، رعب داب حسن وجمال کو بڑھانے والا مردوں میں مردانہ،عورتوں میں زنانہ خصوصیات کو چار چاند لگانے والا ثابت ہوگا، دماغ کی ذکاوت ترقی پائے گی ،قوتِ حافظہ میں تیزی آئے گی، آنکھوں میں سرخ ڈورے اس مالداری پر دلالت کرنے والے اور ہمّت کی بلندی پردازی حوصلہ کی سربلندی اس دولت میں زیادتی کی علامت ہوگی، البتہ اس کے بعد جب یہ سرمایہ حیات کافی مقدار کو پہنچ جائے تو پھر میدانِ عمل کی طرف جائز قدم اُٹھایئے یعنی نکاح کیجئے لیکن اگر آپ نے اس سے بہت پہلے ہی اس انمول دولت کو ضائع کردیا اور صبر سے کام نہ لیا تو پھر بُری طرح پچھتاؤ گے اور ضرور پچھتاؤ گے۔

شاید آپ نے ابھی تک نہیں سمجھا کہ اس قیمتی خزانہ میں کیا کیا جواہرات موجود ہیں یہ کیا کچھ بننے والا ہے یہ ایک بیج ہے جس سے بہت سے پودے اُگیں گے، بہت سے پھل نکلیں گے، بہت سے پھول نکلیں گے، آج اگر یہ بیج محفوظ رہا تو اسی میں تمہاری آئندہ زِندگی اور نسل کی بہار پوشیدہ ہے۔

لہٰذا اسے ضائع نہ ہونے کی بھرپور فکر رکھئے گا اور اس کے ضائع کرنے کے جو شیطانی اسباب ہیں ان سے کوسوں دُور رہئے، ٹی۔وی، وی۔سی۔آر، فحش ناول، سینما دیکھنا، عشق ومحبت کے افسانے پڑھنا، بُری صحبت کی وجہ سے گندے دوستوں کی گندی باتوں میں دلچسپی لینا اور نگاہوں کو جھکا کر نہ چلنے سے بہت مشکل ہے کہ آپ اپنی جوانی کو محفوظ رکھ سکیں۔

مغموم جوانی کا دلخراش منظر

روزمرہ کے مشاہدات اور واقعات شاہد ہیں کہ جوانی کے جوش اور ولولے شباب کی آرزوئیں اور امنگیں۔آجکل کے نوجوان کا ماتم کرتی پھرتی ہیں، دُنیا کی کوئی چیز اس قدر غم واندوہ کی حامل نہیں ہوسکتی جس قدر کہ اس غمگین، اداس اور لٹی ہوئی جوانی کا مظاہرہ۔

نوجوان فقط نام کے نوجوان رہ گئے ہیں ان کے جسم کھوکھلے ہوگئے ہیں ان کے چہرے خزاں رسیدہ پھول کی پتی کی طرح مرجھائے ہوئے ہیں اور ان کی جوان مردانہ جوانی اب ایک عورت کی جوانی سے دوچار ہوتے ہوئے بھی شرماتی ہے، وہ نگاہ جو شیروں سے لڑنی چاہئے تھی، اب ایک عورت کے تصوُّر سے بھی نیچے ہوجاتی ہے، ان کی بیویاں اپنی جوانیوں کا ماتم کرتی پھرتی ہیں ان کے گھر دَرودِیوار ان کی حسرت کی نظر سے تک رہے ہیں وہ دَرودِیوار جن سے جنّت کی مسرتیں برسنی چاہئیں تھیں نوجوان کی لٹی ہوئی جوانی کی بدولت اب ان سے حسرت ویاس برستی ہے وہ گھر جن پر محبت کے فردوس قربان ہونے چاہئیں تھی نوجوانوں کی ناگفتہ بہ حالت کی وجہ سے تباہ وبرباد ہورہے ہیں۔وہی نوجوان جو کبھی بیویوں کی نگاہوں میں دیوتا کا رُتبہ رکھتے تھے آج اپنی لٹی ہوئی جوانی کی بدولت بیویوں کی نگاہوں میں ذلیل وخوار ہورہے ہیں۔

آہ! اس سے بڑھ کر دلخراش منظر کون سا ہوگا کہ وہ تو اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کے قابل بھی نہیں رہے ہیں، ان نوجوانوں کو کون زِندہ کہہ سکتا ہے جن کی جوانی حوادث زمانہ سے دوچار ہوتے ہوئے نہیں بلکہ روزمرہ کے کاروبار زِندگی سے نبرد آزما ہوتے ہوئے بھی تھرتھر کانپتی ہے، جس کے دِل پر ہر وَقت مایوسی وغم کی گھٹائیں محیط رہتی ہیں جس کے تبسم میں بھی آنسوؤں کی جھلک نظر آتی ہے اور اس کے گردوپیش اس کی کمزوریوں نے مصیبتوں اور رُسوائیوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔جس کے پوشیدہ نقائص کی وجہ سے اس کی بیوی کے دِل بھی اس کی مٹھی میں نہیں ہے، جو ایک کمزور ایک معصوم دِل کو بھی تسخیر کرنے کی ہمّت نہیں رکھتا وہ دُنیا کے خونریز میدان کارزار میں شامل ہوکر کیونکر فتح ونصرت حاصل کرسکتا ہے؟

ایسا بے ہمت، کمزور دِل اور ناتواں جسم جس کی رگوں میں شباب کا لہو گردش نہیں کر رہا۔ محض نام زِندہ ہے جو خود ہی سسک رہا ہو وہ کتنے دِن زِندہ رہے گا۔

مردانہ کمزوری کی وجۂ عظیم

یہ خطرناک صورتحال کیونکر پیدا ہوئی جس نے شمار وقطار سے باہَر نو جوانوں کو جوانی کی امنگوں اور آرزوؤں سے محروم کردیا؟ اس ہمہ گیر آگ کے ہولناک شرارے کہاں سے اُٹھے جس نے اکثر نوعروساں محبت کے خرمن صبر وقرار کو جلا کر خاک سیاہ کردیا؟ اگر تفصیلات کو نظر انداز کردیا جائے تو اس سوال کے جواب چند لفظوں میں دیا جاسکتا ہے اس اجمال کی مختصر سی تفصیل درج ذیل سطور میں دی جاتی ہے۔

ان تمام حالات وواقعات کی تہہ میں جنھوں نے جوانوں کو قوت شباب سے محروم کر کے ان کی بیویوں کو سرکش اور لاپرواہ بنادیا اگرچہ بہت سے اسباب کارفرما ہیں، ان میں سرفہرست جلق یعنی مشت زنی اور اغلام (ہم جنس پرستی) جیسے شیطانی فعل اور کثرتِ مباشرت شامل ہیں۔

ان افعال نے کس طرح ایک جونک کی طرح اچھے خاصے لحیم وشحیم اور موٹے تازے نو جوانوں کا خون چند ہی روز میں چوس لیا ہے اور پھر نوجوانوں کی اس کمزوری نے ان کی خانگی زِندگی کی مسرتوں کو تباہ وبرباد کر کے جنّت نشاں گھر کو دوزخ کا نمونہ بنادیا ہے۔

کثرتِ مباشرت سے جو مردانہ کمزوریاں پیدا ہوجاتی ہیں وہ خانگی زِندگی کی مسرتوں کے خرمن میں کشیدگی اور نفرت کی چنگاریاں پھونک دیتی ہیں، ایک حد کے اندر مباشرت کا جذبہ فطری جذبات میں شامل ہے، فطری جذبات کی پذیرائی نہ ہونا زِندگی کو تلخ بنادیتا ہے اور عورت کی جوانی کو اس سے گھن لگ جاتا ہے، عورت کی زِندگی کا حاکمانہ عنصر محبت ہے، محبت اس کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ایک ناز بردار مفلس شوہر کے ساتھ وہ ایک ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں بھی خوش وخرم رہ سکتی ہے لیکن ایک امیر کبیر شوہر کے ساتھ جو اس کے جذبات جوانی کا قدر شناس نہ ہو، فلک بوس محلوں اور زرکار ملبوسات کی موجودگی بھی اس کے مطبوع خاطر نہ ہوسکے گی۔

جو نوجوان مردانہ طاقت سے عاری ہوجائے اس کا دِل بھی پژمردہ ہوجاتا ہے اس میں معصوم محبت کی حرارت بھی باقی نہیں رہ جاتی۔ بعض صورتوں میں ایسے نوجوان کا مزاج بھی سخت چڑچڑا ہوجاتا ہے وہ ہر شئے کو کاٹ کھانے دوڑتا ہے، دُنیا سے بیزار ہوتا ہی تھا خود اپنی زِندگی سے بھی نفرت ہوجاتی ہے، عورت بھی سخت بدظن ہوجاتی ہے، بسا اوقات ناکام محبت سے عورت کے خشمگیں دِل سے وہ چنگاریاں اُٹھتی ہیں جو تمام خاندان کے ننگ وناموس کو جلاکر سیاہ کردیتی ہیں مگروہ اپنی فطرت سے مجبور ہے اسے کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ اس افسوس ناک صورتحال کا الزام تمام تر ناعاقبت اندیش شوہر کے سر ہے جس نے اپنی غلط روش سے ایک پُرمسرت گھر کو پریشانیوں کا گہوارہ بنادیا۔

جوہر حیات کی قدر و قیمت

یاد رکھئے انسانی ترقی کا راز اس کی جسمانی، عقلی اور روحانی قوت کی سلامتی پر ہے، ان میں سے اگر ایک میں بھی نقص واقع ہو جائے تو باقی قوتیں بھی کمزور یا ماند پڑ جائیں گی مثلاً اگر آپ نے کوئی بُری اور قبیح حرکت اور عادت اختیار کی تو جسمانی قوتوں کو برباد کر دینے کے ساتھ آپ اخلاقی گمراہی اور روحانی تباہی کا بھی شکار ہو جائیں گے۔

دُنیا میں جو شخص تندرست اور توانا ہے یقیناً اس میں خواہشات نفسانی بھی اسی مناسبت سے قوی ہوں گی اور انہیں بے لگام چھوڑ دینا خالی از خطرہ نہیں ہے۔

یاد رکھئے! تیرہ چودہ سال سے لے کر سترہ اٹھارہ سال کی عمر تک منی کچی ہوتی ہے اور مقدار میں بھی کم ہوتی ہے اسلئے اگر آپ نے اسی کچی حالات میں ہی ضائع کرنا شروع کر دیا تو آپ کی صحت کا ہمیشہ کے لئے ستیاناس ہو جائے گا۔

جدید تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ خون کے تقریباً اسی قطروں سے ایک منی کا قطرہ تیار ہوتا ہے ایک دفعہ کی مباشرت سے منی کے بیسیوں قطرے جسم سے خارج ہو جاتے ہیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ چند منٹ کی لذّت کیلئے کس قدر خون کا خون کرنا پڑتا ہے، دراصل اس عوض و معاوضہ کی دُنیا میں کوئی شے بلا قیمت ہاتھ نہیں آسکتی جو شے بھی ہم اپنی زِندگی میں حاصل کرتے ہیں اس کے لئے ہمیں کچھ نہ کچھ قیمت ضرور ادا کرنی پڑتی ہے۔ مگر جب پیکر نسائیت سے ہم آغوشی کے لطف کی قیمت بھی ہمیں اپنے خون کے بہترین اجزاء کے عطر کی صورت میں ادا کرنی پڑتی ہے لیکن جب پیکر نسائیت سے ہم آغوش کا مقصد ایک فطری جذبہ جوانی کی پذیرائی ہو تو ہم یہ قیمت دے کر گویا ایک دِل کو مٹھی میں لیتے ہیں اس دِل کو جو محبت کے بیش بہا جواہر کا گنجینہ ہے۔ مگر جب پیکر نسائیت سے ہم آغوشی کا مقصد محض نفس کو محظوظ کرنا اور ایک ہوس کا راز جذبہ کا تسکین ہو تو گویا ہم لعل و گوہر لٹا کر اس کے عوض میں خزف ریزے خرید تے ہیں لہٰذا جوہر حیات کی حفاظت کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنے کے ساتھ درج ذیل افعال جو اس کے ضائع کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں بچنا نہایت لازم و ملزوم ہے۔ مثلاً دوستوں سے گندی باتیں سننا، سینما دیکھنا، گندے ناول پڑھنا، ننگی تصویریں دیکھنا، عشق و محبت کی کہانیاں پڑھنا اور لڑکوں اور لڑکیوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا اور ان کے خیال کے دماغ میں مستقل جگہ دینا وغیرہ سے نہ بچے تو بہت مشکل ہے کہ آپ اپنے مادہ حیات کو محفوظ رکھ سکیں۔ ایک دفعہ کے انزال سے تقریباً دو ارب جانداروں کا قتل ہوتا ہے یعنی دو ارب جیتے جاگتے منی کے کرم موجود ہوتے ہیں جو شخص محض لذّت پرستی اور غیر طبعی افعال کے ذریعے منی خارج کر کے ضائع کرتا ہے تو وہ کتنا انتہائی ظالم اور گناہگار ہے۔

اولاد پیدا کرنے کی نیت سے بھی جس وَقت مباشرت کی جاتی ہے اگرچہ اس وَقت بھی اربوں جیتے جاگتے کرم موت کے گھاٹ اُتر جاتے ہیں حمل ٹھہرانے کے لئے تو صِرف ایک ہی کرم کی ضرورت ہے باقی تمام کرم ضائع ہوجاتے ہیں لیکن اس صورت میں ان کرموں کے ضائع ہونے میں مردوعورت کی نیت کو دخل نہیں ہوتا کیونکہ اولاد کی خواہش سے مردوعورت گناہگار نہیں ہوسکتے۔ جبکہ اس سے ہٹ کر نفسانیت اور شیطانیت کے کھیل مثلاً زِنا، مشت زنی، اغلام یا کسی اور طریقہ سے مادہ کے اخراج کرنے والے سخت گناہگار ہیں۔

ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں

جنس کے منحرف رویوں میں بدترین صورت کا مرد کا مرد کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنا ہے یہ ایک قدیم فعل ہے جو سب سے پہلے لوط علیہ السلام کی قوم میں پیدا ہوا۔ قرآن میں اس کا ذِکر یوں آتا ہے، ''اور لوط (ہم نے اس طرح بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جسے تم سے پہلے اہل جہاں میں کسی نے نہ کیا تھا بے شک تم نفسانی خواہش کیلئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو بلکہ تم حد سے گزر جانے والو ہو۔'' (الاعراف، ۸۰-۸۱)

قرآنِ مجید میں دیگر مقامات پر بھی پیرائے بدل کر اس غیر فطری فعل کی سنگینی کا احساس دِلایا گیا ہے۔ خود تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس حوالے سے مختلف ارشادات ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے زِیادہ خطرہ کی بات جس کے بارے میں اپنی اُمت کے متعلق ڈرتا ہوں، قومِ لوط کا عمل ہے۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو لوط علیہ السلام کی قوم والا کام (لڑکوں اور مردوں سے بدفعلی) کرتا ہے۔

مزید فرمایا اللہ عزوجل اس شخص کی طرف نظرِ رَحمت نہیں فرمائے گا جس نے مرد یا عورت کے پاخانہ کی جگہ بدفعلی کی ہوگی۔

مزید فرمایا جب کوئی مرد، مرد سے بدفعلی کرتا ہے تو وہ قومِ لوط میں لکھا جاتا ہے۔

جب مرد، مرد سے بدفعلی کرتا ہے تو زمین ان کے نیچے سے، آسمان ان کے اوپر سے اور گھر اور چھت پکار اُٹھتے ہیں اور کہتے ہیں اے پروردگار! ہمیں اجازت دے کہ ہم ایک دوسرے سے مل جائیں اور ان کو درمیان میں پیس کر رکھ دیں اور ان کے لئے عذاب اور عبرت بن جائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا صبران کے اس کرتوت سے زِیادہ وسیع ہے جو مجھ سے چھوٹ نہیں سکتا۔

نیز عورت کا عورت سے بدفعلی کرنا ویسا ہی سخت گناہ ہے جس طرح مرد کا مرد سے بدفعلی کرنا سخت گناہ ہے، چنانچہ حدیثِ مبارَک میں ارشاد ہے، عورت کا عورت سے گناہ کرنا یا ان کا آپس میں (زنا کی طرح) ملاپ گناہ کے اعتبار سے لائق تعزیر ہے اور سزا میں ایسی عورتوں کو تعزیر کی سزا ہوگی زنا کی حد تک نہیں لگے گی۔ (بحوالہ ذم الھویٰ)

لوطی کی ہولناک سزائیں

آگ کا تابوت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہمیں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جو شخص کسی عورت یا کسی لڑکے یا کسی آدمی کی جائے پاخانہ میں بُرائی کرے گا وہ قیامت کے دِن سڑے ہوئے مُردار سے زِیادہ بدبودار اُٹھایا جائے گا، (قیامت کے دِن) لوگوں کے سامنے اس کی اس بے حیائی کا چرچا کیا جائے گا، حتیٰ کہ اس کو اللہ عزوجل دوزخ کی آگ میں داخل کردے گا، نیز اس کے نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے اور نہ ہی اسکا کوئی مستحب قبول ہو گا نہ فرض عبادت، بلکہ اس کو آگ کے تابوت میں بند کر دیا جائے گا اور آگ کے لوہے کی اس پر میخیں ٹھونک دی جائیں گی اور وہ میخیں اس (لوطی) کے مُنہ اور جسم میں گھس جائیں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ سزا اس لوطی کو دی جائے گی جو بغیر توبہ کئے مر گیا تھا۔

قتل کردیا جائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوم لوط کا عمل کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص کو تم قومِ لوط والا گناہ کرتے دیکھو تو اوپر اور نیچے والے دونوں کو سنگسار کر دو۔

لوطی کو آگ میں جلایا جائے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایک خط روانہ کیا کہ علاقہ میں ایک ایسا شخص ملا ہے جس نے مرد سے نکاح کر رکھا ہے یعنی بالکل ہی عورت کی طرح کرتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فیصلہ کے لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع فرمایا ان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا یہ ایسا گناہ ہے جس کو سوائے ایک اُمّت کے کسی اور اُمّت نے نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا جو حشر کیا، اس کو آپ حضرات جانتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ اس شخص کو آگ میں جلادیا جائے تو تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی رائے مبارک نے اس پر اتفاق کیا کہ اس کو آگ میں جلادیا جائے تو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا حکم جاری کر دیا کہ اس کو آگ میں جلادیا جائے۔

اس طرح دو موقعوں پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہشام بن عبدالملک نے بھی ایسے لوگوں کو آگ میں جلادیا تھا۔

یزید بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لوطی کو جلانے کے بجائے سنگسار کر دیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والا عمل کرے اس کو قتل کر دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوطی کی سزا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، آبادی میں کوئی اونچا گھر تلاش کیا جائے، پھر اس چھت سے لوطی کو مُنہ کے بل پھینکا جائے پھر اس پر پتھروں کی بارش کر دی جائے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوطی پر تعزیر ہے یعنی کوئی ایک سزا مقرر نہیں ہے۔ حاکم وقت جو مناسب سمجھے دے سکتا ہے کیونکہ آپ نے اوپر کے ارشادات کو ملاحظہ فرمایا ہوگا اس جرم کی سزا میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ لیکن ان مختلف اقوال سے یہ ضرور ثابت ہے کہ اس گھناؤنے کرتوت سے معاشرہ کو پاک رکھنے کے لئے حاکم وقت جو بھی کڑی سے کڑی سزا دے اس کی صوابدید پر ہے ہاں اگر لوطی نے یہ کام دوسری بار بھی کر ڈالا تو پھر اس کو قتل کر دیا جائے۔ صِرف پہلی بار پر تعزیر ہے جس سے وہ اس گناہ سے باز رہے، اگر دوبارہ ملوث ہو تو قتل کر دیا جائے۔

لوطی بغیر توبہ کے کبھی پاک نہیں ہوسکتا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لواطت کرنے اور کرانے والے سمندر کے تمام پانی سے غُسل کریں تب بھی وہ ان کو پاک نہیں کرسے گا، ہاں یہ کہ وہ توبہ کرلیں تو اللہ عزَّ وجل اپنی رحمت سے ان کو معاف فرمادے گا۔

لوطی قوم لوط میں شامل کر دیا جاتا ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو آدمی میری اُمّت میں قومِ لوط والا گناہ کرتا ہے وہ مر جائے تو اللہ عزَّ وجل اس کو قوم لوط میں منتقل فرما دیتا ہے اور قیامت کے دِن بھی انہیں میں سے اُٹھایا جائے گا۔

لوطی بندروں اور خنزیروں کی شکل میں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، قیامت کے دِن لوطیوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں کھڑا کیا جائے گا۔

لوطی کی قیامت کے دن بدترین حالت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص جس حالت میں فوت ہو جاتا ہے اسی حالت میں قبر سے نکالا جاتا ہے حتیٰ کہ لوطی کو جب نکالا جائے گا تو اس نے اپنا آلہ تناسل اپنے دوست کی جائے پاخانہ پر رکھا ہوگا یہ دونوں قیامت کے دِن تمام مخلوقات کے سامنے بے حد شرمندہ ہو رہے ہوں۔ فائدہ﴾ قیامت میں ہر شخص اپنے اپنے حال میں مستغرق ہوگا کسی کی کسی حالت سے کوئی شہوت نہ ہوگی بلکہ اپنے انجام کی فکر ہوگی۔ (بحوالہ ذم الھویٰ)

لوطی کا حج قبول نہ ہونے کی حکایت

حضرت یونس بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں حج کی نیّت سے مکہ میں حاضر ہوا، جب عرفات کی رات آئی تو جوامام صاحب ہمارے ساتھ حج کر رہے تھے انہوں نے خواب دیکھا پھر جب ہم مکہ واپس لوٹ گئے تو ہم نے ایک منادی کی ندا سُنی جو پتھر کے اوپر سے پکار رہا تھا کہ اے گروہ حجاج! خاموش ہوجاؤ تو تمام لوگ خاموش ہوگئے پھر اس نے کہا اے گروہ حجاج تمہارے امام نے یہ خواب دیکھا ہے کہ اللہ عزّ وجل نے ان تمام لوگوں کی مغفِرت فرمادی ہے جنہوں نے اس سال بیت اللہ شریف کی حاضری دی ہے، صِرف ایک آدمی کو نہیں معاف کیا کیونکہ اس نے ایک لڑکے سے بدکاری کی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام اور سُلگتی لاشیں

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک بار کسی جنگل سے گزر رہے تھے کہ ایک بھیانک منظر دیکھ کر وہیں کھڑے ہوگئے دیکھا کہ ایک مُرد پر آگ جل رہی ہے آپ علیہ السلام نے پانی لے کر آگ کو بجھانا چاہا تو آگ نے نوعمر لڑکے کی صورت اختیار کرلی، سیّدُنا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزّ وجل کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ عزّ وجل ان دونوں کو اپنی اصلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں ان سے معلوم کرسکوں کہ ان کا گناہ کیا ہے۔ چُنانچہ اب آپ علیہ السلام کے سامنے ایک مرد اور ایک لڑکا موجود تھا مرد کہنے لگا یاروح اللہ! میں نے زِندگی میں اس لڑکے سے دوستی کی تھی۔ افسوس! مجھ پر شہوت نے غلبہ کیا حتیٰ کہ میں نے شبِ جمعہ اس سے بدفعلی کی، دوسرے دِن بھی مُنہ کالا کیا۔ ایک ناصح نے خدا عزّ وجل کا خوف دلایا تو میں نے اس سے کہہ دیا میں نہیں ڈرتا۔ پھر جب میں مرا اور پھر میرا یہ دوست مرا، تو اللہ عزّ وجل نے ہم پر آگ مسلط فرمادی ہم باری باری آگ بن کر ایک دوسرے کو جلاتے ہیں۔ (سرورِ خاطر)

تین قسم کے لوگ لوطیہ ہیں

حضرت سیّدُنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو لوطیہ کہلائیں گے اور یہ تین قسم کے لوگ ہوں گے ایک تو وہ جو صِرف لڑکوں کی صورتیں دیکھیں گے اور ان سے بات چیت کریں گے، دوسرے وہ جو لڑکوں سے ہاتھ ملائیں گے اور گلے سے بھی ملیں گے، تیسرے وہ لوگ جو ان لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کریں گے، تو ان سبھوں پر اللہ عزّ وجل کی لعنت ہے مگر وہ جو توبہ کرلیں تو اللہ عزّ وجل ان کی توبہ قبول فرمائے گا اور وہ اس لعنت سے بچے رہیں گے۔ (جہنم کے خطرات)

لواطت کے نقصانات اور میڈیکل سائنس

لواطت کے عادی افراد طرح طرح کی تکالیف اور بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں اس میں عضو تناسل کو ضرورت سے زیادہ زور لگانا پڑتا ہے جس سے اس میں کمزوری آجاتی ہے وہ آگے سے موٹا اور پیچھے سے پتلا ہو جاتا ہے۔ عضو کی جڑ کمزور اور سیپاری نیچے کی طرف لٹک جاتی ہے اور عضو میں کجی اور لاغری آجاتی ہے اس طرح لواطت کرنے والا عورت کے قابل نہیں رہتا۔ ایک تو اس کے عضو کو لواطت کی عادت ہو جاتی ہے اور اسے عورت کے پاس جاتے وَقت بھرپور انتشار نہیں ہوتا یا ہوتا ہے تو فوراً انزال ہو جاتا ہے اور عورت کے سامنے شرمندگی اُٹھانا لازمی امر ہے۔

ہم جنس پرستی کی وجہ سے دُنیا کی سب سے خطرناک اور لاعلاج مرض ایڈز نے پوری دُنیا، خاص طور پر یورپ اور انڈیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر جینٹ گریسن نے اپنی تحقیق میں مندرجہ ذیل امراض کی تحقیق کی۔

۱۔ جنسی نظام بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے اور اعصابی نظام مفلوج اکثر ان کی چال میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہو جاتی ہے عورت سے ان کی نفرت اور خوبصورت لڑکوں کی جانب مکمل توجہ اور محبت ہو جاتی ہے۔

۲۔ ایسا آدمی دائمی دَردِ سَر میں مبتلا ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے اس کی نگاہ کمزور اور آنکھ کی پتلی ختم ہو سکتی ہے اور یادداشت بھی کھو جاتی ہیں۔

۳۔ مقعد سے خون رستا ہے اندرونی اور بیرونی جانب گوبھی کی شکل کے مسے نکل آتے ہیں جو کہ رحم اور مقعد کے کینسر کا باعث بن سکتے ہیں تاہم اس کا مکمل علاج دریافت نہیں ہو سکا۔

۴۔ شدید تھکاوٹ، وزن کی کمی، ڈائریا اور پسینہ زیادہ آنے کی تکالیف لاحق ہو جاتی ہیں جسم کا حفاظتی نظام متاثر ہوتا ہے اس کا مکمل علاج جدید میڈیکل سائنس کے پاس نہیں ہے۔

۵۔ بخار، فلو جیسی علامات، قے آنا، ڈائریا، بھوک کی کمی اور جلد کی رنگ زرد پڑ جاتی ہے جگر کو شدید نقصان پہنچتا ہے جو کہ عرصۂ دراز تک بحال نہیں ہوتا۔ نیز عضو تناسل اور مقعد کی درمیانی جگہ پر ننھے منے درجنوں چھید بن جاتے ہیں جس سے ہر وقت پیپ رستی ہے اس بیماری کا ابھی تک کوئی علاج دریافت نہ ہو سکا ہے۔

ہم جنس پرستی اور حفظ ما تقدم

حفظ ماتقدم کے طور پر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک چادر میں دو مَرد نہ سوئیں یعنی ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ آئے۔ (مشکوۃ)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ دو مردوں کو ایک کپڑے میں لیٹنے اور سونے سے جنسی میلان میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے کبھی کبھی لواطت کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

اس حدیث کو دلیل بنا کر امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، دو مردوں کا ایک ساتھ لیٹنا جائز نہیں ہے گو دونوں بستر کے کنارے کنارے ہی کیوں نہ ہوں۔

یہ حکم نفسیات کے بالکل مطابق ہے دو شخصوں کا یکجا ہونا کسی حال میں شر سے خالی نہیں ہوگا۔ ان بزرگانِ دین جو اپنے علم و عمل اور زہد و تقویٰ میں مسلسل اور یقیناً ان کی ہدایات بالکل دُرست اور قابلِ عمل ہیں اور ہمارے لئے اس کے واقعات انتہائی اِصلاح آموز ہیں۔

نیز جو حضرات مرد لڑکوں سے پاؤں دبواتے ہیں اور تنہائی یا بے تکلفی کے ساتھ ان سے ملتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ ان کی نیتوں میں فتور ہے بلکہ آگاہ یہ کرنا ہے کہ فتنہ کے داعی سے اپنی حفاظت ایک ضروری فریضہ ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک اَمرد کے چہرے پر نظر ڈالنا حرام ہے جبکہ جنسی میلان کا اندیشہ ہو۔ اَمرد اس لڑکے کو کہتے ہیں جس کی داڑھی ابھی نہ نکلی ہو۔ بعض علماء تو لکھتے ہیں کہ امرد اگر حسین ہے تو عورت کے حکم میں ہے یعنی سَر سے پاؤں تک اس کا جسم ستر ہے ان کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے۔ ابن القطان کہتے ہیں امرد جس کی داڑھی ابھی نہ نکلی ہو تلذذ کا باعث ہے اور اس کی خوبصورتی سے متمتع ہونے کے ارادے سے ایسے لڑکوں کو دیکھنا متفقہ طور پر حرام ہے اور تلذذ مقصود نہ ہو اور دیکھنے والا فتنہ سے مامون ہو تو جائز ہے۔ (در المختار)

امام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں سختی سے ممانعت کی ہے اور متاع کے ارشادات نقل کر کے اس امر سے منع کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق بنی عبدالقیس کے وفد میں ایک خوبصورت لڑکا بھی تھا رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم نے اُمت کی تعلیم کیلئے اسے اپنے پیچھے کی جانب بٹھالیا، ایسا ہی ایک واقعہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ابن قدامہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ان کا ایک دوست ان سے ملنے کے لئے آیا اس کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت لڑکا تھا۔ مجلس ختم ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اسے اپنے ساتھ نہ رکھو، خواہ کتنا ہی قریبی رشتے دار کیوں نہ ہو۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں، مالداروں کے لڑکوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہ اپنی شکل وصورت اور لباس و پوشاک سے سراپا فتنہ ہیں کہ بسا اوقات عورتوں سے بڑھ کر ثابت ہوتے ہیں۔

انہوں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دِن سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غسل خانے میں داخل ہوئے۔ اتفاق سے اسی وَقت ایک لڑکے نے بھی غسل خانے میں داخل ہونا چاہا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا اور فرمایا، اسے یہاں سے نکالو اور جلدی نکالو اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ عورت کے ساتھ مجھے ایک ہی شیطان دکھائی دیتا ہے مگر اَمرد کے ساتھ کچھ اور دس شیطان۔

ہمارے اس دَور میں ان لوگوں کے لئے عبرت کا دَرس ملتا ہے جو لڑکوں کے ساتھ گھومنا پھرنا ان کے ساتھ خوش گپیاں کرنا وغیرہ معیوب نہیں سمجھتے۔

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواتین کے لئے بھی علیحدہ ہدایات ارشاد فرمائی ہیں تاکہ وہ ہم جنسیت کی طرف راغب نہ ہوسکیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ہمبستر نہ ہو اور نہ اپنے شوہر کے سامنے اس کے محاسن اس طرح بیان کرے کہ جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو۔ (بخاری شریف)

نوجوانوں کی ایک خطرناک غلط عادت

طفولیت اور شباب کی دشوار گزار منزل میں بے شمار اور بڑے سخت خطرے پیش آتے ہیں مگر جس خطرے کا ہم بیان کر رہے ہیں اس سے بڑا خونخواری اور کوئی خطرہ نہیں ہے اس خطرہ سے ہماری مُراد اس مہیب سیاہ کاری ہے یعنی وہ خوفناک غلط کاری جس جلق یا مشت زنی کا نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جس میں عضوخاص کو بار بار اپنے ہاتھ سے حرکت دینے اور ملنے سے اس میں انتشار اور ہیجان پیدا کر کے منی خارج کر دی جاتی ہے۔ یہ گندی حرمت صِرف گناہ ہی نہیں بلکہ انسان کے شرف اور پاکیزگی کے خلاف ہے اور جسمانی اور اخلاقی لحاظ سے نہایت ہی مصیبت انگیز ہے اور مذہبی لحاظ سے بھی ملعونیت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے۔

چنانچہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، ہاتھ سے منی نکالنے والے ملعون ہیں۔

مریض کی علامات

جس لڑکے میں درج ذیل نشانیاں پائی جائیں اس پر اس بدعادت کا شبہ ہوتا ہے۔

مریض دبلا زرد اور چڑچڑا ہو جاتا ہے، آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں یا آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے دِکھائی دیتے ہیں نیز چھوٹی اور مختصر ہوتی ہے، ڈراؤنے خواب دکھائی دیتے ہیں صبح کو اُٹھتے وَقت کمزوری محسوس ہوتی ہے، طبیعت کام کرنے سے اچاٹ ہو جاتی

ہے، محنت سے دِل اکتاتا ہے، کبھی کبھی آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے چکر بھی آتے ہیں، سر میں بوجھ اور درد محسوس ہوتا ہے، سینہ اور پیشانی پر دانے نکل آتے ہیں، پیشاب جل کر آنے لگتا ہے، عضو خاص پیشاب کرنے کے وَقت ایک طرف کو ٹیڑھا ہوجاتا ہے، احتلام کی کثرت ہونے لگتی ہے اگر یہ فعل مدت تک جاری ہے تو عضو خاص چھوٹا رہ جاتا ہے۔

جسمی نقصانات

مریض کا بدن کمزور اور ناتواں ہوجاتا ہے، خون کی کمی واقع ہوکر اعصابی نظام ماؤف ہوجاتا ہے، حافظہ کمزور ہوجاتا ہے، چہرے پر پھنسیاں نکل آتی ہیں، آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں، ہاتھ بھیگے بھیگے اور سرد رہتے ہیں۔ بسا اوقات جوڑوں میں درد شروع ہوجاتا ہے، دماغ کمزور ہوجانے کی وجہ سے نزلہ زکام کی اکثر شکایت رہتی ہے، بات کرتے وقت مخاطب کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر گفتگو نہیں کرسکتا، نہ کسی مسئلے پر غور وفکر کرسکتا ہے، آنکھوں کی پتلیاں بے رونق اور بے نُور ہوجاتی ہیں۔ مشت زنی سے جسم کی بجائے دماغ زیادہ کمزور ہوجاتا ہے کیونکہ اس سے نوخیز احساس جرم کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ نوے فیصد لوگ اس مرض میں ملوث ہیں۔

جنسی نقصانات

کثرت وتسلسل سے مشت زنی کی جائے تو اعضاء تناسل کی نشو نما رُک جاتی ہے، کوتاہی، لاغری اور کجی کی وجہ سے مباشرت میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس فعلِ بد سے عضو مخصوص کے نرم ونازک رگ وریشوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچتا ہے کیونکہ انسان کا ہاتھ (اندام نہانی) کے مقابلہ میں نہایت سخت ہوتا ہے اور اس کے سبب نازک حصہ حشفہ یا سپاری یعنی عضو تناسل کے مُنہ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے کیونکہ یہ حساس ترین حصّہ ہے، مشت زنی سے اس کی حساسیت اور بڑھ جاتی ہے اور کھچاؤ کی وجہ سے سپاری کی کھال سکڑ جاتی ہے اور اس پر جھریاں سی پڑ جاتی ہیں، عضو تناسل کی حساسیت بڑھنے سے زکاوت حس کا مرض لاحق ہوجاتا ہے اور بار بار نامکمل انتشار آنے کی وجہ سے عضو تناسل نہ صِرف کمزور ہوجاتا ہے بلکہ حساسیت بڑھنے کی وجہ سے سرعت انزال کا مرض بن جاتا ہے جس سے بیوی کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

زکاوت حس کی وجہ سے انسان کو اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور کھانستے وَقت پیشاب یا پیشاب کے لیسدار قطرے خارج ہوتے ہیں اور طہارت کا مسئلہ بھی درپیش رہتا ہے نیز مشت زنی کرنے والے مریض کا عضو تناسل جڑ سے کمزور درمیان سے پتلا اور کبھی آگے سے موٹا ہوجاتا ہے اس میں کجی اور لاغری آجاتی ہے۔ جس کی بناء پر وہ بطریق احسن عورَت کی اندام نہانی میں دخول نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسے تسکین بہم پہنچا سکتا ہے بلکہ اکثر عضو تناسل عورت کی اندام نہانی کے اوپر رکھنے کے بعد ہی تناؤ ختم ہوجاتا ہے یا مادہ خارج ہوجاتا ہے اور مرد شرمندہ ہوکر رہ جاتا ہے۔

نفسیاتی نقصانات

مشت زنی کرنے والے کی خود اعتمادی مجروں ہو جاتی ہے وہ مستقل مزاجی سے عاری ہو جاتا ہے اور ہمت وحوصلہ کھو بیٹھتا ہے اس کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے اور ٹوٹے پھوٹے جملوں میں اپنا مفہوم ادا کرتا ہے، وہ اپنے ہم عمر ساتھیوں کی محفل سے احتراز کرتا ہے اور بات کرتے وَقت مخاطت کی آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈال سکتا، وہ کھیلوں میں حصّہ نہیں لیتا، اکیلا گھومنا پھرنا پسند کرتا ہے، وہ لباس کے معاملے میں لاپرواہ رہتا ہے اور جسم کی صفائی کا خاص خیال نہیں رکھتا، وہ شادی کے نام سے گھبراتا ہے اور کسی دوشیزہ سے بات کرتے ہوئے پسینہ میں نہا جاتا ہے اور اس کے ہاتھ اور ٹانگوں میں کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے۔ وہ عصبی اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہر وقت کسی نا کسی انجانے خوف کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کی پیش رفت کی قوت سلب ہو کر رہ جاتی ہے اور اس میں مریضانہ جھجک پیدا ہو جاتی ہے۔ نفسیاتی رکاوٹ کے باعث وہ معمولی سا کام بھی سلیقے سے نہیں کر سکتا۔ وہ نہ تو کسی کے مذاق پر کھل کر ہنس سکتا ہے، نہ کسی کی مصیبت میں اس کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کر سکتا ہے۔ اسے اپنے المناک حالت کا احساس ہوتا ہے اور وہ چوری چھپے اپنا علاج بھی کرواتا ہے۔ لیکن کسی مستند معالج کے پاس جانے کے بجائے اشتہاری حکیموں سے ادویات منگوا کر کھاتا رہتا ہے جس سے اس کی رہی سہی صحت بھی جواب دے دیتی ہے۔

خواتین میں اس بد عادت کے نتائج

پانچ فیصدی جوان لڑکیاں بھی اس لعنت کا شکار ہیں، Sexi فلمیں دیکھنے، سیکسی کتابیں اور ناول پڑھنے اور شادی شدہ عورتوں کی جنسی باتیں سننے سے نوخیز لڑکیوں میں بھی شہوت بیدار ہو جاتی ہے اور وہ انگشت زنی یا دیگر کسی اور قسم کے آلات کے ذریعے تسکین کرنے کی کوشش پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

مستورات میں بھی مردوں کی مانند جلق کے نتائج کچھ کم تکلیف دہ نہیں ہوتے ان میں عصبی کمزوری، سردرد، دِل کی کمزوری، اداسی اور مہانسوں کی زیادتی اور حواس خمسہ بھدے پڑ جاتے ہیں، فطرت کے قاعدہ کے توڑنے کا نتیجہ اگر مردوں میں یہ ہوگا کہ جسم خاص کی رگیں پٹھے دب کر ہمیشہ کے لئے خراب و برباد ہو جائیں، عورت کا جسم اس سے بھی زیادہ نازک اور حساس ہے اور ذرا سے بے جا رگڑ اور ناموزوں حرکت سے عمر بھر کے لئے بالکل ناکارہ ہو جائے گا۔

اپنے ہاتھ کی اُنگلیاں یا اور کوئی چیز یا محض اوپر رگڑ اور معمولی حرکت جسم کی حالت ہر صورت میں تباہ کرنے والی اور عمر بھر کے لئے بیکار بنانے والی ہے۔ پہلا صدمہ نرم و نازک جھلی میں خراش پیدا کر کے ورم لائے گا، اس ورم کے سبب بار بار خواہش پیدا ہوگی، بار بار کی حرکت سے مادہ نکلتے نکلتے پتلا ہوگا اور دماغ کے پٹھوں پر اثر پہنچا کر خفقان جنوں کے آثار نمودار ہوں گے۔ یہ پتلا مادہ ہر وَقت بہتے رہنا، تمام پٹھوں اور عضلات کو ڈھیلا بنا کر معدہ، جگر، گردہ سب کا فعل خراب ہو جائے گا اور 'سیلان الرحم'

کا مرض جو اس زمانہ میں بلائے عام اور وبائے خاص بنا ہوا ہے، گھر کرے گا۔ آنکھوں میں حلقے ، چہرہ پر بے رونقی، ہر وَقت کمر میں درد، بدن کا ٹوٹتے رہنا، ذرا سے کام سے چکر وغیرہ آنا، دِل گھبرانا، بات بات پر چڑچڑا پن، آخر کار خفیف بخار بڑھتے بڑھتے پُرانا بخار بنتا اور تپ دق کے مرض میں گرِفتار ہوکر موت کا شکار ہونا اسی ناپاک حرکت کے نتائج ہیں۔

بعض بے سمجھ مردوں کی طرح شاید اس خبیث عادت میں مبتلا، عورتوں نے بھی یہ خیال کر رکھا ہوگا کہ اس میں کوئی گناہ نہیں۔

ایک رِوایت میں ہے نہ عورت عورت کے ساتھ مقاربت کرے نہ عورت اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو خراب کرے کیونکہ جو عورت اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو خراب کرتی ہے وہ بھی یقیناً زانیہ ہی ہے۔ (بہارِ شباب)

بہرحال عورتوں اور مردوں کو یہ شرمناک صورت اختیار کرنا جسمانی تباہی ہی نہیں بلکہ آخرت میں جہنم کے عذابات اور اس کے سانپ اور بچھو بھی اس جُرم کی سزا کے بدلے مسلط کردیئے جائیں گے۔

زِنا کی ہلاکتیں اور سخت ترین سزائیں

قرآنِ پاک میں اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے،

ولاتقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا

اور زِنا کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک یہ (بے حیائی) اور بُرا راستہ ہے۔ (پ ۱۵، ع ۴)

یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ فرمایا گیا کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ جس کا مطلب یہ ہے کہ زنا ہی نہیں بلکہ ہر وہ کام یا طریقہ جو زنا کے نیچے تک پہنچانے والا ہو، سب ہی سے بچنے کا حکم کیا گیا ہے۔

زنا کا عام مفہوم یہ ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت بغیر جائز رشتہ زن وشو قائم کئے باہم مباشرت کا ارتکاب کریں اور ایسے تمام امور زنا کے قریب پہنچاتے ہیں اسلام نے ان تمام راستوں کو بند کردیا ہے۔ مثلاً اجنبی عورت کی طرف بلاشرعی عذر نظر کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زَبان کا زنا بات کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دِل کا زنا (بدکاری) کی خواہش اور تمنا کرنا ہے اور شرمگاہ اس کی اُمید جھٹلا دیتی یا سچا کردیتی ہے۔

مذکورہ بالا حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ نامحرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا، آپس میں بات کرنا، ایک دوسرے کی باتوں کو سننا، ایسی بے حیائی کی جگہوں پر جہاں فتنے ہوں چل کر جانا، کسی نامحرم کو چھونا یہ سب گو زنا کے اسباب ہیں مگر شریعت نے انہیں بھی زنا قرار دیا۔ کیونکہ یہ وہ اسباب ہیں جو مرد وعورت کو باہم ایک دوسرے کے قریب کرتے چلے جاتے ہیں اور نتیجہ وہی

نکلتا ہے جس کے سد باب کے لئے عورتوں کو مخلوط جگہوں پر جانے سے روکا گیا ہے۔

زنا کی ہلاکتیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں، کسی بستی میں سود اور زنا جب پھیل جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس بستی کی ہلاکت کی اجازت مرحمت فرما دیتا ہے۔ (الجواب الکافی، ص ۲۲۰)

کثرت اموات اور طاعون

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، زنا کسی قوم میں عام نہیں ہوتا مگر ان میں بکثرت موت ہوتی ہے۔ (مشکوۃ، ص ۴۵۰)
ایک لمبی حدیث میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانچ عیوب اور اس کے اثرات کو بیان فرمایا ہے۔ جن میں سے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں زنا کاری پھیل جاتی ہے اور کھل کھلا ہونے لگتی ہے تو اللہ عزوجل ان لوگوں کو طاعون کی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اور ایسے دُکھ میں ڈالتا ہے جس سے ان کے اسلاف نا آشنا تھے۔ (الجواب الکافی)

خشک سالی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کسی قوم میں جب زنا پھیل جاتا ہے تو اسے قحط سالی کی مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے اور رشوت کی گرم بازاری ہوتی ہے تو ان پر خوف طاری کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوۃ باب الحدود، ص ۳۱۳)
انسان جب عفت و عصمت کے چہرہ کو داغدار بناتا ہے، شرعی و دینی حدود کی اس راہ میں پرواہ نہیں کرتا اور جائز ناجائز کی تفریق مٹا دیتا ہے تو اس وقت پوری قوم فتنہ میں ڈال دی جاتی ہے، بنی اسرائیل جو دُنیا کی چنی ہوئی اُمتوں میں ایک خاص تاریخی اُمت ہے اس میں بھی فتنہ عورتوں ہی کی راہ سے آیا اور فتنہ جب آیا تو پوری پوری اُمت ہی تہس نہس ہو کر رہ گئی، تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، دُنیا اور عورتوں سے بچو اس لئے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کا تھا۔ (مشکوۃ باب النکاح)

بوقتِ زنا ایمان کی حالت

رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بندہ جب زنا کرتا ہے، اس وقت ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سایہ بن کر رہتا ہے اور جب زانی اس فعل سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان کی طرف پلٹ آتا ہے۔ (مشکوۃ باب الکبائر)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا اتنی بُری چیز ہے اور اس قدر معیوب فعل ہے کہ اس کے ارتکاب کے وقت ایمان کانپ اٹھتا ہے اور گھبرا کر قلب چھوڑ دیتا ہے اس کی غیرت برداشت نہیں کرتی کہ اس حالت میں اس سے چمٹا رہے، ہاں جب وہ فارغ ہوتا ہے، اس کا قلب اس کو ملامت کرتا ہے۔

زنا کے چھ نقصانات

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم اپنے آپ کو زنا سے بچاؤ کیونکہ زِنا میں چھ تباہیاں ہیں، تین دُنیا میں اور تین آخرت میں۔ دُنیا کی تباہیاں یہ ہیں کہ چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے، رِزق میں تنگی آجاتی ہے اور بہت جلد اعضائے بدن گھل کر بیکار ہو جاتے ہیں اور آخرت کی تین تباہیاں یہ ہیں کہ اللہ عزوجل اس پر غضبناک ہوگا، حساب سختی سے لیا جائے گا اور ہمیشہ دوزخ میں جلتا رہے گا مگر جب اللہ عزوجل چاہے گا تو زانی کو دوزخ سے نَجات بخش دے گا۔ (ذم الھوٰی)

زانی اور لوطی کی شامت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو قوم بھی ناپ تول میں کمی کرتی ہے، اللہ عزوجل ان سے بارش کو روک لیتا ہے اور جس قوم میں زِنا عام ہوجائے اس میں کثرت سے اموات ہوتی ہیں اور جس قوم میں لواطت عام ہوجاتی ہے اس میں زِندہ زمین میں دھنسا دیا جانا عام ہوجاتا ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

اللہ عزوجل کی سب سے زِیادہ ناراضگی

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ رِوایت فرماتے ہیں کہ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری اُمّت کے اعمال، اللہ عزوجل اور میرے سامنے ہر جُمعہ کو پیش کئے جاتے ہیں، اللہ عزوجل سب سے زِیادہ زانیوں پر غضب ناک ہوتا ہے۔ (ایضاً)

اللہ عزوجل سے زِیادہ کوئی غیرت مند نہیں

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل سے زِیادہ کوئی غیرت مند نہیں، اس لئے اللہ عزوجل اس کو پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی مرد کو یا عورت کو زِنا کرتا ہوا دیکھے۔ (ایضاً)

شرک کے بعد بڑا گناہ

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، شرک کے بعد کوئی گناہ اس نطفہ سے بڑھ کر نہیں ہے، جس کو کوئی شخص کسی ایسے رحم میں رکھے جو شرعاً اس کے لئے حلال نہ تھا۔ (ابنِ کثیر، جلد ۳، ص ۳۸)

ایک اور حدیث میں ہے، زناکار جس وَقت زنا کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا، بچو، بچو۔ (مشکوۃ باب الکبائر)

ایک نوجوان کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصیحت

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں ایک رِوایت نقل کی ہے جس کے راوی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کا بیان ہے کہ ایک نوجوان بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے زنا کی اجازت دی جائے۔ یہ سن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان طیش میں آگئے، چنانچہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نوجوان سے فرمایا "قریب آجاؤ" وہ قریب آگیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا، اب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو سمجھانے کے لئے سوال وجواب شروع کر دیئے۔

تاجدارِ انبیاء نے فرمایا، کیا تم اس کام کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا، نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نوجوان سے فرمایا، کیا اس زنا کو تم اپنی لڑکی کے حق میں اچھا جانتے ہو تو۔ اس نے جواب دیا، نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، کیا اس کام کو تم اپنی بہن کے لئے اچھا جانتے ہو؟ نوجوان نے عرض کیا، ہرگز نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جب ان باتوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے ذِہن نشین کر چکے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس اس پر رکھا اور دُعا فرمائی، "اے اللہ عزوجل اس کے گناہ معاف کر دے، اس کا دِل پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔"

راوی کا بیان ہے کہ اس تقریر اور دُعائے نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ اثر ہوا کہ اس شخص کو کبھی بھی اس کے بعد زِنا کا خیال نہ گزرا، بات بھی کتنے پتہ کی ارشاد فرمائی گئی۔

زنا اور جدید تحقیق

اسلام کبھی بھی جوان لڑکے اور لڑکی کو شادی سے قبل مباشرت کی آزادی نہیں دیتا بلکہ ان کی سخت مذمت کرتا ہے، نہ ہی مشرقی معاشرہ اس بات کی اجازت دیتا ہے لیکن اس کے برعکس مغربی معاشرہ اس بات پر کسی شرمندگی کا اِظہار نہیں کرتا بلکہ اس پر حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، اس نے کہا کہ وہ زنا کرنے کی اجازت چاہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ میں تمہاری بہن، ماں یا بیٹی کے بارے میں بھی اس قسم کی اجازت نہیں دے سکتا۔

دیکھئے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی خوبصورتی سے اس شخص کو مطمئن کیا اور ہمارے لئے راہنما اصول واضح فرمادیا کہ شادی اور نکاح کے بغیر مباشرت کی کوئی وقعت اور گنجائش نہیں۔شادی کے بغیر مباشرت کی درج ذیل قباحتیں اور نقصانات ہیں۔

۱۔ مباشرت کا نتیجہ حمل کا ٹھہرنا ہے۔اکثر برتھ کنٹرول نہیں ہوتا اس صورت میں عورت کا کیا مستقبل ہوگا اور بچے کا کیا مستقبل ہوگا۔

۲۔ اسقاط حمل سے اگر اس مصیبت سے جان چھڑوا بھی لی جائے تو عورت کی جسمانی اور ذہنی صحت پر کافی اثر پڑ سکتا ہے۔

۳۔ جوان لڑکے لڑکیاں شادی سے پہلے کسی بھی طرح جنسی عمل میں اُلجھ جاتے ہیں ان کی تمام دلچسپیوں کا مرکز سیکس بن جاتا ہے یہ ایک ایسی حالت ہے جو نہ صرف ان کی شخصیت ہیں، بلکہ ساری زندگی میں ایک کمی یا خلاء سا پیدا کردیتی ہے۔ شادی شدہ زندگی میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ خاوند اور بیوی کے درمیان قائم ہونے والے جسمانی تعلقات ان کی ازدواجی زندگی کا ایک فطری حصہ ہوتے ہیں خاوند اور بیوی کی حیثیت میں وہ جنسی تعلقات کو قائم کرتے ہیں اس کے ساتھ اپنی ہر طرح کی ذمہ داریوں اور فرائض سے بھی بے نیاز ہوتے۔

آج کل پڑھے لکھے طبقے کے افراد شادی سے گریز کرنے لگے ہیں نوجوان عورتیں اور مرد حصول تعلیم اور تلاش معاش کے چکر میں شباب کا بہترین حصہ تجرد میں گزاردیتے ہیں اور جب ان کی زندگی پچیس برس سے تجاوز کرجاتی ہے تو وہ ازدواجی زندگی کی ذمہ داریاں قبول کرنے سے آنکھیں چرانے لگتے ہیں جبکہ بلند معیار معیشت کے نام پر اہل تفریحات اور مشاغل کے راستے میں رکاوٹ سمجھ کر اس سے دُور بھاگتے ہیں۔

دوزخ میں زانیوں کی بدحالی

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، آج رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ میرے پاس دو شخص (فرشتے) آئے وہ مجھے لے کر گئے اور میں ان کے ساتھ چلا گیا میں نے دیکھا کہ ایک کمرہ ہے جو تنور پر بنایا گیا ہے، اس کے اوپر کا حصہ تنگ ہے اور نیچے کا کھلا ہے اس کے نیچے سے آگ جلائی جارہی ہے۔ اس میں مرد اور عورتیں ننگے ہیں جب آگ بھڑکائی جاتی ہے یہ اوپر آجاتے ہیں اور اس کمرے سے باہر نکلنے کو ہوتے ہیں اور جب دھیمی ہوجاتی ہے تو اس میں واپس گرجاتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں اور ان کو کیوں عذاب دیا جارہا ہے، انہوں نے بتایا کہ یہ زناکار مرد اور عورتیں ہیں اور آگ میں جل رہے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

آگ کی بیڑیاں

حدیثِ مبارک میں ہے کہ زانی بروزِ قیامت اس حال میں جائیں گے کہ ان کے چہروں پر آگ بھڑکتی ہوگی اور شرمگاہوں کو بدبو کے سبب لوگوں کے درمیان پہچانے جائیں گے، ان کو منہ کے بل زمین پر گھسیٹا جائے گا پھر وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے تو داروغہ جہنم ان کو آگ کی قمیص پہنائے گا اگر زانی کی اس قمیص کو اونچے پہاڑ کی چوٹی پر لمحہ بھر کے لئے رکھ دیا جائے تو یقیناً وہ پہاڑ جل کر راکھ کا ڈھیر ہوجائے۔ اس کے بعد داروغہ جہنم فِرشتوں کو حکم دیں گے کہ زانیوں کی آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دو، وہ حرام کی طرف نظریں ڈالتے تھے اور آگ کی زنجیروں سے ان کے ہاتھ باندھ دو کہ یہ حرام کی طرف بڑھاتے تھے اور آگ کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں پہنادو کہ یہ حرام کی طرف چلتے تھے۔ چُنانچہ فِرِشتے ان کے ہاتھوں کو آگ کی زنجیروں اور پاؤں کو آگ کی بیڑیوں سے جکڑ دیں گے اور آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دیں گے وہ تکلیف سے چیخ کر پکاریں گے۔ اے فرشتوں ہم پر رحم کرو اور لمحہ بھر کے لئے ہم پر سے عذاب میں کمی کرو، فرشتے کہیں گے ہم تم پر کیسے رحم کریں جبکہ ربّ العالمین جل جلالہ تم پر غضبناک ہے۔ (قرۃ العیون)

پیارے اسلامی بھائیو! خوفِ خداوندی سے لرز اُٹھئے زنا اور اس کے لوازمات یعنی آنکھوں کا زنا، ہاتھوں کا زنا، ذِہن کا زنا اور ہر طرح کے زنا سے سچی توبہ کرلیجئے۔ رِوایت میں آتا ہے کہ جس نے حرام کردہ عورت سے زِنا کیا اللہ عزوجل اسے تاریکی میں کھڑا کرے گا اور اس کی گردن میں آگ کا ہار ہوگا اور اس کے جسم پر قطران کا لباس ہوگا اللہ عزوجل نہ اس سے کلام فرمائے گا نہ ہی اسے پاک کرے گا اور اس کے لئے دَردناک عذاب ہوگا۔

معراج کی رات سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ مردوں اور عورتوں کو سانپ اور بچھوؤں کے ساتھ قبر میں دیکھا، بچھو انہیں ڈنک مار رہے تھے اور سانپ انہیں ڈس رہے تھے ان کی شرمگاہ کی جگہ سوراخ بنا ہوا تھا جس میں گھس گھس کر بچھو ڈنک مارتے اور گوشت کاٹتے تھے اور ان کی شرمگاہوں سے پیپ بہتی تھی جس کی بدبو سے دوزخی چیختے تھے اور ان کی چیخ و پکار سے بے نیاز تھے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استفسار پر سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں۔ (قرۃ العیون)

شیطان کے فتنے اور مکاریاں

جب آدمی جنس مخالف کی محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے ایسے ایسے گناہ کروالیتا ہے کہ جن میں مبتلا ہو جانے کے بارے میں اس نے گزشتہ زِندگی میں کبھی تصوُّر بھی نہ کیا تھا، اکثر اوقات شروع شروع میں اپنے عشق ومحبت میں بے حد اخلاص نظر آتا ہے انسان اسے پاکیزہ محبت کا نام دیتا ہے، اگر کوئی اسے سمجھانے کی کوشش کرے تو بھی یہی جواب دیا جاتا ہے کہ واللہ! میرا فلاں سے کوئی بُرائی کا اِرادہ نہیں ہے بلکہ میں تو اس معاملے میں بالکل سنجیدہ اور صاف ذِہن رکھنے والا ہوں لیکن درحقیقت یہ سب کچھ شیطان کی طرف سے محض 'جھوٹی تسلیوں' کا نتیجہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کچھ عرصے کے بعد فاصلے سمٹنا شروع ہو جاتے ہیں تو انسان نہ چاہتے ہوئے بھی قابلِ نفرت کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے شیطان کسی طرح انسان کو پر اخلاص نیت سے دُور کر کے غیر محسوس طریقے سے گناہوں کی جانب گھسیٹ کر اس کی دُنیا وآخرت تباہ کر دیتا ہے۔ اس کے بارے میں درج ذیل عبرت انگیز واقعہ کو دِل کی آنکھوں سے پڑھئے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو اپنے زمانے کے عابدوں سے زِیادہ عبادت گزار تھا، اس کے زمانے میں تین بھائی تھے جن کی ایک کنواری بہن بھی تھی ان پر دشمن فوج نے حملہ کر دیا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اپنی بہن کو کسی حفاظت میں چھوڑ کر جہاد کے لئے جائیں۔ کیونکہ ان کو کسی پر بھروسہ نہ تھا۔ ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ اس کو مذکورہ عابد کے پاس چھوڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ اس کے پاس آئے اور اس سے اپنی بہن کو اپنے پاس رکھنے کی درخواست کی۔ عابد نے اس سے انکار کر دیا اور اللہ عزّ وجل سے اس معاملے سے پناہ طلب کرنے لگا، مگر وہ پھر بھی اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ عابد کو مجبوراً ماننا پڑا اس نے کہا کہ میں اسے اپنے ساتھ تو نہیں رکھ سکتا، ہاں میرے عبادت خانے کے سامنے ایک گھر خالی ہے اس میں ٹھہرا دو، میں ہر ممکن دیکھ بھال کرتا رہوں گا، وہ بھائی لڑکی کو اس گھر میں چھوڑ کر چلے گئے۔

یہ لڑکی ایک عرصہ تک عابد کے پڑوس میں رہی، عابد اپنے عبادت خانے کے دروازے پر کھانا لٹکا کر اتار دیتا، پھر کسی طرح لڑکی کو اطلاع کرتا اور وہ کھانا اُٹھا کر لے جاتی۔ کچھ عرصہ بعد شیطان نے عابد کے دِل میں نرمی کا جذبہ بیدار کیا اور مشورۃً کہا کم از کم دِن میں تو ان کے دروازے تک کھانا دے آیا کرو کیونکہ ایسا نہ ہو لڑکی کو کھانا لے جاتے دیکھ کر کوئی اس پر عاشق ہو جائے ویسے بھی اس میں زِیادہ ثواب ہے۔ عابد نے اس کا مشورہ قبول کر لیا چنانچہ اب وہ لڑکی کے دروازے تک کھانا پہنچانے لگا، لیکن اس سے کسی قسم کی بات نہیں کرتا تھا کچھ عرصہ گزرنے کے بعد شیطان پھر اس کے پاس آیا اور نیکی کی ترغیب دیتے ہوئے کہا کہ اگر تو اس کے گھر اندر جا کر کھانا رکھ آیا کرے تو تیرے لئے اور زِیادہ ثواب ہوگا۔ چنانچہ اب وہ گھر کے اندر کھانا رکھنے لگا، پھر کچھ عرصہ بعد شیطان نے اسے کہا تو اس سے کچھ باتیں کرتا تو اس بیچاری کو سکون ملتا اکیلے رہ رہ کر پریشان ہو گئی ہوگی

اس مشورے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وہ کچھ عرصہ اس سے باتیں کرتا رہا اور کبھی کبھار عبادت خانے سے اس کی طرف جھانک بھی لیا کرتا، اسی طرح شیطان مختلف اوقات میں اس کے پاس آتا رہا اور اسے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کی ترغیب دیتا رہا، مثلاً اگر تو اپنے عبادت خانے کے دروازے پر اور وہ اپنے دروازے پر بیٹھ کر باتیں کرتے تو زیادہ شفقت کا سبب ہوتا۔ جب یہ بھی ہوگیا تو کہا، اگر اس کے دروازے کے پاس جا کر باتیں کرے تو بہتر ہے، جب یہ بھی ہوگیا تو کہا اگر تو گھر کے اندر جا کر گفتگو کرے تو اور بھی اچھا ہے تاکہ اسے چہرہ بھی باہر نہ نکالنا پڑے۔ جب عابد نے اس ترغیب کو بھی بآسانی قبول کرلیا تو اب شیطان نے اس پر بڑا وار کیا اور اس کے دِل میں لڑکی کے حسن و زیب و زینت کا بار بار خیال ڈالنے لگا حتی کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ اس لڑکی سے گناہ میں مبتلا ہوگیا جس کے باعث وہ حاملہ ہوگئی اور پھر اس نے ایک بچہ جن دیا، اب شیطان پھر عابد کے پاس آیا اور اس کے دِل میں خوف پیدا کرتے ہوئے بولا! تیرا کیا خیال ہے کہ جب اس لڑکی کے بھائی آئیں گے تو کیا تجھے ذلیل و رسوا نہ کریں گے؟ اس سے پہلے کہ وہ تجھے رسوا کریں تو اس بچے کو قتل کردے اور یقیناً لڑکی خوف و بدنامی کے باعث اپنے بھائیوں کو کچھ نہ بتا سکے گی لہٰذا اسے چھوڑ دے عابد نے اخروی انجام کی پروا کیے بغیر بچے کو قتل کر دیا اب شیطان پھر آموجود ہوا اور بولا، کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ جو کارنامہ تو نے کیا ہے یہ لڑکی اسے اپنے بھائیوں کو نہ بتائے گی؟ ضرور ضرور بتائے گی۔ لہٰذا اسے بھی جان سے ماردے، عابد نے شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے بھی قتل کر دیا اور مقتول بچے کے ہمراہ مکان کے صحن میں دفن کر دیا اور اوپر سے ایک بھاری چٹان رکھ دی اور اپنی خانقاہ میں عبادت میں مصروف ہوگیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد لڑکی کے بھائی واپس آئے تو کسی سبب سے لڑکی کے مرنے کا ذِکر کیا اس سے تعزیت کی، دعائیہ جملے کہے اور پھر انہیں لڑکی کی قبر پر لے گیا اسکے بھائیوں نے اس پر یقین کرتے ہوئے سخت افسوس کا اِظہار کیا، ایک دِن اس کی قبر پر رہے اور پھر اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔

جب رات تینوں بھائی سوئے تو شیطان ان کے خواب میں آیا اور انہیں بتایا کہ عابد نے تم سے جھوٹ بولا ہے بلکہ اس نے تمہاری بہن کے ساتھ حقیقتاً ایسا ایسا کیا ہے اور اسے فلاں فلاں جگہ دفن کیا ہوا ہے، جب ان کی آنکھ کھلی اور یہ ایک دوسرے کے سامنے آئے اور اپنا اپنا خواب بیان کیا تو بڑے بھائی نے کہا کہ یہ کوئی جھوٹا خواب ہے اس پر توجہ نہ کرو لیکن چھوٹے بھائی نے کہا کہ میں ضرور اس مقام پر جاؤں گا اور تحقیق کروں گا۔

چنانچہ وہ تینوں چل پڑے اور جب قبر کھودی تو خواب کو بالکل سچا پایا، انہوں نے جا کر عابد پر سختی کی تو اس نے بھی مجبوراً اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا، مقدمہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اور عابد کے لئے سزائے موت کا فیصلہ سنا دیا گیا۔

جب اسے سولی پر چڑھانے کے لئے لے جایا گیا تو اس وَقت شیطان پھر آپہنچا اور عابد سے بولا کہ میں تیرا وہی ساتھی ہوں کہ جس نے تجھے اس تمام فتنے میں مبتلا کروایا آج تو میری بات مان کر اللہ تعالیٰ کا انکار کردے تو میں تجھے اس مصیبت سے نجات

دِلوا سکتا ہوں عابد نے بدبختی پر آخری مہر لگاتے ہوئے صِرف دُنیاوی عذاب سے نجات کی خاطر اللہ عزوجل کا انکار کر دیا جیسے ہی اس سے یہ کُفر سرزد ہوا، شیطان اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان سے فرار ہو گیا اور اس عابد کو حالتِ کُفر میں ہی سولی پر چڑھا دیا گیا۔

عورت مرد کے لئے امتحان ہے

عورت مرد کے لئے ایک بہت بڑا امتحان ہے کیونکہ عورت میں ایک فطری دلکشی ہے جوانی کے عالم میں مردوں میں خود بخود عورت کی طرف میلان پیدا ہونے لگتا ہے اور معاشرہ میں برائیوں کے پھیلاؤ کا باعث بنتا ہے، اس لئے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک حد کے اندر فائدہ اُٹھانے کی اجازت دی ہے، اگر شرِیعت کی ان حدود سے ہم عورت کے ساتھ آگے بڑھیں گے تو فتنہ وفساد پیدا ہوگا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو اس سے یوں باخبر فرمایا ہے، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی فتنہ ایسا نہیں رہا جو لوگوں پر عورت کے فتنے سے زِیادہ نقصان دہ ہو۔ (بخاری)

اس حدیث میں بتایا گیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورت کے فتنے کم تھے کیونکہ اس وقت حق کا غلبہ تھا جس کی وجہ سے بُرائی پھیل نہ سکی بلکہ ختم ہوئی آپ کے بعد آہستہ آہستہ عورت کی وجہ سے پیدا ہونے والے فتنے بڑھ جائیں گے جو انسان کے لئے نہایت ہی نقصان دہ ہوں گے، اس لئے ان سے بچنا بہت ضروری ہے، ایک اور حدیث میں عورت کے فتنے سے بچنے کی یوں ترغیب دی گئی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دُنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلافت دینے والا ہے، پس دیکھو کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، دُنیا سے محتاط رہو اور عورتوں سے محتاط رہو کیونکہ بنی اسرائیل میں جو فتنہ سب سے پہلے آیا وہ عورتوں میں تھا۔ (مسلم)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اس دُنیا میں زِیادہ تر مصائب عورت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے اس سے محتاط رہا جائے اور یہ بتایا ہے کہ بنی اسرائیل میں جو فتنہ پیدا ہوا تھا اس کی وجہ بھی عورت ہی بنی تھی اس سے متعلقہ حکایت اس طرح سے ہے۔

حکایت 1

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص نام **بلعم بن باعور** تھا، بہت مستجاب الدعوات تھا اسے **اِسمِ اَعظم** یاد تھا جس کے ذریعے اس کی ہر دُعا قبول ہو جاتی تھی، چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام 'جباروں' سے لڑنے کے لئے علاقہ شام میں واقع بنی کنعنان کے ایک حصّہ میں خیمہ زن ہوئے تو بلعم کی قوم کے لوگ بلعم کے پاس آئے اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے پیروکاروں کا ایک عظیم لشکر لے کر ہمیں قتل کرنے اور اس علاقے سے نکالنے کے لئے آئے ہیں، تم ان کے لئے کوئی ایسی بددعا کرو کہ وہ یہاں سے واپس بھاگ جائیں۔ بعلم نے جواب دیا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تم وہ نہیں جانتے، بھلا میں خدا کے پیغمبر اور اس کے ماننے والوں کے حق میں بددعا کیسے کر سکتا ہوں، اگر میں ان کے لئے بددعا کرتا ہوں تو میری دُنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی۔

جب اس قوم کے لوگوں نے بہت منت سماجت کی اور وہ بددعا کرنے پر اصرار کرتے رہے تو بعلم نے کہا کہ اچھا میں استخارہ کروں گا اور دیکھوں گا کہ کیا حکم ہوتا ہے پھر اس کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا۔ بلعم کا یہ معمول تھا کہ وہ بغیر استخارہ کوئی کام بھی نہیں کرتا تھا۔ چُنانچہ اس نے جب استخارہ کیا تو جواب میں اسے ہدایت کی گئی کہ پیغمبر اور مومنوں کے حق میں ہرگز بددعا مت کرنا۔ بلعم نے اس خواب سے اپنی قوم کو مطلع کیا اور بددعا کرنے کے اپنے اِرادے کا پھر اظہار کیا۔ قوم کے لوگوں نے غور و فکر کے بعد ایک طریقہ اختیار کیا اور وہ یہ کہ وہ لوگ اپنے ساتھ بیش قیمت تحفے لے کر بلعم کے پاس آئے اور پھر اس کے سامنے بہت ہی زیادہ منت سماجت کی، روئے گڑگڑائے اور اسے اتنا مجبور کیا کہ آخر کار وہ ان کے جال میں پھنس ہی گیا اور وہ بددعا کرنے کی غرض سے اپنے گدھے پر سوار ہو کر **جستان** پہاڑ کی طرف چلا جس کے قریب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لشکر مقیم تھا، راستہ میں کئی مرتبہ گدھا گرا جسے وہ مار مار کر اُٹھاتا رہا یہاں تک کہ جب یہ سلسلہ دراز ہوا اور بلعم بھی اپنے گدھے کو مار مار کر اُٹھاتا ہوا پریشان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے گدھے کو قوتِ گویائی عطا فرمائی۔ چنانچہ گدھا بولا کہ نادان بلعم تجھ پر افسوس ہے کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ تو کہاں جا رہا ہے تو مجھے آگے چلانے کی کوشش کر رہا ہے اور ملائکہ میرے آگے آ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ بلعم نے جب چشم حیرت سے گدھے کو بولتے دیکھا تو بجائے اس کے کہ اس تنبیہ پر اپنے ارادہ سے باز آ جاتا، گدھے کو وہیں چھوڑا اور پاپیادہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں بددعا کرنے لگا، مگر یہاں بھی قدرتِ خداوندی نے اپنا کرشمہ دکھایا کہ بلعم جب بھی اپنی دعا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر کا نام لینا چاہتا اس کی زبان سے بنی اسرائیل کی بجائے بلعم کی قوم کا نام نکلتا یہ سن کر اس کی قوم کے لوگوں نے کہا کہ بلعم! یہ کیا حرکت ہے؟ بنی اسرائیل کی بجائے ہمارے حق میں بددعا کر رہے ہیں؟ بلعم نے کہا کہ اب میں کیا کروں یہ حق تعالیٰ میرے اِرادہ قصد کے بغیر میری زبان سے تمہارا نام نکلوا رہا ہے، لیکن بلعم پھر بھی اپنی بددعا سے باز نہ آیا اور اپنی کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ عذابِ الٰہی کی وجہ سے بلعم کی زبان اس کے مُنہ سے نکل کر سینے پر آ پڑی، پھر تو گویا بلعم کی عقل بالکل ہی ماری گئی اور دِیوانہ وار کہنے لگا کہ لو اب تو میری دُنیا اور آخرت دونوں ہی برباد ہو گئیں۔ اس لئے اب ہمیں بنی اسرائیل کی تباہی کے لئے کوئی دوسرا جال تیار کرنا پڑے گا پھر اس نے مشورہ دیا کہ تم لوگ اپنی اپنی عورتوں کو اچھی طرح آراستہ پیراستہ کر کے اور ان کے ہاتھوں میں کچھ چیزیں دے کر ان چیزوں کو بیچنے کے بہانہ سے عورتوں کو بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو اور

ان سے کہہ دو کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص تمہیں اپنے پاس بلائے تو انکار نہ کرنا، یاد رکھو اگر بنی اسرائیل میں سے ایک شخص بھی کسی عورت کے ساتھ حرام کاری میں مبتلا ہو گیا تو تمہاری کوششیں کامیاب ہو جائیں گی۔

چنانچہ بلعم کی قوم نے اس کے اس مشورہ پر عمل کیا اور اپنی عورتوں کو بنا سنوار کر بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دیا وہ عورتیں جب لشکر میں پہنچیں اور ان میں سے ایک عورت جس کا نام کسی بنت صور تھا، بنی اسرائیل کے ایک سردار زمزم بن شلوم نامی کے سامنے سے گزری تو وہ اس عورت کے حسن و جمال کا اسیر ہو گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گیا اور آپ سے کہنے لگا کہ کیا آپ اس عورت کو میرے لئے حلال قرار دیتے ہیں؟ کہا کہ میں اس بارے میں آپ کا حکم قطعاً نہیں مانوں گا، چنانچہ وہ اس عورت کو اپنے خیمہ میں لے گیا اور وہاں اس کے ساتھ کالا منہ کیا، بس پھر کیا تھا کہ اللہ عزوجل کے غضب کو جوش آیا اور سردار کے شامت اعمال سے ایک ایسی وباء پورے لشکر پر نازل ہوئی کہ آن کی آن ستر ہزار آدمی ہلاک و تباہ ہو گئے۔

ادھر جب فخاص کو جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا پوتا اور ایک قوی ہیکل آدمی تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نگہبان تھا یہ معلوم ہوا کہ ہمارے ایک سردار کی شامت عمل نے قہر خداوندی کو دعوت دے دی تو فوراً اپنا ہتھیار لئے زمزم کے خیمے میں داخل ہوا اور پلک جھپکتے ہی زمزم اور اس عورت کا کام تمام کر ڈالا اور پھر بولا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی شخص کی وجہ سے ہم سب کو ہلاک و تباہ کیا ہے چنانچہ ان دونوں کے قتل ہوتے ہی وہ وباء جو عذاب خداوندی کی صورت میں نازل ہوئی تھی ختم ہو گئی۔

ایک اور حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کی قباحتوں سے بچنے کی یوں ترغیب دلائی ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست بیوی، گھر اور گھوڑا تین چیزوں میں ہو سکتی ہے۔ (بخاری)

نحوست کا مطلب پریشانی پیدا کرنے کے ہیں یعنی تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے پریشانی پیدا ہو سکتی ہے۔ بیوی سے پریشانی یوں پیدا ہو سکتی ہے کہ خاوند کی نافرمانی کرے، گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو وہاں اذان کی آواز نہ آئے یا اس کے اِردگرد ہمسائے اچھے نہ ہوں، گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ مالک کو اچھی سواری نہ کرنے دے، اس لئے ان تینوں چیزوں کو اگر شریعت کے مطابق رکھے گا تو یہ فائدہ دیں گی ورنہ پریشانی کا باعث بنیں گی۔

حکایت 2

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تائب ہونے کا واقعہ عجیب و غریب ہے اور وہ یہ کہ کسی شخص نے آپ کو اطلاع دی کہ فلاں مقام پر ایک نوجوان عابد ہے اور جب آپ اس سے نیاز حاصل کرنے پہنچے تو وہ ایک درخت پر اُلٹا لٹکا ہوا اپنے نفس سے یہ مسلسل کہہ رہا ہے کہ جب تک تو عبادتِ الٰہی میں میری ہمنوائی نہیں کرے گا میں تجھے یونہی اذیت دیتا رہوں گا حتیٰ کہ تیری موت

واقع ہو جائے، یہ واقعہ دیکھ کر آپ کو اس پر ترس آیا کہ رونے لگے اور جب نوجوان عابد نے پوچھا کہ یہ کون ہے جو ایک بے حیاء معصیت کار پر ترس کھا کر رو رہا ہے، یہ سن کر آپ نے اس کے سامنے جا کر سلام کیا اور مزاج پرسی کی، اس نے بتایا کہ چونکہ یہ بدن عبادتِ الٰہی پر آمادہ نہیں ہے اس لئے یہ سزا دے رہا ہوں، آپ نے کہا کہ مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید تم نے کسی کو قتل کر دیا ہے یا کوئی گناہ عظیم سرزد ہو گیا ہے، اس نے جواب دیا کہ تمام گناہ مخلوق سے اختلاط کی وجہ سے جنم لیتے ہیں اس لئے میں مخلوق سے راہ و رسم کو بہت بڑا گناہ تصوّر کرتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ تم تو واقعی بہت بڑے زاہد ہو، اس نے جواب دیا کہ تم کسی بڑے زاہد کو دیکھنا چاہتے ہو تو سامنے کے پہاڑ پر جا کر دیکھو۔

چنانچہ جب آپ وہاں پہنچے تو ایک نوجوان کو دیکھا جس کا ایک پاؤں کٹا ہوا باہر پڑا تھا اور اس کا جسم کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا اور جب آپ نے یہ صورتِ حال معلوم کی تو اس نے بتایا کہ ایک دِن میں اسی جگہ مصروفِ عبادت تھا کہ ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری جس کو دیکھ کر میں فریب شیطانی میں مبتلا ہوا اور اس کے نزدیک پہنچ گیا اس وَقت ندا آئی کہ اے بے غیرت! تیس سال اللہ کی عبادت واطاعت میں گزار کر آج شیطان کی عبادت کرنے چلا ہے، لہٰذا میں نے اسی وَقت اپنا ایک پاؤں قطع کر دیا کہ گناہ کے لئے پہلا قدم اسی پاؤں سے بڑھایا تھا، پھر بتایئے کہ آپ مجھ گناہگار کے پاس کیوں آئے ہیں اور اگر واقعی آپ کو کسی بڑے زاہد کی جستجو ہے تو اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جایئے۔ لیکن جب بلندی کی وجہ سے آپ کا وہاں پہنچنا ناممکن ہو گیا تو اس نوجوان نے خود ہی ان بُزرگ کا قصہ شروع کر دیا، اس نے بتایا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو بُزرگ ہیں ان سے ایک دِن کسی نے یہ کہہ دیا کہ روزی محنت سے حاصل ہوتی ہے، بس اس دِن سے انہوں نے یہ عہد کر لیا کہ جس روزی میں مخلوق کا ہاتھ ہوگا، وہ میں استعمال نہیں کروں گا اور جب بغیر کچھ کھائے کچھ دِن گزر گئے تو اللہ عزوجل نے شہد کی مکھیوں کو حکم دے دیا کہ ان کے گرد جمع رہ کر انہیں شہد مہیا کرتی رہیں۔ چنانچہ وہ ہمیشہ شہد ہی استعمال کرتے ہیں، یہ سن کر حضرت ذوالنون مصری نے درسِ عبرت حاصل کیا اور اسی وَقت سے عبادت و ریاضت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ (خزینۃ الاصفیاء، جلد۵، ص۴۸)

حکایت 3

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ابتدائی حالات یعنی توبہ کا سبب یہ ہے کہ آپ ایک عورت پر اس قدر شیفتہ و فریفتہ ہو گئے کہ کسی پہلو بھی چین نہیں آتا تھا، سردی کا موسم تھا ایک رات آپ اس عورت کے مکان کی دِیوار کے ساتھ لگے کھڑے رہے حتیٰ کہ اذانِ فجر ہو گئی تو آپ نے خیال کیا کہ شاید عشاء کی اذان ہوئی ہے لیکن فوراً ہی آدمیوں کی آمد و رفت اور روشنی نمودار ہونے پر معلوم ہوا کہ میں ساری رات ایک عورت کی خاطر دِیوار سے لگا کھڑا رہا ہوں اور مفت میں ایک مخلوق کا اس قدر انتظار کرتا رہا۔ پھر اپنے آپ سے کہنے لگے اے مبارک کے بیٹے! شرم کر تو نے صِرف اپنے نفس کی خاطر ساری رات گزار دی

اگر تو ساری رات کاش عبادت میں گزارتا تو کتنا اچھا ہوتا اور اللہ عزّوجل کے ہاں کوئی مقام، مرتبہ ضرور مل جاتا۔ فوراً آپ نے توبہ کی اور عبادتِ الٰہی عزّوجل میں مشغول ہوگئے اور یہاں تک مقام حاصل کرلیا کہ ایک روز آپ کی والدہ نے دیکھا کہ آپ ایک درخت کے نیچے سو رہے ہیں اور ایک سانپ نرگس کی شاخ مُنہ میں لئے آپ کو پنکھا کر رہا ہے۔ (کشف المعجوب)

گناہ پر قُدرت رکھنے کے باوُجود باز رہنے والوں کے واقعات

خوشبو دار بُزُرگ

بصرہ میں ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکی کے نام سے مشہور تھے، مسک عربی میں 'مشک' (کستوری) کو کہتے ہیں لہٰذا مسکی کے معنیٰ ہوئے "مشکبار یعنی مشک کی خوشبو میں بسا ہوا۔"

ان بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خاصیت یہ تھی کہ ہر وَقت معطر و مشکبار رہا کرتے تھے، یہاں تک کہ جس راستے سے گزر جاتے وہ راستہ بھی مہک اُٹھتا جب داخلِ مسجد ہوتے تو ان کی خوشبو سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مسکی تشریف لے آئے ہیں کسی نے بااصرار دریافت کیا کہ آخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کون سا عطر استعمال فرماتے ہیں جو آپ سے اس قدر خوشبو آتی ہے؟ انہوں نے فرمایا میں کوئی خوشبو استعمال نہیں کرتا۔ میرا قصہ بڑا عجیب ہے، میں بغداد معلیٰ کا رہنے والا ہوں میرے والد محترم نے میری اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت فرمائی، میں جوانی میں نہایت ہی حسین و جمیل تھا اور صاحبِ شرم وحیاء بھی۔ ایک بزاز (کپڑے والے) کی دُکان میں میں نے ملازمت اختیار کی۔ ایک روز ایک بڑھیا آئی اور اس نے کچھ قیمتی کپڑے نکلوائے پھر صاحب دکان سے کہا کہ ان کپڑوں کو میں اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہوں اس نوجوان کو میرے ساتھ بھیج دیجئے جو پسند آئیں گے وہ رکھ لئے جائیں گے پھر ان کی قیمت اور بقیہ کپڑے اس نوجوان کے ہاتھ بھیج دیئے جائیں گے۔ چنانچہ مالک مکان کے کہنے پر میں بڑھیا کے ساتھ ہولیا۔ وہ مجھے ایک عالیشان کوٹھی پر لے آئی اور مجھے ایک کمرہ میں بٹھا دیا کچھ دیر بعد ایک نوجوان عورت کمرے میں داخل ہوئی اور اس نے کمرے کا دروازہ بند کردیا پھر میرے پاس قریب بیٹھ گئی میں گھبرا کر نگاہیں نیچی کئے فوراً وہاں سے ہٹ گیا مگر اس پر شہوت سوار تھی وہ میرے پیچھے پڑگئی میں نے بہت کہا کہ اللہ عزّوجل سے ڈر، وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، لیکن وہ میرے ساتھ کالا مُنہ کرنے پر مصر تھی۔ میرے ذِہن میں اس گناہ سے بچنے کی ایک تجویز آئی لہٰذا اس سے میں نے کہا کہ مجھے بیت الخلاء میں جانے دو، اس نے اجازت دے دی، میں نے بیت الخلاء میں جا کر دِل مضبوط کر کے وہاں کی نجاست اپنے ہاتھ، مُنہ اور کپڑوں میں مل لی۔ اب جونہی میں باہَر آیا میری عاشقہ گھبرا کر بھاگی اور کوٹھی میں پاگل پاگل کا شور اُٹھا۔ میں نے وہاں سے بھاگ کر ایک باغ میں پناہ لی اور وہاں جا کر غسل کیا اور کپڑے پاک کئے گھر جا کر

رات جب میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ کوئی آیا ہے اور میرے چہرے اور لباس پر اپنا ہاتھ پھیر رہا ہے اور کہہ رہا ہے مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟ سنو میں جبرائیل علیہ السلام ہوں جب میری آنکھ کھلی تو میرے سارے بدن اور لباس سے خوشبو آرہی تھی جو آج تک قائم ہے اور یہ سب سیّدُنا جبرائیل علیہ السلام کے مبارَک ہاتھ کی بَرَکت ہے۔ (روض الریاحین)

فاحشہ کی توبہ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک فاحشہ عورت تھی، دُنیا کا تہائی حسن اس کے پاس تھا، وہ گناہ کا بدلہ سو دِینار لیتی تھی۔ اس کو ایک عابد نے دیکھا تو حیران رہ گیا اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے سو دِینار جمع کئے اور اس فاحشہ عورت کے پاس آ کر کہا تمہارے حسن نے مجھے دِیوانہ کر دیا ہے میں نے اپنے ہاتھ سے محنت کی ہے اور سو دِینار جمع کیے ہیں۔ فاحشہ نہ کہا یہ میرے وکیل کو دے دے تا کہ وہ ان کو پرکھ لے اور ان کا وزن کر لے۔ چنانچہ عابد نے وہ دِینار اس وکیل کو دے دیئے، پھر فاحشہ عورت نے اپنے وکیل سے پوچھا کیا تم نے اس کے دینار اچھی طرح دیکھ بھال کر وصول کر لئے ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں، تو فاحشہ نے عابد کو کہا اندر آ جاؤ اس عورت کا حسن و جمال بہت ہی زِیادہ تھا اس فاحشہ کا گھر بڑا دلکش تھا اور اس کا پلنگ سونے کا بنا ہوا تھا۔ جب فاحشہ نے قریب بلایا اور وہ خیانت کی جگہ پر بیٹھا تو اللہ عزّ وجل کے سامنے پیشی کا خوف آ گیا اور اس سے کانپ گیا اس کی شہوت مر گئی اور کہا مجھے چھوڑ دے، میں واپس جاؤں گا یہ دِینار بھی تیرے (میں واپس نہیں لوں گا) اس رنڈی نے کہا، تمہیں کیا ہوا؟ تو نے مجھے دیکھا، میں تجھے اچھی لگی پھر تو نے بڑی محنت سے سو دِینار جمع کیے، پھر جب قادر ہوا تو یہ کیا کیا؟ اس عابد نے کہا میں اللہ عزّ وجل کے سامنے پیش ہونے سے ڈر گیا ہوں اس لئے میرا عیش کڑوا ہو گیا ہے تو اس فاحشہ نے کہا اگر تو اس بات میں سچا ہے تو میرا خاوند تیرے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ عابد نے کہا مجھے چھوڑ دے، میں جانا چاہتا ہوں عورت نے کہا میں آپ کو نہیں جانے دوں گی مگر اس شرط پر کہ آپ میرے ساتھ شادی کر لیں عابد نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، جب تک میں یہاں سے نکل نہ جاؤں عورت نے کہا کہ تو پھر آپ کے ذِمہ رہا کہ اگر میں آپ کے پاس آؤں تو آپ میرے ساتھ شادی کر لیں گے عابد نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر اس عابد نے منہ چھپایا اور اپنے شہر کو نکل کھڑا ہوا اور وہ فاحشہ بھی دُنیا کی بدکاریوں پر شرمندہ ہو کر اس کے پیچھے پیچھے نکل کھڑی ہوئی حتیٰ کہ وہ اس عابد کے شہر میں جا پہنچی اور عابد کو اس عورت کے بارے میں بتلایا گیا کہ شہزادی آئی ہے اور آپ کا پوچھتی ہے تو عابد نے اس کو دیکھا تو ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ تو اس عورت نے کہا کہ یہ تو ہاتھوں سے گیا۔ کوئی اس کا قریبی رشتہ دار ہے؟ تو اس کا بتایا گیا کہ اس کا بھائی ہے جو فقیر ہے تو عورت نے اس سے کہا کہ میں تم سے شادی کروں گی تمہارے بھائی سے محبت ہونے کی وجہ سے۔ چنانچہ اس نے اس سے شادی کر لی اور اس سے سات بیٹے ہوئے اور سب کے سب نیک صالح ہوئے۔ (ذم الھویٰ)

بخشش کا پروانہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ سات بار سے بھی زِیادہ سنی۔

بنی اسرائیل کی قوم میں ایک کفیل نامی شخص تھا وہ کسی گناہ سے نہ چوکتا تھا (یعنی ہر گناہ کر گزرتا تھا) ایک مرتبہ اس کے پاس ایک عورت آئی تو اس نے اس کو ساٹھ دِینار گناہ کرانے کے دیئے۔ پھر جب یہ اس طرح سے بیٹھا کہ مرد عورت کے پاس بیٹھتا ہے تو عورت کی چیخ نکل گئی اور رونے لگی۔ اس جوان نے پوچھا تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟ کہا میں نے تمہیں اس پر مجبور کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، یہ بات نہیں بلکہ یہ ایسا گناہ ہے جو میں نے کبھی نہیں کیا مگر آج اس پر مجھے ایک مجبوری نے مجبور کیا ہے یہ سن کر وہ شخص ہٹ گیا اور کہا تم چلی جاؤ اور یہ دِینار بھی تجھے بخشے، پھر اس شخص نے کہا، خدا کی قسم اب کفیل کبھی بھی خدا عزّ وجل کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ پھر یہ شخص اسی رات فوت ہوگیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا، **قد غفر اللّٰہ الکفیل** ’اللہ نے کفیل کی مغفِرت کردی۔‘ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ (ترمذی)

ہاتھ جلا دیا

بنی اسرائیل کا ایک عابد اپنے عبادت خانہ میں عبادت کیا کرتا تو گمراہوں کا ایک ٹولہ کنجری کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تم کسی نہ کسی طریقہ سے اس عابد کو بھٹکا دو، چنانچہ وہ فاحشہ عورت عابد کے پاس بارش والی اندھیری رات میں آگئی اور اس کو پکارا تو عابد نے اس کو جھانک کر دیکھا تو عورت نے کہا اے خدا کے بندے مجھے اپنے پاس پناہ دے، لیکن عابد نے اس کی پرواہ نہ کی اور اپنی نَماز میں مصروف رہا، جبکہ اس کا دِل جل رہا تھا۔ اس رنڈی نے پھر کہا اے اللہ عزّ وجل کے بندے مجھے اپنے پاس پناہ دے، تم بارش اور رات اندھیری کو نہیں دیکھتے۔ وہ یہی کہتی رہی حتیٰ کہ عابد نے اس کو پناہ دے دی اور اس طرح سے وہ عابد کے قریب ہی لیٹ گئی اور اپنے بدن کی خوبصورتیاں دکھانے لگ گئی۔ یہاں تک کہ عابد کا نفس اس کی طرف مائل ہوگیا تو عابد نے کہا اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ تو یہ دیکھ لے کہ آگ پر کتنا صبر کرسکتا ہے پھر وہ چراغ کی طرف گیا اور اپنی انگلی اس پر رکھ دی حتیٰ کہ وہ جل گئی پھر وہ اپنی نَماز کی طرف لوٹ آیا لیکن اس کے نفس نے پھر پکارا تو یہ پھر چراغ کی طرف گیا اور ایک اور انگلی رکھ کر جلا ڈالی، پھر اسی طرح اس کا نفس اس کی خواہش کرتا رہا اور وہ چراغ کی طرف لوٹتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی ساری اُنگلیاں جلا ڈالیں جس کو وہ عورت دیکھ رہی تھی پھر اس نے چیخ ماری اور مرگئی۔ (ذم الھویٰ)

بادل نے سایہ کردیا

ایک بنسری بجانے والے کا، ایک پڑوسی کی لونڈی پر دِل آگیا اور لونڈی کے مالک نے لونڈی کو اپنے کسی کام کے لئے دوسرے گاؤں میں بھیجا اور بنسری والا اس کے پیچھے چل پڑا اور اس کو گناہ کے بارے میں بہلایا، تو لونڈی نے کہا جتنا تم مجھ سے محبت کرتے ہو، میں تم سے اس سے زِیادہ محبت کرتی ہوں، لیکن اللہ عزوجل سے ڈرتی ہوں، لہٰذا تم بھی اس گناہ کے کرنے سے باز رہو تو بنسری بجانے والے نے کہا تم تو خدا سے ڈرو، میں کیوں نہ ڈروں، پھر وہ توبہ کرکے واپس لوٹ آیا۔ پھر اس کو راستہ میں اتنی سخت پیاس لاحق ہوئی (کہ پیاس کی خشکی سے) اس کی گردن ٹوٹنے کے قریب ہوگئی کہ اچانک بنی اسرائیل کی قوم کے ایک نبی علیہ السلام تشریف لائے اور اس سے پوچھا، تجھے کیا تکلیف ہے؟ عرض کیا پیاس نے تڑپایا ہے انہوں نے فرمایا، ادھر آؤ ہم دعا کریں تاکہ بادل ہم پر سایہ کرے اور ہم اس کے سایہ تک گاؤں میں پہنچ جائیں۔ نوجوان نے کہا، میرا تو کوئی عمل نہیں ہے کہ اس کے بل بوتے پر دُعا کروں اور وہ قبول ہوجائے، تو اس نبی علیہ السلام نے فرمایا تو پھر میں دعا کرتا ہوں، تم اس پر آمین کہو۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے دعا فرمائی اور اس نے آمین کہا اور ان دونوں پر بادل نے سایہ کردیا یہاں تک کہ بنسری والے نے اپنے گھر کا راستہ لیا تو وہ بادل بھی اس کی طرف روانہ ہوا، تو وہ نبی علیہ السلام اس شخص کی طرف پلٹے اور پوچھا کہ تم تو کہتے تھے کہ تیرا کوئی نیک عمل نہیں ہے، اس لئے میں نے دعا کی اور تم نے آمین کہی، پھر ہم پر بادل نے سایہ کیا، پھر وہ تجھ پر سایہ کرنے لگا۔ تم مجھے اپنے معاملہ میں باخبر کرو تو اس شخص نے اپنا واقعہ سنایا تو اس نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ توبہ کرنے والا اللہ عزوجل کے نزدیک ایسے درجے پر ہوتا ہے کہ دوسرا کوئی بھی اس درجہ میں نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ توبہ کرنے والے پر اللہ عزوجل دُنیا میں بعض اوقات بطورِ قدردانی کے اپنی کسی قدرت کا انعام فرمادیتا ہے تاکہ دوسرے گناہگاروں کو توبہ کا شوق ہو۔ لیکن یہ مطلب نہیں ہے کہ اس توبہ کرنے والے کی شان اس نبی سے بھی بڑھ گئی تھی کہ بادل نے اس پر سایہ کیا، نبی پر نہیں کیا۔ (کیمیائے سعادت)

اللہ عزوجل کا دروازہ تو بند نہیں

بصرہ میں ایک شخص کا ایک کاشتکار تھا، اس کی بیوی بہت خوبصورتی بھرے جسم کی مالک تھی، مالک کے دِل میں شیطان آیا تو اس نے عورت کو سواری پر منگوا کر اپنے محل میں بلایا، پھر کاشتکار کو حکم دیا کہ تم ہمارے لئے تازہ کھجور اُتار لاؤ اور ان کو تھیلوں میں بھردو، پھر کہا اب جاکر فلاں فلاں آدمیوں کو بلاکر لاؤ تو وہ چلا گیا اور اس نے اس کی بیوی سے کہا کہ محل کے دروازے بند کردو تو اس نے بند کردیئے۔ مالک نے پوچھا کوئی ایسا دروازہ تو نہیں رہ گیا جس کو تو نے بند نہ کیا ہو؟ عورت نے کہا، ہاں ایک دروازہ ایسا ہے جس کو میں نے بند نہیں کیا، مالک نے کہا کون سا دروازہ؟ عورت نے کہا وہ دروازہ جو ہمارے اور اللہ عزوجل کے درمیان کھلا

ہوا ہے۔ تو وہ شخص رو پڑا اور پسینہ پسینہ ہو کر واپس چلا گیا اور گناہ سے بچ گیا۔ (مکاشفۃ القلوب)

اپنا ہاتھ جلادیا

ایک حسین ترین زاہدہ عابدہ عورت کے پاس سے ایک شخص کا گزر ہوا تو اس کی بُری خواہش بھڑک اُٹھی تو وہ اس کے پاس گیا اور اس سے اپنے اِرادہ کا اظہار کیا تو عورت نے انکار کر دیا اور کہا کہ جو تم دیکھ رہے ہو اس کے دھوکے میں نہ پڑ، ایسا کبھی نہیں ہوگا لیکن وہ شخص اپنی ضد پر ڈٹا رہا، حتیٰ کہ عورت کو اپنے قابو میں لے لیا اس عورت کی طرف آگ کے انگارے پڑے ہوئے تھے، اس نے ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا حتیٰ کہ اس کا ہاتھ جل گیا۔ جب مرد گناہ سے فارغ ہوا تو عورت سے پوچھا، تم نے اپنا ہاتھ کیوں جلایا ہے؟ عورت نے کہا جب تم نے زبردستی سے مجھ پر قابو پالیا تو میں ڈر گئی کہ لذّت گناہ میں تیری کہیں شریک نہ بن جاؤں اور میں بھی تیری طرح گناہگار نہ ٹھہروں، میں نے یہ ہاتھ اس لئے جلایا ہے۔ تو مرد نے کہا اگر یہ بات ہے تو خدا کی قسم! میں بھی اب اللہ عزّ وجل کی نافرمانی کبھی نہیں کروں گا اور جو گناہ اس نے کیا اس سے بھی توبہ تائب ہو گیا۔ (ذم الھویٰ)

حِصّہ ہفتم:۔

صحّت بخش ازدواجی تعلقات

صحت مند وظیفہ زوجیت ذہنی دباؤ اور تناؤ کو کافی حد تک کم کرتا ہے کیونکہ اس عمل سے انسانی جسم مکمل آرام کی حالت میں آجاتا ہے، ذہنی حالت بہت بہتر ہو جاتی ہے اور قوت مدافعت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صحت مند وظیفہ زوجیت سے انسان کو جسمانی طور پر سکون ہونا چاہئے یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب بیوی اور شوہر انتہائی خوشی کے موڈ میں اس عمل کو سرانجام دیں۔

وظیفہ زوجیت شروع ہوتے ہی اینڈروفین بننا شروع ہو جاتا ہے، اس کے بننے میں یہ شرط نہیں کہ جنسی جذبات کی مکمل تسکین ہو، وظیفہ زوجیت کے دَوران جنسی جذبات کی لہریں درد پیدا کرنے والی لہروں کی جگہ لے لیتی ہیں، مکمل جنسی جذبات کی تسکین زیادہ سے زیادہ اینڈروفین بنانے میں مدد دیتی ہیں، اینڈروفین انسانی جسم میں سیل کی تعداد بڑھاتی ہے، اینڈروفین اور ٹی خلئے دونوں قوت مدافعت کے نظام کو خوب سے خوب تر کی طرف لے جاتے ہیں، اس طرح انسان کینسر اور اسی قسم کی دوسری خلیاتی بیماریوں کے حملے سے آسانی سے بچ سکتا ہے۔

صحت بخش وظیفہ زوجیت وہ ہے جس میں دونوں پارٹنر اس عمل کے لئے جسمانی اور ذہنی طور پر تیار ہوں، دونوں جسمانی طور پر چاق و چوبند اور ذہنی طور پر مطمئن اور مسرور ہوں ایسے پارٹنر زِندگی کے تمام امتحانوں میں فتح یاب ہوتے ہیں، وظیفہ زوجیت کے عمل کے بعد جب آپ بیدار ہوں تو غسل کرنے سے طبیعت ہشاش بشاش اور تروتازگی دوگنی ہو جاتی ہے اور پاکیزگی بھی آجاتی

ہے۔ یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ ذہنی تناؤ کا ماحول انسان کو جسمانی اور نفسیاتی دونوں طرح نقصان پہنچاتا ہے۔

آج کل یہ مرض ہمارے ماحول میں بڑھ رہا ہے اس کی وجہ ہمارے معاشرتی ومعاشی ماحول میں تبدیلی ہے۔ بڑوں کا احترام ختم ہوتا جا رہا ہے اور نئی نسل پرانی روایات سے روگردانی کر رہی ہے جس سے والدین انتہائی ذہنی دباؤ کا شکار ہوتے جا رہے ہیں اور یہ ماحول چھاتی میں درد کا باعث بھی بن رہا ہے۔ مسلسل ذہنی دباؤ اور تناؤ کا ماحول انسان کی قوت مدافعت کے نظام کا تانا بانا بکھیر کر رکھ دیتا ہے اور انسانی جسم مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے، ان امراض میں زیادہ تر دِل کا دَرد، السر اور ہائی بلڈ پریشر شامل ہیں۔ خاوند اور بیوی کا اپنے سونے کے کمرے میں ہنسی مذاق کرنے، مسرور رہنے اور ایک دوسرے کی قربت سے فیض یاب ہونے سے انسانی جسم میں ایک کیمیائی عمل شروع ہوتا ہے جس کے نتیجے میں نہ صِرف قوت مدافعت کا نظام بہتر ہوتا ہے بلکہ بہت سے دوسرے عناصر انسانی صحت پر مثبت طور پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس کیمیائی عمل کے نتیجے میں انسانی جسم میں ایک کیمیائی مرکب جس کو اینڈ روفن کہتے ہیں بنتا ہے۔

وظیفہ زوجیت کے دَوران دماغ یہ کیمیائی مرکب چھوڑتا ہے اس مرکب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ انسانی جسم کے تمام دَردوں کو ختم کرتا ہے، یہ کیمیائی مرکب خون میں شامل ہو کر تمام جسم میں گردش کرتا ہے اس سے خاوند، بیوی ہشاش بشاش دکھائی دیتے ہیں۔ اس کیمیائی مرکب کے اثرات مارفین سے ملتے جلتے ہیں، کیونکہ مارفین انسان کو ذہنی تناؤ اور دباؤ سے چھٹکارا دِلاتی ہے، دَردِ سَر کو ختم کرتی ہے اور دوسری جسمانی بے آرامی کا خاتمہ کرتی ہے۔

تحقیقات کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض خواتین کے جنسی جذبات جب پایۂ تکمیل پر پہنچ جاتے ہیں تو ان کے جوڑوں کو درد اور رحم کے درد میں کافی افاقہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے درد کی قوت برداشت بڑھ جاتی ہے لیکن یہ نتیجہ ہر خاتون میں نہیں دیکھا گیا۔ مندرجہ بالا حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شوہر اور بیوی کا ملاپ ایک دوسرے سے محبت و پیار کا اِظہار، مرد وعورت دونوں کو صحت مند رکھنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے، وہ مرد جو نوجوانی کے دوران وظیفہ زوجیت باقاعدگی سے سرانجام دیتے ہیں، ان کی جنسی قوت بڑھاپے میں بھی کافی حد تک قائم رہتی ہے اور جو ایسا نہیں کرتے وہ جلدی جنسی قوت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ لوہے کا وہ آلہ جسے استعمال نہ کیا جائے اور وہ زنگ آلود ہو کر بیکار ہو جائے لیکن اگر لوہے کے اس آلے کو باقاعدگی سے استعمال کیا جائے، صاف ستھرا رکھا جائے تو وہ کافی دیر تک کام میں لایا جا سکتا ہے۔

وہ شوہر اور بیوی جو اپنی نوجوانی اور جوانی دونوں عمروں میں جنسی جذبات سے لطف اندوز ہوتے ہیں وہ بڑھاپے میں بھی اس نعمت کو قائم رکھ سکتے ہیں، وظیفہ زوجیت یکطرفہ نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک دوسرے کے ہشاش بشاش رکھنے کا ذَرِیعہ ہے۔ وظیفہ زوجیت ایک مسکن عمل ہے، کیونکہ صحت بخش وظیفہ زوجیت کے بعد دونوں شریکِ حیات بہترین نیند سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور جب بیدار

ہوتے ہیں تو کسی قسم کی کمزوری یا سستی کا نام ونشان تک نہیں ہوتا جبکہ مصنوعی ادویہ کے استعمال سے آنے والی نیند سے جب انسان بیدار ہوتا ہے تو تھکاوٹ، سستی اور کمزوری سے مضمحل آنے والی نیند کا نہ آنا بھی ذہنی تناؤ اور دباؤ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

وظیفہ زوجیت ذہنی دباؤ تناؤ سے نجات دلاتا ہے، عضلات واعصاب کے تناؤ کو ختم کر کے ایک بہترین نیند سے سرفراز کرتا ہے۔

صحت مند وظیفہ زوجیت میں خوشبو بھی بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دار چینی کا فراری تیل جنسی جذبات کو بڑھانے میں موثر ہے۔

مرد کی ذہنی کیفیت اور گھر کا ماحول اور شریکِ حیات کو اپنے آپ کو خوبصورت دکھائی دینے کی کوششوں سے وظیفہ زوجیت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، خواتین کو وہ لباس زیب تن کرنا چاہئے جس سے وہ اپنے خاوند کو خوبصورت نظر آئیں اگر خواتین خاوند کی پسند کا خیال رکھیں محبت سے پیش آئیں تو مرد میں وظیفہ زوجیت کو بہتر طور پر سرانجام دینے کی صلاحیتیں بڑھتی ہیں، خواتین کی لباس میں عدم دلچسپی اور خاوند کی طرف متوجہ نہ ہونا، یہ عناصر مرد وعورت میں وظیفہ زوجیت کے رجحان کو کم کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

کامیاب ازدواجی زندگی کے اصول

کامیاب ازدواجی زندگی خدا کا عطیہ ہے، معاشرے میں سکون، محبت اور حسن کی راہداری ہے۔ اس سے سماج میں صحت مند رجحانات اور ایک متوازن نئی نسل تخلیق ہوتی ہے۔ ایک کامیاب ازدواجی زندگی اتنی ہی اہم ہے جتنا کہ سماج کی نفی میں جرم وسزا اہم ہیں۔ کامیاب ازدواجی زندگی آسمان سے ہمارے لئے نہیں اُترتی۔ اس لئے میاں بیوی کو جدوجہد کرنا پڑتی ہے، قربانی دینی پڑتی ہے، تب کہیں ہنستا مسکراتا گھرانہ وجود میں آتا ہے۔

کامیاب ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے ذیل میں چند ایسے راہنما اصول دیئے جارہے ہیں جو عام حالات میں بے معمول نظر آتے ہیں مگر درحقیقت بڑے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں اگر آپ کامیاب ازدواجی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ان پر چند دِن عمل کر کے دیکھئے۔

☆ کبھی کبھی محبت سے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیجئے اس کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں۔

☆ ایک دوسرے سے یہ عہد کر لیجئے کہ ہم اگر کبھی آپس میں لڑ پڑیں گے تو صلح کے بغیر سوئیں گے نہیں۔

☆ خاوند اور بیوی کوئی فِرشتہ نہیں، دونوں انسان ہیں، ان سے خطائیں بھی ہوسکتی ہیں، ایک دوسرے کے لئے لچکدار رویہ چاہیے، تحمل سے کام لیجئے، ایک دوسرے کو سمجھئے اور فکر و پریشانی کے مواقع پر ایک دوسرے کو تسلی دیجئے۔

☆ بھول جایئے، معاف کر دیجئے، اگر کبھی شریکِ حیات سے کوئی سنگین غلطی بھی سرزد ہوجائے تو بھول جایئے،

معاف کردیجئے، زِندگی چندروزہ ہے اور ایک دوسرے سے انتقام لینے کے لئے نہیں، بلکہ خوشگواری سے گزارنے کا نام ہے۔

☆ حسن مزاج پیدا کیجئے، خود ہنسے، شریک سفر کو خوش رکھیے۔

☆ ایک دوسرے کا شکریہ ادا کیجئے، مگر اس کے اِظہار کا طریقہ مصنوعی نہیں، بلکہ بے ساختہ ہونا چاہئے، دِن میں کئی ایسے مواقع پیدا ہوتے ہیں جن میں ایک دوسرے کا شکریہ ادا کیا جا سکتا ہے، اس میں کبھی بخل سے کام نہ لیجئے۔

☆ ایک دوسرے کے بارے میں رویہ نہ دیکھئے کہ ایک دفعہ کا نکاح زِندگی بھر کے بندھن کی ضمانت ہے۔ زِندگی کی سماجی اور معاشی عملی جدوجہد میں یہ بندھن کمزور بھی پڑ سکتا ہے، اسے مضبوط کرتے رہئے اور اس میں ہمہ وَقت دلچسپی کا اہتمام رکھئے، یہ رشتہ ہمیشہ تروتازہ رہنا چاہئے۔

☆ محبت، گھر میں خوشبو کی طرح پھیلتی ہے شعوری اور ارادی طور پر گھر کے دوسرے افراد سے محبت کیجئے، بوڑھے والدین اگر آپ کے پاس رہتے ہوں اور گھر کے بچے آپ کی توجہ کے منتظر ہیں، آپ کی تھوڑی سی توجہ آپ سے متعلقہ افراد کے دِل میں بے پایاں اطمینان وانبساط پیدا کرتی ہیں اور ان کے اطمینان وانبساط کے نتیجے میں گھر میں محبت کی روشنی بڑھتی اور پھیلتی ہے۔

☆ دونوں میاں بیوی کو چاہئے کہ مل کر ایسی چیزوں کو تلاش کریں جو زِندگی میں حسن اور سلوک پیدا کرتی ہوں مثلاً سچ، حسن سلوک، نماز، قرآنِ پاک کی تلاوت یہ چیزیں محبت زِندگی کو شادماں کرنے میں یقیناً اہمیت کی حامل ہیں۔

داڑھی سے جنسی قوت اور جدید تحقیق

داڑھی جنسی قوت کی افزائش کے لئے معاون ثابت ہوتی ہے اس کی وجہ سے خون میں نر ہارمون بکثرت پیدا ہوتے ہیں جبکہ داڑھی منڈانے کی صورت میں خون کے اندر مادہ ہارمون کی پیدائش زِیادہ ہوتی ہے کیونکہ اس صورت میں چہرہ عورتوں کے مشابہ ہوتا ہے اور مشہور ہے کہ باریش مردوں کی جنسی توانائی داڑھی منڈے ہوئے نوجوانوں سے کہیں زِیادہ ہوتی ہے۔

ڈاکٹر میری قبانی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ داڑھی رہنے سے جنسی عمل کے وقت عورت زِیادہ برانگیختہ ہوتی ہے، غور کرنا چاہئے کہ داڑھی منڈانے سے مردوں اور عورتوں کو کتنا نقصان ہوتا ہے۔

حکیم رضوان احمد لکھتے ہیں، داڑھی اور خصیتین میں اندرونی طور پر ایک مخصوص تعلق ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کے پیدائشی خصیے نہ ہوں تو اس کی داڑھی بھی نہیں نکلتی، گویا کہ خصیوں کا طبعی انداز پر ہونا داڑھی کا سبب پیدائش ہے۔ غرض یہ اور اس جیسے بہت سے شواہد اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ داڑھی اور خصیے کے مابین ایک ایسا مخفی تعلق ہے جس سے انکار ناممکن ہے اب اگر داڑھی کو منڈایا جائے گا تو اس مخفی تعلق کی بناء پر یہ موجب ناضعف خصیتین اور ضعف باہ کا سبب بن جاتا ہے۔ (منافع الاعضاء، ص ۷۸۹)

صحت پر خیالات کا اثر اور جدید تحقیق

انسان ہمیشہ جسمانی خوبصورتی بڑھانے کی جستجو میں رہتا ہے لیکن وہ اس پر غور نہیں کرتا کہ حسن دِل کا آئینہ ہوتا ہے، اچھے خیالات اور حسن محسوسات ہی ایسی چیزیں ہیں جو چہرہ اور حسن کو دوبالا کرتی ہیں۔ خیالات کا انسان کے جسم پر گہرا اثر پڑتا ہے اس لئے یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم صحت مند نظر آئیں یا بیمار۔ اگر ہم اپنی صحت اور تندرستی قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ہمارے خیالات پاکیزہ اور مدَنی ہونے چاہئیں۔

ڈاکٹر نامن وینسینٹ پیلا اپنی کتاب 'مثبت سوچ کے حیرت انگیز نتائج' میں لکھتے ہیں بعض خیالات انسانی جسم کو بیمار کر دیتے ہیں، ان خیالات میں نفرت، خوف اور کشیدگی قابلِ ذِکر ہیں۔

الیگزس کیرل کہتے ہیں کہ رشک، نفرت اور خوف فطری تقاضے ہیں، لیکن ان میں شدت کی وجہ سے جسم میں کیمیائی تبدیلیاں ہو جاتی ہیں۔ اس کے برخلاف اچھے یا مثبت خیالات مثلاً محبت، یقین واعتماد اور سکون کے جسم پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور جسم امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

اگرچہ گندے خیالات انسانی عمارت کو کھوکھلا کر دیتے ہیں، روزمرہ زِندگی میں ذرا ذرا سی باتوں پر ناراض ہو کر اثر لینا بے وَقت کھانا کھانا صحت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر مرد وعورت اور نوجوانوں کو چاہئے کہ اپنے خیالات پاکیزہ اور مدَنی بنائیں اس طرح ان کی صحت کے ساتھ حسن بھی قائم رہے گا۔

صبح کے ناشتے کی اہمیَّت

صبح کا ناشتہ جلدی کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے، طب اسلامی نے اس روشنی میں ناشتا کر کے نیا دِن شروع کرنے پر اصرار کیا ہے۔ اب جدید سائنس بھی اس حکم سے روشنی حاصل کر رہی ہے۔

حال میں امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کے رسالے میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر آپ اپنا وزن کم کرنے کے لئے صرف ایک ہی وقت کھانا کھاتے ہیں تو پھر آپ کے لئے صِرف ناشتے پر اکتفا کرنا بہتر ہوگا۔

تین مریضوں کو روزانہ چار سو حراروں کی خوراک دِن بھر میں صرف ایک بار کر دی گئی ان میں سے دو مریض جو صرف صبح کو کھاتے تھے ان کا وزن زیادہ کم ہوا۔

بیماری سے محفوظ رہنے کا راز

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے، مزید فرمایا کہ کمر سیدھی رکھنے کے لئے ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں اگر لازماً کھانا ہی پڑے تو معدہ میں ایک تہائی کھانا، ایک تہائی پانی اور ایک حصّہ (ہوا) سانس کے لئے خالی رکھو۔

مذکورہ بالا حدیث خوراک کی متوازن مقدار کی طرف اشارہ کرتی ہے، جس پر عمل پیرا ہونے سے بیماری پیدا ہونا ممکن ہی نہیں، کیونکہ معدہ کی خرابی تمام امراض کی جڑ ہے۔ یاد رکھئے معدہ میں پانی، غذا اور رطوبتوں کے عمل سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بنتی ہے اور یہ معدہ کے اوپر والے حصّہ میں آجاتی ہے اگر معدہ کے اس حصے کو بھی خوراک سے بھر دیا جائے تو گیس کے لئے جگہ نہ ہوگی یہ عمل معدہ کی بہت سی بیماریوں کا باعث اور سانس میں دشواری پیدا کرتا ہے۔

ایک فلسفی کے سامنے جب مذکورہ بالا حدیث کا ذِکر کیا تو کہنے لگا اس سے بہتر اور مضبوط بات آج تک نہیں سنی۔

بہر حال بیماریوں سے محفوظ رہنے کا راز اسی میں ہے کہ ابھی تھوڑی بھوک باقی ہو تو دسترخوان سے ہاتھ کھینچ لینا چاہئے۔

منقول ہے کہ مدینہ منورہ میں مصر سے ایک طبیب مسلمانوں کے پاس آیا یہ کئی دِن تک وہاں رہا لیکن اس کے پاس کوئی مریض نہ آیا آخر ایک دِن اپنی ادویات کا تھیلا اُٹھایا اور حضور سراپا نور فیض گنجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بھئی تم واپس کیوں جا رہے ہو اس نے عرض کی حضور یہاں میری ضرورت نہیں ہے اتنے دِنوں میں ایک بیمار بھی میرے پاس دوائی لینے نہیں آیا یہ سن کر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا ان لوگوں کا اصول یہ ہے کہ جب تک بھوک نہ لگے یہ لوگ کھانا نہیں کھاتے اور ابھی تھوڑی بھوک باقی ہوتی ہے تو یہ کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! صحت کے اصولوں پر بہت سی کتب لکھی گئی ہیں لیکن یہ بظاہر چھوٹا سا جملہ تمام کتب پر حاوی ہے جو مدینے کے سلطان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ادا ہوا۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ کھانے کا ایک وَقت مقرر ہونا چاہئے اس سے معدہ کھانے کو جلد قبول کر لیتا ہے، دوسرا وَقت پر کھانے سے بھوک بھی وَقت پر لگتی ہے اور پاخانہ بھی وَقت پر آتا ہے، اسی پر صحت کا دارومدار ہے۔

بہت سے لوگ کھانے کے اوقات کی پابندی نہیں کرتے اور کھانے کے اوقات کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ کھاتے پیتے رہتے ہیں۔

یاد رکھئے! اگر کھانے کے اوقات اور مقدار میں اعتدال کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو ہاضمے کی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہی خرابی انسانی عمارت کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔

فاقہ کرنے کے فائدے

بہت سے لوگ فاقے کے علاج کا نام سن کر خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور اس کو اپنے لئے بہت مشکل اور تکلیف دہ بات خیال کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے۔ بھوک کی معمولی تکلیف صرف ایک دو روز محسوس ہوتی ہے اس کے بعد اسے تعجب ہونے لگتا ہے کہ وہ کھانے کو اس قدر کیوں اہمیت دیتا تھا، جب بھی حقیقی بھوک واپس آ جائے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ کھانے کی ضرورت اب درپیش آئی ہے اس وقت کھانا شروع کرنا چاہئے اور کھانے کے وزن کو بتدریج بڑھانا اور اس بات کا برابر خیال رکھنا چاہئے کہ کھانے کی بداعتدالیاں کہیں دوبارہ وہی حالت نہ پیدا کر دیں۔

علاوہ ازیں ایک اور نکتہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جسم بھوکا نہیں مرتا حقیقی معنی میں فاقہ شروع ہونے کے بعد اس کے بعد کئی ہفتوں کا غذائی ذخیرہ محفوظ ہوتا ہے جسم اس محفوظ ذخیرے سے اپنی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے اسی کے ساتھ ساتھ سمیت اور فضلات چھٹتے اور خارج ہوتے رہتے ہیں اگر فاقے کے ایام کو ثابت قدمی کے ساتھ گزار دیا جائے تو اندرونی طور پر سارے جسم کا غسل صحت ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سمیتوں کے اخراج سے کمزوری اور بے چینی کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن یہ عارضی اور اتفاقی کیفیات ہوتی ہیں اور بالآخر انسان مکمل اور مستقل صحت سے لطف اندوز ہوتا ہے اگر فاقے کے عمل کو دانائی کے ساتھ انجام دیا جائے تو حیرت انگیز نتائج برآمد ہوتے ہیں اور انسان اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ توانا اور تندرست پاتا ہے بہتر یہ ہے کہ کم از کم پہلی مرتبہ فاقے کو کسی سمجھ دار حکیم کی نگرانی میں شروع کیا جائے کیونکہ ہر انسان یکساں نہیں ہوتا، سارے انسان ایک دوسرے سے تھوڑے بہت مختلف ہوتے ہیں یہ اختلاف مخصوص صورتوں میں ہی نہیں بلکہ طبیعتوں اور مزاجوں میں بھی ہوتا ہے۔ اس لئے طب مشرق میں مزاج کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے ہر انسان کی مخصوص ضرورتیں استعداد میں ہوتی ہیں ان کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

فاقہ شروع کرنے سے پہلے یہ اطمینان کر لینا چاہئے کہ آپ کو کوئی مصنوعی بیماری تو نہیں ہے طبی فاقہ کرنے سے پہلے اس کے اصول و شرائط کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

طبی فاقہ ماہِ رمضان کے روزوں کی طرح نہیں ہوتا جس میں زیادہ تر روح و اخلاق کی اصلاح مدنظر رکھی جاتی ہے اور خلوء معدہ کی حالت میں عبادت کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ خلوء معدے کی حالت میں باطن کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے اور شکم سیری کی حالت میں روح پر بخارات اور تاریکی کا تسلط رہتا ہے فاقہ صرف بدن کی اصلاح کا ایک طریقہ کار ہے جس میں سبزیوں کے پانی، پھلوں کے رس اور بعض حالات میں بکری اور گائے کے دودھ کی اجازت ہے، مذہبی روزے کی طرح اس کے بھی کچھ احکام و شرائط ہیں جن کی تفصیل اطباع سے دریافت کرنی چاہئے وہ مخصوص مزاج، اخلاط کی کیفیت عمر و موسم اور نوعیت مرض

کے لحاظ سے مناسب مشورہ دے سکتے ہیں اور ترکاریوں اور پھلوں کے تعین اور طریق استعمال کے متعلق ماہرانہ ہدایات دے سکتے ہیں۔ سمجھ دار لوگ رمضان کے روزے سے بھی داخلی جسم کے غسل وصفائی کے فوائد حاصل کر سکتے ہیں لیکن شرعی روزوں کا بالخصوص فائدہ اصلاح اور تزکیہ نفس ہے۔ روزہ روحانی صحت کا کفیل ہے۔ بلاشبہ روحانی صحت اور بدنی صحت کا بہت گہرا تعلق ہے روح اور بدن کا تعلق ظاہر ہے، روح کی صفائی اور ضبط نفس کی عادت سے ہر قسم کے پرہیز اور طبیعت پر قابو رکھنے کی اہمیت کو ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہے اس طرح روزہ بھی بالواسطہ حفظ صحت میں معین ہے۔

شرِیعت نے روزہ روح کے علاج کے طور پر تجویز کیا ہے، مذہب میں روح کو بدن پر ترجیح حاصل ہے، شریعت میں بدن کی نگہداشت روح وقلب کو فروغ دینے کی غرض سے کی جاتی ہے نہ کہ بدن کو قوی کرنے کے لئے روح کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

بہرحال روح کی تقویت سے بدن کی صحت کا گہرا تعلق ہے بلاشبہ روح کو تقویت دینے سے بدنی صحت کو بڑی مدد ملتی ہے۔ روح کے صحت مند ہونے کی صورت میں انسان نفسیاتی بیماریوں سے محفوظ و مامون رہتا ہے، جدید تہذیب نے نفسیاتی امراض میں بڑا اِضافہ کر دیا ہے۔

چنانچہ موجودہ حالات میں فاقے کے بجائے روزہ نفسیاتی بیماریوں کا ایک اچھا علاج ہے لیکن یہاں روزے سے ایسا روزہ مراد ہے جس میں اِصلاحِ نفس زِیادہ مدنظر ہو اور عبادات کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ ایسا روزہ جس میں کھانے پینے میں حفظ صحت کے اصول مدنظر نہ رکھے جائیں، جسمانی صحت کے لئے مفید نہیں بلکہ مضر ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگ ماہِ رمضان میں بیمار بھی ہو جاتے ہیں یا ماہ صیام کے بعد بیمار پڑ جاتے ہیں، رمضان کے بعد کھانے پینے کی کسر پوری کرنے کی کوشش ایک خطرناک غلطی ہے۔ طبی فاقے کی طرح روزوں کے بعد بھی غذا میں بتدریج اضافہ کرنا چاہئے اور چند روز تک ہلکی اور سادہ غذا پر قناعت کرنی چاہئے، اس احتیاط سے روزوں کی نقاہت بہت جلد دُور ہو کر صحت پہلے سے بہتر ہو جاتی ہے۔ (ہمدرد صحت ستمبر ۱۹۷۹ء)

تین دِن کا فاقہ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اور معمولی بیماری کو دور کر دیتا ہے لیکن کنہہ (فرمن) بیماریوں میں جن کا تعلق عضوی خرابی سے نہ ہو تین چار ہفتے تک فاقہ کرنا چاہئے۔

ایک بیمار جانور کھانے سے انکار کر دیتا ہے اور اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک اسے بیماری سے افاقہ نہیں ہو جاتا انسان کے لئے افسوس اور شرم کی بھی بات ہے کہ جانور تو اپنے خالق کی پیدا کی ہوئی جبلی سوجھ بوجھ سے کام لے کر اپنے بہت سے مسائل دوسروں کے سہارے کے بغیر حل کر لیتے ہیں، لیکن انسانی ذِہن بُری عادات اور غلط نظریات سے اس قدر متاثر ہو چکا ہے کہ اس کی معزوری جانوروں پر بھی سبقت لے گئی ہے۔ اس نام نہاد تہذیبی عہد میں انسان کی غذاؤں کا انتخاب اور کھانے کے اوقات اس کی غذائی ضروریات سے پورے طور پر مطابقت نہیں رکھتے۔ کھانا ہمارے لئے ایک عادت، کوفت سے پناہ، زَبان کے تلذذ، سماجی رسم،

جشن یار باشی یا فکرو تردد کے مداوا کا حکم رکھتا ہے اور اکثر جسم کی تعمیر اور صحت کے قیام کے بنیادی مقصد کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ بیماری کی حالت میں کھانے کی بے اعتدالیاں اندوہناک نتائج پیدا کرتی ہیں، ہماری بہت سی بیماریاں کھانے کی حماقتوں اور نادانیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

صحت مند رہنے کے سترہ اصول

پیارے اسلامی بھائیو! انسان کے پاس کتنی ہی دولت ہو عیش و عشرت کا سامان ہو لیکن اگر جسم میں طاقت و توانائی نہیں تو سب بیکار ہے، تندرستی کی قدر بیماروں سے پوچھئے لہٰذا ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی صحت کی حفاظت کریں اور صحت کو قائم رکھنے کے کچھ اصول ہیں جن پر عمل کرنے سے یہ راحت حاصل ہو سکتی ہے لیکن اگر ان اصولوں سے غفلت برتی جائے تو انسان کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہو سکتا ہے اور علاج کے لئے سرمایہ بھی خرچ کرنا پڑے گا، اس کے علاوہ فکرو پریشانی، روزمرہ کے کام کاج میں رکاوٹ، بدنی کمزوری حصول مقصد میں ناکامی۔ اس لئے لازمی ہے کہ ہم ہر حال میں اپنی صحت کا خیال رکھیں اور اسے خراب ہونے سے بچائیں اور یہ مقصد درج ذیل امور پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

۱۔ روزانہ فجر کی اذان کے وَقت اُٹھنے کا معمول بنائیں حاجات ضروریہ سے فراغت کے بعد فریضہ نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوں، روحانی تسکین کے لئے قرآنِ پاک کی تلاوت کریں اللہ عزّ وجل نے اہلِ ایمان کے حق میں قرآنِ پاک کو شفاء اور رَحمت قرار دیا ہے۔

۲۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے، تمہارے جسم کا بھی تمہارے اوپر حق ہے۔' اور وہ یہی حق ہے کہ انسان اپنے جسم کی حفاظت کرے اور ایسے اسباب پیدا نہ ہونے دیئے جائیں کہ بدن کو بیماریوں کی حد تک پہنچا دیا جائے، آج کی تحقیقات نے تندرستی کے لئے یہ باتیں ضرورت قرار دی ہیں مثلاً بدن اور لباس صاف ستھرا رکھنا، پانچ وَقت اعضائے ظاہری کو پاک صاف رکھنا یعنی وُضو، غسل اور نَماز کو قائم رکھنا صحت و توانائی کے ضامن ہیں۔

۳۔ یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ اللہ عزّ وجل کی نظر میں ایک قوی مومن کمزور مومن کے مقابلہ میں بہتر اور پسندیدہ ہے یہ حدیث اس بات پر زور دیتی ہے کہ مسلمانوں کو اپنی صحت کی طرف خیال کرنا اور ہمیشہ صحت مند رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ محض بیماری اور ضعف کو دُور کرنے کا نام صحت نہیں ہے بلکہ مکمل طور پر جسمانی، روحانی اور سماجی آسودگی کا نام صحت ہے۔

۴۔ صحت کے لئے سادہ غذا بہت اہمیت کی حامل ہے، جب تک لوگ سادہ غذائیں استعمال کرتے رہے۔ ہارٹ اٹیک، بلڈ پریشر، جوڑوں کے دَرد اور معدہ کی بیماریاں سننے میں کبھی نہیں آئیں آج اکثریت ان امراض کا شکار ہے، بہر حال تازہ اچھی اور

سادہ غذا کھانی چاہئے اور صِرف ایسی غذائیں جو آپ کی طبیعت کے موافق ہوں ہمیشہ آہستہ آہستہ چبا چبا کر دلجمعی کے ساتھ وَقت پر کھائیں۔

قرآن مسلمانوں کو صحت بخش غذا کی دعوت دیتا ہے، 'اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین پر حلال اور پاک ہے'۔

۵۔ کھانے سے پہلے کھانے کا وُضو کرنا نہ بھولیں یعنی دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین مرتبہ دھو کر کلی کریں اور ہاتھوں کو بغیر پونچھیں کھانا شروع کر دیں نیز کھاتے وقت اُلٹا پاؤں بچھادیں اور سیدھا پاؤں کھڑا کر دیں اس سے طبی فوائد کے ساتھ سنّت کا ثواب بھی ملے گا، نیز زِیادہ کھانا متعدد امراض کا سبب بنتا ہے اور معدہ کی خرابی بہت سے امراض کی جڑ ہے، اس حوالے سے اللہ عزّ وجل کا فرمان ہے، کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ عزّ وجل حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا' اس فرمان میں کم کھانے کی تلقین کی گئی ہے، حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ بھوک سے زِیادہ کھانے والوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، مزید فرمایا جو شخص جتنی زِیادہ پرخوری کرے گا اتنا ہی زِیادہ قیامت کو بھوکا رہے گا۔

۶۔ آج کل یہ عادت صحت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے کہ ہم کھانے سے پہلے ہاتھ نہیں دھوتے ہمارے ہاتھوں پر بے شمار جراثیم لگے ہوتے ہیں اگر انہیں کھانے سے پہلے نہ دھویا جائے تو وہ مُنہ کے راستے ہمارے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور بیماری پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

بعض سائنسدانوں نے یہ حقیقت جاننے کے لئے کہ ہاتھوں کو پانی سے دھونے سے جراثیموں سے نَجات ملتی ہے یا نہیں مختلف آدمی لے کر ان پر تجربہ کیا ایک آدمی کے ہاتھ ایک بار، دوسرے کے دو بار، تیسرے آدمی کے تین بار سادہ پانی سے دھوئے اور چوتھے کے صابن سے صاف کئے۔ جب مائیکروسوپ (خوردبین) کے ذَرِیعے دیکھا گیا کہ جس آدمی کے ایک بار ہاتھ دھوئے تھے اس کے ہاتھوں پر ابھی کافی جراثیم تھے اور جس نے دوبارہ دھوئے تھے اس کی اُنگلیوں کے پاس جراثیم تھے اور تین بار ہاتھ دھونے والوں کے ہاتھوں پر کوئی جراثیم نہ تھا جبکہ چوتھا آدمی جس نے صابن سے ہاتھ دھوئے تھے اس کے ہاتھ بھی جراثیم سے پاک تھے، یہ انسان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ صابون استعمال کرے یا صِرف پانی سے تین بار دھوئے بہر حال کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھونے چاہئیں۔

۷۔ کھانا ہمیشہ اس وَقت کھانا چاہئے جب خوب بھوک لگی ہو اور ابھی بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دینا چاہئے۔ اس وقت جب تک دوسرے کھانے کا وقت نہ آئے، دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت بھی نہیں کھانی چاہئے، بہت سے لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے جس کا نتیجہ انتہائی خراب ہوتا ہے اور یہ بھی یاد رکھئے کہ کھانا نہ زِیادہ گرم ہونا چاہئے اور نہ زِیادہ سرد، زیادہ گرم کھانے اور مشروبات سے معدہ ڈھیلا ہو جاتا ہے اور اس کی قوتیں تحلیل ہو جاتی ہیں اور اگر کھانا زِیادہ سرد ہو تو اسے ہضم کرنے سے پہلے معدہ

کی بہت سی قوت اور حرارت اسے گرم کرنے میں صرف ہوجاتی ہے، کھانے کے ساتھ ساتھ زِیادہ سرد پانی بھی مناسب نہیں کیونکہ پانی کی ٹھنڈک اور زِیادتی دونوں باتیں معدے اور ہضم میں فتور پیدا کرتی ہیں۔

۸۔ کھانے کے بعد کم از کم نصف گھنٹہ تک کوئی دماغی کام نہیں کرنا چاہئے بعض لوگ کھانے کے دَوران یا کھانا کھاتے ہی مطالعہ شروع کردیتے ہیں اس سے دماغ اور ہاضمے پر بُرا اثر پڑتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ کھانا ایسے وقت کھایا جائے جب ذِہنی اور جسمانی دونوں حیثیتوں سے بدن میں سکون ہو۔

حکیم جالینوس نے کہا کہ خوشی غذا کو ہضم کرنے اور جزو بدن بنانے میں مدد دیتی ہے جبکہ رنج و غم کھانے کو ہضم نہیں ہونے دیتا نیز کھانے کے درمیان زِیادہ پانی یا دوسری سیال چیزیں پینے سے ہضم میں فتور واقع ہوجاتا ہے اور معدہ میں زِیادہ رطوبت کی موجودگی میں غذا بخوبی ہضم نہیں ہوتی۔

۹۔ عین سوتے وقت کھانے کی عادت بھی صحت کے لئے نہایت مضر ہے، صحیح اصول یہ ہے کہ سونے سے پہلے معدے کا عمل تقریباً ختم ہوچکا ہو اور جب ہم آرام کرتے ہوں تو ہمارے معدہ کو بھی مکمل آرام حاصل ہونا چاہئے ورنہ معدہ کی مصروفیات دِل، دماغ اعصاب اور تمام اعضاء کی راحت میں خلل ڈال دیتی ہے، رات کے وَقت اگر تمام بدن کے ساتھ ہضم کے اعضاء کو بھی آرام نہ ملے اور ان کو تکان کی حالت میں پھر بوجھل بنادیا جائے تو اس کا نتیجہ ہضم اور ضعف معدہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ بہت سے ماہرین کے نزدیک رات کا کھانا بالکل سوتے وقت کھانا رفتہ رفتہ صحت کو خراب کردیتا ہے۔

۱۰۔ سخت محنت، ورزش یا دھوپ میں دل کر آنے کے فوراً بعد کھانا پینا نہ چاہئے کیونکہ بدن کی بڑھی ہوئی حرارت اور تکان کی حالت میں آلات ہضم میں خلل واقع ہوجاتا ہے۔ اس طرح شدید اضطراب اور عجلت کی حالت میں کھانا بھی فتور ہضم کا موجب ہوتا ہے۔

۱۱۔ یہ ایک طبی اصول ہے کہ جو چیز ہم کھائیں اس کا درجہ حرارت ہمارے جسم کے مطابق ہو نہ زِیادہ سرد نہ زیادہ گرم بلکہ معتدل درجہ حرارت پر ہو، برف آئیس کریم، قلفی برف میں لگی ہوئی بوتلیں برف میں لگا ہوا کوئی بھی پھل جس کے کھانے یا پینے سے دانت یخ ہوجائیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے نقصان دہ ہیں، اس کے علاوہ برف آمیز پانی اور زِیادہ ٹھنڈی چیزیں ضعف معدہ کا باعث ہوتی ہیں۔

۱۲۔ معمولی بیماری کے لئے فوراً دوا استعمال نہیں کرنی چاہئے، غذاؤں میں تبدیلی اور کم کھانے سے صحت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں کچھ لوگ بلاوجہ مقوی دوائیں استعمال کرنا پسند کرتے ہیں تاکہ وہ طاقتور ہوجائیں۔ اس طرح بدن کو فائدے کی بجائے نقصان پہنچتا ہے، انسان کو کبھی بھی دوا کا عادی نہیں بننا چاہئے، دوا صِرف شدید ضرورت کے وَقت لینی چاہئے، وہ بھی تندو تیز قسم

کی نہیں تا کہ طبعی دم بخود نہ ہو جائے۔

۱۳۔ مختلف نوعیت کی غذائیں مثلاً مچھلی کے ساتھ دودھ نہیں لینا چاہئے کیونکہ اس سے فالج، جذام اور برص جیسی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ترشی کے ساتھ دودھ کا استعمال بھی منع ہے۔ نیز دودھ اور دہی کی لسی کو ملا کر استعمال کرنا بھی خطرناک ہے اور نہ چاولوں کے اوپر سے سرکہ استعمال کرنا چاہئے، حلیم کے اوپر سے انار کا استعمال بھی مناسب نہیں اور نہ جانوروں کے سری پائے کے اوپر سے انگور کا استعمال کرنا چاہئے۔ خربوزہ کھا کر دودھ پینا بیماری کو دعوت دینا ہے، چاول کھانے کے بعد تربوز نہیں کھانا چاہئے اور نہ ہی مولی۔ دہی اور پنیر ایک ساتھ نہ کھائیں ایسا کرنے سے درد قولنج کا اندیشہ ہے، لہسن، شہد اور خربوزہ ایک ساتھ کھانے سے معدہ کے ورم کا اندیشہ ہے، تربوز کھانے کے فوراً بعد پانی پینے سے ہیضے کا امکان ہوتا ہے، اسی طرح کیلے کے ساتھ لسی پی لینے سے معدہ میں گڑبڑ اور ہیضے کی تکلیف ہو سکتی ہے۔

۱۴۔ بدن کو آرام پہنچانے کے لئے نیند ایک قدرتی ذریعہ ہے لہٰذا رات کو جلدی سو جانا صحت کے لئے ضروری ہے تحقیقات جدید بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک عشاء کے بعد باتیں کرنا سخت ناپسندیدہ تھا عام حالات میں پانچ سے سات گھنٹے تک سونا مناسب ہے، زیادہ سونا اعصاب کو کند کر دیتا ہے، اسی طرح بالکل کم سونا بھی صحت پر اثر انداز ہوتا ہے اور اعصاب تھک کر جلد کمزوری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا نیند میں اعتدال اختیار کرنا ایک لازمی امر ہے۔

۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فطری امور پانچ ہیں۔ (۱) ختنہ کرانا (۲) زیرِ ناف کے بال صاف کرنا (۳) ناخن کٹوانا (۴) بغلوں کے بال مونڈنا (۵) لبوں کے بال کتروانا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہفتہ وار ناخن ضرور ترشوائے جائیں اور ساتھ یہ بھی تاکید فرمائی کہ ناخن دانتوں سے نہ کترے جائیں یہ طریقہ حفظانِ صحت کے اصولوں کے خلاف ہے۔

حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور آسمانی خبریں دریافت کرنے لگا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ایک شخص آتا ہے اور آسمانی خبریں دریافت کرتا ہے مگر اس کو اپنے سامنے چیزیں نظر نہیں آتیں یعنی اس کے ناخن پرندے کے پنجوں کی طرح بڑے ہیں جس میں ہر طرح کا میل کچیل بھرا ہوگا۔

۱۶۔ طبی نقطۂ نگاہ سے صفائی نہایت ضروری ہے جس طرح کلام مجید میں کپڑوں کو پاک صاف رکھنے اور میل کچیل کو دُور کرنے کا حکم دیا ہے، اسی طرح حدیث شریف میں بھی ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے، اللہ عزوجل خود بھی پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے، غلاظت اور میل کچیل اللہ عزوجل کے نزدیک انتہائی بُری چیز ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میل کچیل اور بکھرے

بالوں کو پسند نہیں فرماتا۔

۱۷۔ اگر وقت ملے تو صبح سیر کی عادت ضرور ڈالئے کیونکہ ایسا کرنے سے تازہ ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوگی، خون صاف رہے گا، دِل کی حالت دُرست رہے گی نیز بدن میں نکھار اور توانائی بھی حاصل ہوگی۔

تبلیغ قرآن وسنّت کی عالمگیر تحریک دعوت اسلامی کے مبلغین کے لئے صبح صبح کی سیر بھی کیا خوب سیر ہے کہ دُرود وسلام کی صدائیں لگاتے ہوئے اسلامی بھائیوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے گلیوں بازاروں سے گزر کر جب چوک یا روڈ پر جائیں تو مدینے کی مہکی مہکی خوشبودار ہوا صحت کے لئے کتنی زِیادہ مفید ہوگی۔

دانتوں کی صفائی اور صحت

طبی نقطہ نظر سے دانتوں کی صفائی حفظان صحت کے حوالے سے امراض معدہ کے سدباب کا بہت بڑا ذَرِیعہ ہے، یہ بات واضح ہے کہ دانتوں کا ہضم کے ساتھ قریبی تعلق ہے اگر یہ صاف نہ ہوں گے تو غذا کے ساتھ فاسد اور خراب مادے حل ہو کر غذا کو بھی فاسد کردیں گے جس کے نتیجے میں جسم انسانی کی نشوونما کرنے والے اخلاط بھی خراب ہو کر صحت کو تباہ کرنے اور مختلف امراض کی پیدائش کا سبب بنیں گے۔

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دانتوں کی صفائی پر بہت زِیادہ زور دیا ہے اور فرمایا 'اپنا مُنہ صاف رکھو' ایک اور جگہ ارشاد فرمایا اگر میں اپنی اُمّت پر باعث دشواری نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز میں مسواک کا حکم دیتا۔

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک سے صاف فرماتے، کھانے کے بعد اچھی طرح کلی نہ کرنا بھی دانتوں سے دشمنی رکھنے کے مترادف ہے اور کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ غذا کے چھوٹے چھوٹے ذرے دانتوں میں پھنسے رہتے ہیں اور پھر سڑ کر بو پیدا کردیتے ہیں، بو پیدا ہونے سے دانتوں میں جراثیم پیدا ہوجاتے ہیں جو کہ ایک مہلک مرض پائیوریا کی علامت ہے پائیوریا موذی مرض ہے جس سے دانتوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس مرض سے محفوظ رہنے کے لئے ابتداء ہی میں اور کھانے کے فوراً بعد بھی کلی کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے، مٹھائی اور گوشت کا زِیادہ استعمال بھی دانتوں کے حق میں مضر ہے گرم گرم کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی پی لینے سے بھی دانتوں کی جڑیں کمزور ہوجاتی ہیں عام طور پر پان کے زِیادہ استعمال سے بھی دانت خراب ہوجاتے ہیں اور مسوڑھوں میں خراش پیدا ہوجاتی ہے۔

دانتوں کی صفائی کیلئے سب سے سستی اور بہترین چیز نیم یا کیکر کی مسواک ہے۔

غسل اور صحت

غسل انسان کی جسمانی صحت دُرست رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ جس طرح پھیپھڑے اور گردے وغیرہ فضلات ردیہ کوخارج کرتے رہتے ہیں اسی طرح بیرونی جلد بھی بذریعہ مسامات فضلات کو خارج کرتی رہتی ہے، نہانے سے صِرف بدن ہی صاف نہیں ہوتا بلکہ مسام کھل کر خراب مادے اور خون کے ناقص بخارات خارج ہوجاتے ہیں اعضاؤں کی اندرونی بناوٹ درست رہتی ہے بیرونی جلد کے ہرایک ملی انچ میں تین سو کے قریب مسامات ہیں جن کی راہ سے اندر کا خراب بخار ہر وقت نکلتا رہتا ہے اور باہر کی طرف ہوا کھینچ کر اندر جاتی ہے، اندرونی بخار کے ساتھ ایک قسم کا تیل بھی ہے جو تیزابی خاصیت رکھتا ہے وہ خون سے جدا ہوکر خارج ہوتا رہتا ہے یہی چکنائی جو میل کی صورت میں جسم اور کپڑوں پر لگ کر انہیں خراب کردیتی ہے اگر اسے دُور نہ کیا جائے تو بدن سے بو آنے لگتی ہے۔

اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی شے جس کا باہر نکلنا طبعی اور بڑا ضروری ہے اگر رُک جائے تو کیسی خرابی پیدا ہوگی جب کچھ مدت غسل نہ کرنے سے مسام بند ہوجاتے ہیں تو ہوا کی کافی مقدار اندرونی اعضاؤں کی حرکت کے لئے جو ضروری ہے نہیں پہنچتی تو پسینے اور چکنائی کے ساتھ جو کھاری مادہ نکلتا ہے وہ رک کر دوبارہ خون میں شامل ہوکر خون میں شوریت پیدا کر کے اسے اکھٹا کردیتا ہے جس کے نتیجہ میں خارش، پھوڑے پھنسی، وجع المفاصل، گھنٹیا، نقرس وغیرہ امراض لاحق ہوجاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ روزانہ غسل کر کے جلد کو صاف رکھا جائے۔ غسل حسبِ عادت موسم کے لحاظ سے گرم یا سرد پانی سے کرنا چاہئے غسل کرنے کے بعد بدن کو عمدہ کپڑے سے خشک کرلینا چاہئے تاکہ جلد اچھی طرح صاف ہوکر مسام کھل جائیں، غسل کے لئے سب سے عمدہ وَقت صبح کا ہے یا شام کو کھانے سے پہلے اگر ایسا نہ ہوسکے تو پھر جو وَقت مقرر کرلیا جائے بہتر ہے لیکن کھانا کھانے کے بعد غسل کرنا مضرِ صحت ہے کیونکہ جلدی عروق پھیل کر معدے کے دَوران خون سست ہوجاتا ہے اور ہضم میں خرابی پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ عام حالات میں ہر شخص کو تازہ سرد پانی سے نہانا چاہئے، البتہ ضعیف اشخاص کمزور اور ناتواں بچے، حاملہ عورتیں اور جوڑوں کے دَرد کے مریضوں کو سرد پانی سے پرہیز ہی کرنا چاہئے۔

زیر ناف بالوں کی صفائی

انسان کے ناف کے زیریں حصّہ کے بالوں کا نکالنا بے حد ضروری ہے، یہ عمل انسانی جسم کو کئی مضر جراثیموں سے بچاتا ہے اور قوت باہ میں زیادتی کا سبب بھی ہے بغل اور زیر ناف کے بالوں کا چالیس روز سے زیادہ رکھنا منع ہے بلکہ نقص عبادت قرار دیا گیا ہے۔

چہل قدمی کے صحت بخش فوائد

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات میں آرام طلبی کو کبھی دخل نہیں رہا، ذات گرامی باوجود سینکڑوں جانثاروں کے اپنا کام خود اپنے دستِ مبارک سے انجام دیتے، دودھ دھولیتے، کپڑا سی لیتے، خادم کے ساتھ آٹا پیس لیتے، بازار سے سودا خود لا دیتے، صحابہ کی عیادت فرماتے، جنازوں میں شرکت فرماتے۔

نظام دوران خون کو دُرست رکھنے کا راز چلنے پھرنے میں مضمر ہے، چلنے پھرنے سے ہمارے زیریں جسم کی نشو ونما ہوتی ہے اور قلب کو اپنے قدرتی وظائف انجام دینے میں مدد ملتی ہے اور اگر اس حصہ (زیریں) کے اعصاب کام نہ کریں تو خون ہمارے پیروں اور پیٹ میں جمع ہونے لگتا ہے اور دِل کو ان حصوں سے خون کے نکالنے کے لئے معمول سے زِیادہ کام کرنا پڑتا ہے اور اس طرح صورتحال بدتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ انسان کے جسم کی بناوٹ کچھ ایسی ہے کہ اسے ہر وقت اس دوسرے دل (اعصابی امداد) کی ضرورت پڑتی ہے۔

بہت سی تحقیقات کے بعد سائنس دان اور ماہرین طب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قلب کے مریضوں کے لئے چلنا پھرنا نہایت ضروری ہے، زیریں اعصاب کے حرکت میں آنے سے قلب کا بار بڑی حد تک کم ہو جاتا ہے، چہل قدمی کے دوران خون پر اچھا اثر پڑتا ہے اور دِل کو اس سے متعلق تکلیف نہیں ہوتی۔

مسلمانوں کو دِن میں پانچ مرتبہ نماز کی طرف آنے کی دعوت دی جاتی ہے، مسجد کی طرف چل کر آنے کے اس عمل کو صحت میں بہتری کی طرف پیش قدمی بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس طرح حج وعمرہ میں طواف اور صفا و مروہ کی سعی بھی ہمارے لئے جسمانی و روحانی راحت وسکون کا سامان کرتی ہے اسلام کے فطری مذہب ہونے کا یہ ایک کھلا ثبوت ہے۔

ادا کی جانے والی نمازوں پر بھی غور کیجئے تو اندازہ ہوگا کہ قِیام، رکوع وسجود میں جسم کے تمام جوڑ متحرک رہتے ہیں، اعتدال سے پاکیزہ غذائیں کھانے اور توجہ سے نماز ادا کرنے والے جوڑوں کی تکلیف سے محفوظ رہتے ہیں۔

جس دباؤ اور اعصابی کشیدگی کا آج پوری تہذیب رونا رو رہی ہے، اس کا علاج یہی ہے کہ انسان چلے اور خوب چلے۔

علم وتحقیق کرنے والوں کی طرف آیئے تو ایک دو نہیں، کئی ماہر نفسیات بتاتے ہیں کہ وہ خود یہ ورزش 15-20 سال سے کر رہے ہیں، ان کے مطابق یہ ایک بہترین علاج ہے اور اس طریق علاج سے حسب ذیل ذہنی اور دماغی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

☆ ذہنی انتشار دُور ہوتا ہے۔ ☆ کشیدگی یعنی ٹینشن کم ہو جاتی ہے۔ ☆ ڈپریشن سے نجات ملتی ہے۔

☆ خود اعتمادی میں اِضافہ اور احساس کمتری ختم ہوتی ہے۔ ☆ اُمید اور حوصلہ بڑھتا ہے۔

☆ توانائی بڑھتی ہے۔

ان ماہرین کا اصرار ہے کہ کہنے کو چلنا محض ایک سیدھی سادی ورزش ہے لیکن ذہن وجسم کو اس سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو اسے اختیار کرتے ہیں، انسانی مزاج و کیفیات پر اس کے بڑے اہم اور حیرت انگیز مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ڈیوک یونیورسٹی کے پروفیسر جیمز اسپائرز 29 سال کی ایک خاتون کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جو بہت موٹی تھی اور ذہنی پستی اور دباؤ نے اسے چڑ مرا کر کے رکھ دیا تھا وہ ہر معالج کی دہلیز چھو آئی تھی لیکن نجات کسی کے علاج میں نہ مل سکی یہاں تک کہ ایک معالج نے اسے سمجھایا کہ دواؤں سے اس کا علاج ممکن نہیں ہے اسے صحت صرف اس صورت میں مل سکتی ہے کہ اس کا وزن کم ہو جس کا علاج صرف پیدل چلنا اور اعتدال کے ساتھ وزن برداری ہے۔ سخت مایوسی کا شکار اس خاتون نے اس مشورے پر عمل کر کے اپنے وزن میں 100 پونڈ کمی کر لی جس سے اس کا ذہنی دباؤ اور بوجھ بھی رخصت ہو گیا اور زندگی اس کے لئے ایک بار پھر خوشگوار ہو گئی۔

ایک اور ماہر کا دعویٰ ہے کہ ان کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ ورزش اور خاص طور پر باقاعدہ چلنے سے ڈپریشن کے شکار صحت مند افراد بھی اس تکلیف سے نجات پا کر اپنی زندگی میں ایک نیا حوصلہ اور رنگ بھر لیتے ہیں ان کے مطابق یہ ورزش تیز دواؤں سے زیادہ موثر اور شفا بخش ثابت ہوتی ہے۔

پروفیسر رابرٹ تھیئر کے مطابق یہ ورزش تیز دواؤں سے زیادہ موثر اور شفا بخش ثابت ہوتی ہے، پروفیسر رابرٹ تھیئر کے مطابق تیراکی، دوڑنے اور چلنے کی ورزشوں میں شفاء بخشی کی بڑی صلاحیت ہوتی ہے ان میں سے ہر ورزش جسم و ذہن کی منتشر صلاحیتوں اور توانائیوں کو بحال کرنے کی طاقت و تاثیر رکھتی ہے، اس سے بڑے اہم مجموعی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ورزش سے جسم کی تمام صلاحیتیں چمک اُٹھتی ہیں، استحالہ (میٹا بولزم) بڑھ جاتا ہے قلب کی سستی دُور ہو کر اس کی رفتار مستحکم اور توانا ہوتی ہے جس سے دماغ روشن ہو جاتا ہے، عضلات کی کشیدگی دُور ہو جاتی ہے جسم میں اہل ہارمونی رطوبتوں کی تیاری پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، دماغ اور اعصاب میں توانائی کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں، سوچ اور طرزِ عمل میں بہتر اور خوشگوار تبدیلی آجاتی ہے اور یوں انسان ایک مرتبہ پھر توانا، صحت مند اور آسودہ ہو جاتا ہے۔

پروفیسر تھیئر کا تعلق کیلی فورنیا اسٹیٹ یونیورسٹی سے ہے ان کا اصرار ہے کہ ہر مخلص معالج کا یہ فرض ہے کہ وہ ڈپریشن کے شکار افراد کے لئے سب سے پہلے ورزش کا پروگرام تجویز کرے، ورزش ہر صحت مند انسان کے لئے بھی بہترین اور مفید ہوتی ہے اور پیدل چلنا سب سے آسان، سستی اور بہترین ورزش ہے۔

کُرسی نشین مت بنئے

بہت دیر تک ایک ہی جگہ جم کر بیٹھے رہنا انتہائی مضر ہے جس کی بدولت ہر قسم کی بیماری گھیر لیتی ہے، بواسیر کو بعض زبانوں میں بیٹھنے کے مرض کو کہتے ہیں کیونکہ بواسیر پیدل چلنے والوں کو بہت ہی کم ہوتی ہے بہر حال جن کا زیادہ تر بیٹھنے کا کام ہے وہ بھی کچھ وقفہ وقفہ کے بعد چند قدم چل پھر لیا کریں تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ کچھ لوگ کچھ بھی نہیں کرتے بلکہ اپنے ہاتھ سے معمولی سا کام کرنا بھی توہین سمجھتے ہیں ایسا کرنا بیماریوں کو دعوت دینے کے برابر ہے یہ تو اور بھی بُری بات ہے کہ انسان چند گز کے فاصلے پر جانے کے لئے بھی سواری اختیار کرے اس قسم کے لوگ پیٹ کے امراض میں ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں، ہر وقت ملائم گدوں پر بیٹھنے یا ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں آرام کرنا صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ قیمتی اور عمدہ چیزیں خواہ کتنی کھائیں مگر وہ ہضم نہ ہوں تو سب بیکار ہیں بلکہ اُلٹا طبیعت پر بوجھ ہو جاتی ہیں یہ آرام طلبی اور کاہلی کی وجہ سے ہے۔ اونچی کرسی سے جھولنے والی کرسی تک، سب بیٹھنے ہی کا کام دیتی ہیں، کرسی پر بیٹھ کر خواہ ڈیسک پر جھکے ہوئے یا ٹی وی کے سامنے بے ہنگم طریقے سے بیٹھ کر ہم بہت سا وقت بیٹھے بیٹھے گزارتے ہیں اور کرسی خواہ آرام دہ کرسی ہی کیوں نہ ہو جسم کے لئے عذاب ہے۔

نیویارک میں نساؤ کاؤنٹی میڈیکل سنٹر کے شعبہ فزیکل میڈیسن اور ری ہیلی ٹیشن کے سربراہ کہتے ہیں، جب آپ بیٹھے ہوں تو ریڑھ کی ہڈی پر کھڑے ہونے کی نسبت زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔ اس کی وضاحت یہ کرتے ہیں کہ کھڑے ہونے کی صورت میں پٹھے از خود سینکڑوں پونڈ قوت صرف کر دیتے ہیں لیکن بیٹھے ہوئے اس سے کہیں زیادہ قوت خرچ ہو جاتی ہے اور اس قوت سے زیادہ قوت خرچ ہو جاتی ہے اور اس قوت کا زیادہ تر حصّہ ٹھیک ریڑھ کی ہڈی سے خارج ہوتا ہے، خصوصاً اگر آپ جھک کر بیٹھنے کی عام (لیکن بُری) عادت میں مبتلا ہوں تو اس قوت کا اخراج اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

لیکن یہ نہ سمجھئے کہ آپ کے پٹھے ریڑھ کی ہڈی کو نقصان پہنچانے کی صورت میں کوئی وظیفہ یا جسمانی ادا کرتے ہیں نہیں ایسا نہیں ہے، بقول ڈاکٹر فریڈ مین بیٹھے ہونے کی حالت میں اکثر اعصاب بے عمل ہو کر رہ جاتے ہیں، وہ مزید وضاحت کرتے ہوئے بتاتے ہیں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بے عمل پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں، پیٹ کے اعصاب سے زیادہ شکمی اعصاب ریڑھ کی ہڈی کو سہارا دیتے ہیں، بیٹھے رہنے کے باعث شکمی اور اعصاب کمزور پڑ جائیں تو یہ سہارا بھی مضبوط نہیں رہتا، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بے چینی اور کمر کا درد رہنے لگتا ہے۔

خوبصورت بننے کے راز

دُنیا میں ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا چہرہ خوبصورت، شاداں اور پر کشش نظر آئے اس مقصد کے لئے ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کام لیتا ہے کچھ لوگ کریم پاؤڈر اور خوشبوئیں وغیرہ زیادہ استعمال کرتے ہیں، اگر چہ بظاہر اس سے چہرہ خوبصورت نظر آتا ہے لیکن آہستہ آہستہ چہرے کی جلد خراب ہونے لگتی ہے اور پھر کریم پاؤڈر سے بھی بات نہیں بنتی۔ کچھ لوگ حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق زندگی گزارتے ہیں تا کہ خون کا دوران ٹھیک رہے اور چہرے پر بشاشت اور شگفتگی نظر آئے یہ طریقہ پہلے سے زیادہ بہتر اور یقینی ہے لیکن آج ہم آپ کو ایک ایسا نسخہ بتاتے ہیں جس پر کچھ خرچ نہیں آتا اور عمر کے ساتھ ساتھ آپ کے چہرے کی نورانیت گھٹنے کے بجائے بڑھتی چلی جائے گی بشرطیکہ آپ اس نسخہ کو آج ہی سے استعمال کرنا شروع کر دیں اور زندگی کے کسی حصّہ میں بالکل ترک نہ کریں نسخہ متبرکہ یہ ہے۔

۱۔ روزانہ صبح صبح قرآنِ پاک تلاوت کیا کریں کیونکہ یہ اللہ عزّ وجل کا کلام ہے اور اس میں ایک ایسا نور ہے جو آپ کے چہرے کو نورانی بنادے گا اور دُنیا کا کوئی پاؤڈر وغیرہ ایسا نہیں کرسکتا۔

۲۔ نمازیں با قاعدہ پڑھیں اور سجدے کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے کہ انسان اپنے ربّ کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے چونکہ اللہ عزّ وجل کی صفات نور ہے اور نماز میں آدمی اللہ عزّ وجل کے نور کے قریب ہوجاتا ہے اس لئے جب بار بار نور کے قریب پہنچتا رہتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کا چہرہ نورانی ہونے لگتا ہے۔

۳۔ اپنے چہرے پر ایک مٹھی داڑھی سجائیں اس پاکیزہ اور پیاری سنّت کی بَرَکت سے اِن شاءَ اللہ عزّ وجل آپ کے چہرے کی آب وتاب بڑھے گی، کیونکہ حدیثِ مبارکہ میں ہے داڑھی بڑھاؤ اور یہودیوں جیسی صورت مت بناؤ۔

تو جو بدنصیب اس دُنیا کی زِینت کی خاطر اللہ عزّ وجل کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں جیسی شکل بنائے تو وہ کتنا نافرمان اور گنہگار چہرہ ہے اور فقہائے کرام کے نزدیک داڑھی منڈانا حرام ہے تو یہ حرام فعل کرنے والوں کے چہرے پر نورانیت بھلا کیسے آئے گی؟۔۔کتنی بدبختی ہے ان لوگوں کی کہ شیطان نے بس یہی ذِہن بنادیا ہے کہ داڑھی اور عمامہ تو صِرف مولویوں کا کام ہے۔

تو میرے پیارے اسلامی بھائیو! آؤ میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ جس کا ہم سب نے کلمہ پڑھا ہے ان کے چہرۂ انور کی طرف تو نظر دوڑاؤ کہ ان کے چہرۂ اقدس پر کتنی رَحمت بھری داڑھی لہرارہی ہے، کیسا نورانی عمامہ شریف ان کے حسن کو دوبالا کررہا ہے، کیسی حسین زُلفیں ان کے شانوں کے بوسے لے رہی ہے تو اب آپ بتایئے کہ یہ کس کا کام ہے اور کس کی نقل ہے۔

۴۔ اپنے دِل میں ہر وَقت اللہ عزَّ وجل کا ذِکر اور مدینے کے مہکے مہکے تصوُّر میں گم رہیں تا کہ آپ کا دِل اس کی مقدّس یادوں سے بھر جائے پھر آپ کا چہرہ خود بخود منور ہونے لگے گا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بلب جب روشن ہوتا ہے تو اس کا شیڈ (ڈھکنا) بھی روشن نظر آتا ہے جب ہمارا دِل روشن ہوگا تو اِن شاءَ اللہ عزَّ وجل ہمارا چہرہ بھی یقیناً روشن ہوگا۔

۵۔ اپنے ماں باپ، بُزرگوں اور متقی لوگوں کو محبت کی نظر سے دیکھا کریں اِن شاءَ اللہ عزَّ وجل اس سے بھی آپکا چہرہ روشن ہوگا۔

یہ باتیں ہم آپ کو اس لئے بتا رہے ہیں کہ آپ ابھی سے ان پر عمل کرنا شروع کر دیں تا کہ آپ کا چہرہ جگمگاتا ہوا نظر آئے۔ اگر خدانخواستہ آپ نمازوں سے دُور پڑے رہے، تلاوت کلام پاک کو بھی چھوڑ دیا، داڑھی بھی اپنے چہرہ پر نہ سجائی اور اپنے دِل میں اللہ عزَّ وجل اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے بجائے دُنیا کے محبوبوں کو جگہ دی پھر لاکھ کریمیں اور پاوڈر بھی استعمال کرتے رہیں آپ کے چہرہ پر نحوست طاری ہوتی جائے گی اور جوں جوں عمر بڑھے گی حتیٰ کہ بڑھاپے میں بھی آپ کا چہرہ بھیانک اور خوفناک دِکھائی دے گا۔ (العیاذ باللہ)

شادماں زِندگی کا راز

۱۔ ہر وقت اللہ عزَّ وجل کا خوف دِل میں رکھئے کیونکہ مومن وہ ہے کہ جس کے سامنے اللہ عزَّ وجل کا ذِکر کیا جاتا ہے اور اس کا دِل ڈر جائے اور جب اس کے سامنے اللہ عزَّ وجل کا کلام پڑھا جائے تو ان کے ایمان میں اِضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہمیشہ سرشار رہئے کیونکہ سب سے بڑی دولت مسلمان کی یہی ہے۔

۳۔ کسی مصیبت کے وَقت صبر کرنا اور ثواب کی اُمید رکھنا جنّت میں لے جاتا ہے۔

۴۔ سچ کو اِختیار کیجئے، سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے اور نیکی جنّت میں لے جاتی ہے۔

۵۔ تمام گناہوں سے بچنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ زَبان کو احتیاط سے چلائیں۔

۶۔ زَبان کی سختی اللہ عزَّ وجل کو پسند نہیں اسی لئے زَبان میں شاید ہڈی نہیں۔

۷۔ تکبر سے بچئے بلکہ اللہ عزَّ وجل کو یہ ناپسند ہے متکبر کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

۸۔ بدگمانی سے بچئے اور دوسروں کے بھید نہ ٹٹولئے۔

۹۔ اپنے دِل و دماغ اور تمام صلاحیتوں کو ہمیشہ نیک خیالات اور اچھے کاموں میں مشغول رکھئے۔

۱۰۔ صبح و شام اپنے اعمال اور خیالات کا محاسبہ کرتے رہئے۔

۱۱۔ بُری صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور فضول گفتگو سے خاموشی فائدہ مند ہے۔

۱۲۔ کسی کی بے بسی پر ہرگز نہ ہنسئے، خدا جانتا ہے شاید کسی وقت آپ بھی بے بس ہو جائیں۔

۱۳۔ اپنی خواہشات اور ضروریات کو جتنا کم کرسکیں ضرور کریں کیونکہ اس میں بہتری اور خوشحالی کا راز ہے۔

۱۴۔ جان بوجھ کر حق کو باطل کے ساتھ مت ملایئے اور نہ حق کو چھپایئے۔

۱۵۔ اگر دشمن کو دوست بنانا اور خود اقبال مند بننا چاہتے ہو تو بدی کا جواب نیکی سے دو۔

۱۶۔ سخت دِل اور تنگ خونہ بنیں ورنہ لوگ تم سے دُور ہو جائیں گے۔

۱۷۔ دوسروں کے عیبوں پر چشم پوشی کیجئے خدا تعالیٰ آپ کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا۔

۱۸۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہئے اور اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کا پختہ وعدہ کیجئے۔

۱۹۔ حیاء اور ایمان ساتھ ساتھ ہیں جب ایک چیز گئی تو سمجھ جایئے دوسری بھی گئی۔

۲۰۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

احساس کمتری سے نَجات

موجودہ دَور میں نفسیاتی دباؤ کی بڑی اہم وجہ احساسِ کمتری ہے، کمتری کا احساس کسی بھی وجہ سے پیدا ہوسکتا ہے، درج ذیل امور احساسِ کمتری کو کم کرسکتے ہیں۔

☆ اگر آپ کو جسمانی کمزوری کا احساس ہے تو صحت بنانے پر توجہ کیجئے اگر کم علمی کا احساس ہے تو اچھی کتابوں کا مطالعہ کیجئے، اگر شکل وصورت میں کمتری کا احساس ہے تو لباس پر توجہ دیجئے قیمتی اور بھڑکیلا لباس کی بجائے سادہ اور دیدہ زیب لباس شخصیت کو جاذب نظر بناتا ہے۔

☆ اگر آپ کو دوستوں کی کمی کا احساس ہے تو تنہائی سے نکل کر ایسی محفلوں میں جانا شروع کردیجئے جہاں ملنے جلنے کے مواقع ہوں جس سے ملئے خوش اخلاقی کے ساتھ، جس سے بات کیجئے اس کی خوبیوں کو سراہئے اس سے اپنے بارے میں نہیں بلکہ اس کے بارے میں پوچھئے۔

☆ ہمیشہ قابل اور صاحب علم اشخاص کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے ان سے ہر ممکن آپ کو فیض ملے گا ان کی گفتگو، ان کا طرزِ عمل ان کی فہم ودانش اور ان کا اندازِ گفتگو سے ہر چیز آپ سیکھ سکتے ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ صحبت انسان کو اپنے سانچے میں ڈال لیتی ہے لہٰذا اچھی صحبت اختیار کرنے میں بے بہا فائدے ہیں۔

☆ کسی کی عظمت سے اپنی کمتری کا احساس کرنے کی بجائے کیا ہم اس کی عظمت سے محبت نہیں کرسکتے؟ بلاشبہ کرسکتے ہیں دوسروں کی خوبیوں اور صلاحیتوں کا بہترین اعتراف اس سے محبت کرکے ہی کیا جاسکتا ہے یہی احساس کمتری کا بہترین علاج ہے۔

☆ بہت زیادہ توقعات اور حد سے زیادہ خواہشات مسرتوں کی راہ میں ایک رکاوٹ بن جاتی ہے زندگی میں وہی لوگ مایوسیوں کا شکار ہوتے ہیں جو کچھ کرنے کے بجائے صرف آرزو کرتے ہیں۔

☆ بار بار ناکامی کے باؤجود بھی اس وقت تک کوشش کرتے رہنا چاہئے جب تک کامیابی نہ ہو ہر ناکامی پر ایک جذبہ کامرانی بڑھ جاتا ہے اسی یقین پر کہ ایک دِن ضرور کامیابی ہوگی۔

☆ اور آخر میں اہم ترین بات یہ ہے کہ کسی کی طرح بننے کی کوشش مت کیجئے بلکہ اپنی ذات کو اس سے بہتر نمونہ بنانے کی کوشش کیجئے اور یہ اپنی قدر شناسی کے بغیر ممکن نہیں۔

احساس کمتری میں لوگ اکثر اوقات دوسروں کی کامیابی کو بڑھا چڑھا کر دیکھتے ہیں اور اپنی کامیابیاں انہیں بہت حقیر اور کمتر محسوس ہوتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ اپنی قدر و قیمت کا اس طرح کم اندازہ لگانا ہی احساس کمتری پیدا کرنے کا بڑی حد تک ذِمہ دار ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اب تک یہی محسوس کرتے ہوں کہ مجھ میں کوئی برتری سرے سے ہے ہی نہیں؟ لیکن اپنا گہرا ناقدانہ جائزہ لینے پر آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ نے اپنے اور دوسروں کے لئے بہت اونچا معیار قائم کر رکھا ہے اور جب آپ اس معیار کو پہنچنے کے قابل نہیں ہوتے تو کچھ کرنے کے بجائے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور دوسروں پر تنقید کرنے یا اپنی ناکامیوں پر خود کو ملامت کرنے ہی میں عافیت تلاش کرتے ہیں۔

خود اعتمادی

خود اعتمادی کے بغیر آپ نہ اپنے لئے کچھ کر سکتے ہیں نہ دوسروں کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں اور خود اعتمادی ہو تو زندگی خوشگوار بن سکتی ہے۔ جب آپ اپنے متعلق یہ سوچتے ہیں کہ میں یہ نہیں کر سکتا، میں وہ نہیں کر سکتا تو اپنے منفی رویے کو اور زیادہ مستحکم بنا دیتے ہیں یہ سوچ آپ کو ایسے نئے تجربات سے استفادہ کرنے کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے اور آپ کی کامیابی کی راہ مسدود ہو جاتی ہے۔ آپ میں اگر خود اعتمادی کی کمی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ذہن میں اپنی شخصیت کا غلط خاکہ قائم کر رکھا ہے اپنی شخصیت کا غیر جانبدارانہ اور حقیقی اندازہ لگایئے، صحیح تجزیہ کیجئے تا کہ اپنی حقیقی تصویر سامنے آسکے اس طرح اعتماد بحال ہوگا۔

جب آپ کو ذہن کے آئینے میں اپنی حقیقی تصویر نظر آنے لگے اور اس طرح خود اعتمادی بحال ہونے لگے تو آپ کو خود یہ اندازہ ہونے لگے گا کہ کن وجوہات کی بنا پر آپ کی خود اعتمادی ختم ہوئی تھی؟ آپ محسوس کرنے لگیں گے کہ دوسروں کے کہنے اور نکتہ چینی کی بناء پر آپ نے خود اس تصویر کو دھندلا دیا تھا اور اپنی شخصیت کے متعلق شک وشبہ اور اُلجھنوں میں مبتلا ہو گئے تھے آپکو اس نادان دوست کی ابتوں پر توجہ دینے کی ضرورت نہیں جو یہ کہتا ہے کہ اسے آپ کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔ آپ کی خوبیوں، صلاحیتوں اور کمزوری کے بارے میں وہ جو بھی تنقید کرتا ہے اسے بالکل نظر انداز کر دیجئے۔

قابلِ توجہ صرف بات وہ ہے جس کا اندازہ آپ نے ذاتی تجربے کے ذریعے کیا ہے، درحقیقت خوداعتمادی آپ کو اس قابل بناتی ہے کہ عام تنقید کو بے پروائی کے ساتھ روک دیں اور مفید مشوروں کو شکریہ کے ساتھ قبول کرلیں۔ آپ کو تنقید اور نکتہ چینی کا تجزیہ غیر جذباتی ہوکر کرنا چاہئے، جو لوگ نکتہ چینی سے بدحواس یا پریشان ہوجاتے ہیں وہ اعتماد کی کمی کا شکار ہیں۔ اگر یہ نکتہ چینی دُرست اور تنقید تعمیری ہے تو اس پر غور کیجئے اور اس کی روشنی میں اپنا رویہ دُرست کرنے کی کوشش کیجئے۔

سگریٹ نوشی کے نقصانات

سگریٹ نوشی ایسا دروازہ ہے جو نشہ کی دُنیا میں لے جاتا ہے، ہر نشہ کرنے والا پہلے سگریٹ پیتا ہے اور بعد میں دیگر نشہ آور چیزوں کا شکار ہوکر موت کے مُنہ میں چلا جاتا ہے اور ایسے بھی لوگ دیکھنے میں آتے ہیں جو 80 تا 100 سگریٹ روزانہ پیتے ہیں ان کی سانس کی نالیوں میں نکوٹین تہہ در تہہ جمی رہتی ہے اس سے پھیپھڑوں میں زخم پیدا ہوجاتے ہیں سگریٹ پینے والا آکسیجن گیس کا خاتمہ کرتا جاتا ہے زیادہ نقصان انہیں پہنچتا ہے جو سگریٹ پینے والے کے پاس بیٹھے ہیں ان کا دھواں اس کے پھیپھڑوں میں جاکر خرابیاں پیدا کرتا ہے۔ اگر ٹی۔ بی والے سگریٹ نوش کا دھواں کسی اور کے پھیپھڑوں میں چلا جائے تو سوچیں اس غریب کا کیا حال ہوگا۔

میٹریا میڈیکا میں ڈاکٹر جیلانی نے تحریر کیا ہے کہ تمباکو سے خون کا دباؤ گھٹ جاتا ہے اور اس کی زیادتی سے قوما اور موت واقع ہوسکتی ہے سگریٹ نوشی کرنے سے تپ دق (ٹی بی) کا ڈر ہوتا ہے سانس کی نالیاں تنگ ہوکر دمہ کا خطرہ بھی ہوتا ہے علاوہ ازیں نیند میں کمی واقع ہوجاتی ہے ضعف باہ بھی ہوجاتا ہے جسم میں وٹامنز کی شدید کمی گلے کی سوزش اور معدہ کی نالی میں خراش واقع ہوجاتی ہے۔

امراض قلب اور ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کے لئے تمباکو نوشی انتہائی مضر ہے دانت سیاہ ہوجاتے ہیں زبان پر زخم بن جاتے ہیں مُنہ کے اعضاء یا پھیپھڑوں میں سرطان پیدا ہوجاتا ہے جس سے سگریٹ نوش طبعی موت مرنے سے پہلے مرجاتا ہے۔ سگریٹ پینے والے کا مزاج گرم رہتا ہے گھر میں بیوی بچوں یا ماں باپ سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے اور دفتر میں اپنے ساتھیوں پر سختی کرتا ہے ایسا آدمی معاشرے اور مذہب سے ہٹ کر رہ جاتا ہے اسی وجہ سے کسی کو ملنے ملانے سے کتراتا ہے کہ دوستوں میں بیٹھ کر دھواں چھوڑوں گا تو وہ نفرت کریں گے۔

رمضان المبارک کے روزے سگریٹ پینے والے کم ہی رکھتے ہیں کیونکہ سگریٹ کے دھوئیں سے طویل جدائی انہیں برداشت نہیں ہوتی ایسے بدقسمت اور کم ظرف لوگ نماز، روزہ بھی چھوڑ دیتے ہیں مگر سگریٹ نہیں چھوڑ سکتے، تمباکو نوشی کرنے والے بسوں میں صحیح طور پر سفر نہیں کرسکتا کہ جب بھی سگریٹ سلگائی جائے تو عورتیں ٹوک دیتی ہیں کہ ہمیں قے آتی ہے سگریٹ پینا بند کرو اس نامراد سگریٹ کی وجہ سے اُلٹی سیدھی باتیں سننا پڑتی ہیں۔

مضر صحت عوامل

۱۔ فضائی آلودگی ذی نفس چیزوں کے لئے نہایت مضر اثرات رکھتی ہے گاڑیوں اور کارخانوں کے دھوئیں کاربن مونو آکسائیڈ کی بہت زیادہ مقدار ہوا میں ملا رہے ہیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی زہریلی گیس جو کیمیکلز فیکٹریوں سے خارج ہوتی ہے ہم سانس لیتے ہوئے جہاں آکسیجن پھیپھڑوں میں پہنچاتے ہیں وہاں بہت سی مضر صحت گیسیں بھی ہمارے اندر چلی جاتی ہیں۔

۲۔ فضائی آلودگی سے جو امراض بڑھ گئے ہیں ان میں سرطان پھیپھڑوں کے امراض اور جلدی امراض خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں چند سال ہوئے جب لاہور میں سیلاب آیا تھا بہت سی فیکٹریوں کے کیمیکل پانی میں مل گئے۔ علاوہ ازیں انسانی اور حیوانی لاشوں کا تعفن بھی اس بات کا باعث بنا کہ جلدی امراض وبائی صورت میں پیدا ہوئے اور ساتھ ساتھ آنکھوں کی بیماریاں بھی کثرت سے ظاہر ہوئیں۔

۳۔ اس طرح کراچی کے ساحل پر لنگر انداز ایک غیر ملکی جہاز نے اپنا سکریپ سمندر میں پھینکا اس سکریپ میں تابکار اجزاء بھی شامل تھے جس کی بدولت ہزاروں مچھلیاں اندھی ہو کر مر گئیں اور ساحل پر جا لگیں ان مردہ مچھلیوں نے فضا کو اتنا آلودہ کیا کہ پاکستان کے اکثر مقامات پر لوگ آنکھوں کی جلن اور سوزش اور سرخی کا شکار ہو گئے اس بیماری کو وائرس انفکشن سے موسوم کیا گیا یہ وائرس تابکاری ماحول میں تیزی سے پرورش پاتا ہے، اس کے علاوہ متعفن اور گندی آب و ہوا میں اس کی نشو و نما زیادہ ہوتی ہے، فی الحال کوئی ایسی دوائی ایجاد نہیں ہوئی جو اس پر اثر انداز ہو سکے البتہ بعض لوگوں نے اپنا تجربہ بیان کیا کہ جو لوگ اس دوران آک کے پتے کھاتے رہے وہ آشوب چشم کا شکار نہیں ہوئے اور اگر اس کے باوجود بھی کوئی آنکھ کی سوزشوں کا شکار ہوتا اس کی علامات میں بہت زیادہ کمی رہی اور وہ جلد اچھا ہو گیا۔

۴۔ سگریٹ پینے والے حضرات اپنی تباہی تو کرتے ہیں ساتھ ہی ساتھ آکسیجن کو جلا کر دوسرے لوگوں کیلئے بھی بربادی کا گڑھا کھودتے ہیں سگریٹ کے دھوئیں سے آس پاس بیٹھے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں سگریٹ نوشی کرنے والے کے بیوی بچوں میں کینسر کا اسی طرح خطرہ ہوتا ہے جس طرح سگریٹ پینے والے کو۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ سفر کے دَوران اپنے پاس کسی کو سگریٹ نہ پینے دیں ورنہ آپ سگریٹ نہ پینے کے باوجود بھی ان بیماریوں کا شکار ہو جائیں گے تو تمبا کو نوشی سے لاحق ہوتی ہیں۔

۵۔ لاہور جیسے شہر میں جہاں ہر چوک پر ٹریفک کا سپاہی کھڑا ہوتا ہے ایسی بہت سی گاڑیاں روزانہ دیکھنے میں آتی ہیں جو اتنا دھواں چھوڑتی ہیں کہ جہاں سے گزرتی ہیں سیاہ بادل بکھیرتی جاتی ہیں انہیں روکنے والا کوئی نہیں سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق اگر آلودگی اسی طرح پھیلتی رہتی تو کل کو دُنیا کے تمام ممالک کے موسم بدل جائیں گے اور جو علاقے اس وقت سرسبز و شاداب اور زرخیز ہیں آنے والے کل میں بنجر ہو کر بے آباد ہو جائیں گے۔

مضر صحت باتیں

صحت کو جہاں دوسرے خطرے لاحق ہیں وہاں خورد و نوش کے طریقہ کار میں تبدیلیوں نے صحت کا دیوالیہ کرنا شروع کر دیا ہے۔

۱۔ ہم روٹی کا رنگ سفید بنانے کے لئے اس میں سے چوکر (چھان) نکال دیتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ اصل غذائیت اور طاقت گندم کے چھان میں ہے اس لئے گندم خود خرید کر پسوائیں اور بغیر چھانیں استعمال کرنی چاہئے۔

۲۔ سرخ مرچ کا استعمال ہمارے ہاں تمام دُنیا سے زیادہ ہے جس طرح زبان پر یہ جلن پیدا کرتی ہے اس سے کہیں زیادہ معدہ میں خراش پیدا کرتی ہے بواسیر کا شکار وہی لوگ ہوتے ہیں جو لال مرچ کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

۳۔ نوجوانوں اور لڑکیوں میں گرمی کی شکایت ڈالڈا گھی اور لال مرچ کے زیادہ استعمال سے پیدا ہوتی ہے اس لئے ہر نوجوان کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد نظر آتا ہے اس وقت نوجوانوں کی نسبت بوڑھوں کے چہرے بارونق نظر آتے ہیں، گرم مصالحہ جات سرخ مرچیں اور ڈالڈا گھی اس مرکز میں ہیجان پیدا کرتے ہیں جو جنسی بے راہ روی کا باعث بنتا ہے، مزید ویڈیو اور وی۔سی۔آر کی مہربانی سے یہ دلدل اتنی گہری ہوگئی ہے کہ جس میں ڈوب کر کوئی بھی سلامتی سے باہر نہیں نکل سکتا۔

۴۔ ڈالڈا گھی کے علاوہ سفید چینی میٹھا زہر ہے جب سے چینی کا استعمال شروع ہوا ہے دِل، معدہ اور جگر اور گردے بے حال ہو گئے ہیں ان اعضاء کا حال اس گاڑی کا ہو گیا ہے جو پٹرول سے چلتی ہو اور اس میں سپر پٹرول کی بجائے ڈیزل ڈال دیا جائے یا مٹی کے تیل کے چولہے کو دیسی گھی سے جلانے کی کوشش کی جائے۔

ڈالڈا گھی صحت کے لئے چکنا زہر ہے خصوصاً اس میں شامل وہ اجزاء جو اسے سفید کرنے کے لئے ملائے جاتے ہیں، معدہ کا السر (زخم معدہ) پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اگر ڈالڈا گھی کے بجائے سورج مکھی، مکئ اور زیتون کے تیل کو رواج دیا جائے تو بہت سی بیماریاں ہمارا پیچھا چھوڑ سکتی ہیں۔

۵۔ غریب اور متوسط طبقوں میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ان کے کھانے پینے کی اشیاء کھلی پڑی رہتی ہیں اور مکھیاں ان پر رقص کرتی رہتی ہیں مکھی میں قدرت نے عجیب قوت مدافعت پیدا کی ہے کہ یہ مختلف جراثیموں کو اپنے جسم میں لگائے اُڑتی ہیں خود جراثیم کا شکار ہو کر بیمار نہیں ہوتیں دوسروں کو بیمار کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں یہ جس چیز پر بیٹھ جائیں جراثیموں کو اس چیز تک پہنچا دیتی ہیں اور وہ چیز کھانے والا بیمار ہو جاتا ہے اس لئے کھانے پینے کی چیزوں کو ہمیشہ ڈھک کر رکھنا چاہئے۔

۶۔ ایک عادت یہ بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ کھانے کے درمیان بار بار پانی پیا جاتا ہے جس سے معدہ کا جوس صحیح طریقے سے غذا کو ہضم نہیں کر سکتا الٹا گیس اور بدہضمی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے پانی ہمیشہ کھانے کے تقریباً آدھ گھنٹہ بعد پینا چاہئے اگر کھانے کے درمیان میں لازمی پینا ہو تو بہت کم مقدار میں پینا چاہئے۔

۷۔ زِیادہ گوشت کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ گوشت بہت سی بیماریاں پیدا کرتا ہے جو گوشت ہم بازار سے خریدتے ہیں یہ سرطان پیدا کرتا ہے گوشت کا بدل پروٹین کے لحاظ سے ماش کی دال ہے ہندوستان کے لاکھوں ہندو گوشت کی بجائے ماش کی دال استعمال کر کے پروٹین کی کمی کا ازالہ کرتے ہیں۔اگر گوشت استعمال کرنا ضروری ہو تو مرغ یا مچھلی کا گوشت کھائیں اگر تیتر یا بٹیر مل جائے تو وہ بھی بہتر ہے۔

موٹاپا پر کنٹرول

موٹاپے کا تسلی بخش اور بے ضرر علاج وکنٹرول دو باتوں پر منحصر ہے ایک یہ کہ جسم کو ایسی غذا کی رسد میں کمی کر دی جائے جو موٹاپے کا باعث بنتی ہے۔

دوسری بات یہ یاد رکھیں کہ مناسب ورزش سے غذا سے حاصل ہونے والی فالتو توانائی کو ورزش کے ذریعے خرچ کر دیا جائے کیونکہ ورزش کرنے سے جسم جتنی تیزی سے حرکت کرے گا اتنی ہی تیزی سے غذا سے حاصل ہونے والے فالتو حرارے خرچ ہوں گے اور جسم سے فالتو چربی پگھل کر پیشاب اور جلد کے ذریعے خارج ہو جائے گی ورزش مختلف طریقوں سے آپ کر سکتے ہیں ورزش ایک ایسا ڈاکٹر ہے جو آپ کو بغیر کسی دوا کے ان تمام امراض سے نجات دلا سکتا ہے خوراک پر کنٹرول اور مناسب ورزش ایسے دو میزائل ہیں جو موٹاپے کو نیست و نابود کر دیتے ہیں۔

یہاں ورزش سے مراد پہلوانی قسم کی ورزش نہیں بلکہ ہلکی پھلکی ورزش ہے، نماز کی باقاعدگی عبادت کے ساتھ ساتھ ایک ہلکی پھلکی ورزش بھی ہے۔

☆ صبح کی سیر ایک بہترین ہلکی پھلکی ورزش ہے شروع میں کم فاصلہ طے کریں بعد میں ایک کلومیٹر تک فاصلہ تیز تیز چلتے ہوئے پورا کریں۔

☆ ایک رسہ لے کر اسے چھت یا دروازے کے کنڈے کے ساتھ باندھ دیں اب اس رسے کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑلیں اور بار بار نیچے بیٹھیں اور کھڑے ہوں اُٹھتے بیٹھتے وقت آپ کا سارا زور اس پر ہونا چاہئے۔

☆ اگر آپ کا پیٹ بڑھا ہوا ہے تو سیدھے کھڑے ہو کر ہاتھوں سے پاؤں کو چھونے کی ورزش کریں۔

☆ ایک جگہ کھڑے ہو کر پاؤں اور بازوؤں کو اس طرح حرکت دیں جیسے آپ دوڑ لگا رہے ہیں۔

☆ اپنے سابقہ معمولات میں تبدیلی لائیں اگر گاڑی کا استعمال کرتے ہیں تو کوشش کریں کہ زِیادہ سے زِیادہ فاصلہ چل کر طے کریں۔

☆ اگر ورزش کرنے سے بھی آپ کا وزن کم نہیں ہو رہا تو یہ اس چیز کی علامت ہے کہ آپ کا جسم فالتو حراروں کو جلانے کے لئے

اتنا متحرک نہیں ہے جتنا وزن کم کرنے کے لئے ورزش کی ضرورت ہے ایسی صورت میں معالج کے مشورہ سے ورزش کرنے کا وقت مزید بڑھا دیں اور خوراک میں حراروں کی مقدار مزید کم کر دیں۔

☆ آپ کو چٹخارے دار کھانوں اور سست رفتار، آرام دہ زندگی سے پرہیز کرنا ہوگا اگر واقعی آپ صحت کی دولت کے متمنی ہیں تو سستی کاہلی اور مرغن غذائیں چھوڑنے کی قربانی دینا پڑے گی اگر چند ماہ کے لئے کچھ پابندیاں قبول کرنی پڑیں تو یہ ہزاروں داوؤں سے بہتر ہے۔

☆ کچھ دِنوں کے لئے روزہ رکھ لیں اور سحری وافطاری میں سبزیوں کا استعمال کریں۔

☆ ہر بار کھانے سے پہلے تین یا دو گلاس سادہ پانی پئیں اس سے پگھلی ہوئی چربی بذریعہ پیشاب خارج ہو جائے گی اور معدہ پانی سے پر ہونے کی وجہ سے کھانا کم کھایا جائے گا اور کولیسٹرول کی جسم میں زیادتی بھی کم ہو جائے گی۔

☆ صرف پھلوں کا استعمال کریں اور کوئی چیز مت کھائیں جب بھی بھوک لگے کوئی بھی پھل تھوڑی مقدار میں کھا لیں اور پھل اس ضمن میں وہ مفید ہے جن میں ترشی پائی جائے۔

☆ ایک یا دو ہفتے صرف سبزیاں ابلی ہوئی استعمال کریں دوسری تمام چیزیں ترک کر دیں سبزیاں وہ استعمال کریں جن میں پھوک زیادہ ہو، ساگ، پالک، میتھی، شلجم وغیرہ۔

☆ ایک ہفتہ متواتر صرف دودھ پئیں اور کوئی چیز استعمال نہ کریں البتہ وٹامن بی کمپلکس کی گولیاں آپ کھا سکتے ہیں۔

☆ جو لوگ باقاعدگی سے وظیفہ زوجیت اعتدال کے ساتھ ادا کرتے ہیں وہ موٹے ہونے سے بچے رہتے ہیں کیونکہ یہ عمل استفراغ سے تعلق رکھتا ہے۔

☆ قبض کا خاص خیال رکھیں کیونکہ اس سے فضلات جسم کا اخراج مزید کم کر دیتا ہے اور غذائی اجزاء لطیف ہو کر خون میں شامل ہو کر موٹاپے اور استسقاء کا باعث بنتے ہیں۔

☆ اگر قبض ہو تو جلاب لینے کی بجائے پھول دار سبزیاں زیادہ استعمال کریں، پانی کا استعمال بھی بڑھا دیں۔

☆ ہر وقت نڈھال ہو کر سوتے رہنا موٹاپا پیدا کرتا ہے اور غذا خرچ ہونے کی بجائے جسم میں چربی بناتی رہتی ہے۔

☆ سورج کی شعائیں جب تیز نہ ہوں اس وقت دھوپ میں بیٹھے رہنا چاہیے دھوپ کی گرمی سے چربی تحلیل ہونا شروع ہو جائے گی اور پسینہ آنے سے موٹاپے میں کمی ہوگی۔

☆ خواتین حضرات سیڑھیاں بار بار چڑھیں اور اتریں یہ عمل متواتر ہونا چاہئے اگر آپ مختلف وقفوں سے روزانہ سو بار بھی سیڑھیاں چڑھیں اور اُتریں گے تو وہ نتائج نہ ملیں گے جو ایک ہی وقت میں متواتر پندرہ بیس دفعہ تیزی کے ساتھ سیڑھیوں

پر اوپر جا کر اور پھر نیچے آ کر حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ پانی کا نل چلانا اور کپڑے ہاتھوں سے مسل کر دھونا بھی ایک ورزش ہے امیر گھرانوں میں اسے معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن صحت کے لئے اور خوبصورتی کے لئے یہ فیشن اور میک اپ سے زیادہ مفید ہے۔

دل کے دورہ کے خطرات

آج کل یہ مرض بہت ترقی کے مراحل طے کر رہا ہے اچانک سینے میں ایک شدید تشنجی دَرد اُٹھے گا، سانس لینے کی جدوجہد کریں گے، مگر سانس آنے کے بجائے دَم نکل جائے گا اور وہ ایک تاریک دُنیا میں ڈوب جائے گا۔

ماہرین اس مرض کا سبب مرغن غذاؤں کا استعمال، نمک زِیادہ استعمال کرنا، سگریٹ نوشی، ورزش کی کمی شامل ہیں اس کے علاوہ اپنی ذات یا زِندگی کے بارے میں ایسی سوچ کا دخل بھی ہے جو بلاوجہ پریشانی اور اضطراب میں مبتلا کرتی ہے۔

آیئے پہلے مرغن غذاؤں کا جائزہ لیتے ہیں، گوشت بالخصوص بہت چکنا بڑا گوشت، تیل پیدا کرنے والی بعض اقسام کی مچھلیاں، انڈے یہ سب چیزیں بہت زِیادہ لحمیات کی حامل ہوتی ہیں جو اچھی صحت کے لئے انتہائی لازمی عنصر کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن انہیں غذاؤں میں بہت زِیادہ مقدار میں روغنی تیزابیت بھی شامل ہوتی ہے جن کے انسانی رگوں میں چپکنے سے خون کے گزرنے کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے یہ حالت تصلیب شراتین کہلاتی ہے اس صورت میں قلب کے اعصاب پر بے حد بوجھ پڑتا ہے کیونکہ وہ جسم کو رگوں کے ذَریعہ سے مطلوبہ خون کی مقدار بھیجنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ رگیں تنگ ہو جانے کے باعث اس مقدار کو قبول نہیں کرتیں خون کی روانی میں یہی رُکاوٹ دِل کے دَورے کا سبب بنتی ہے۔

مرغن غذائیں خوب کھاتے رہنے سے بالآخر شریانیں اتنی تنگ ہو جاتی ہیں کہ خود دِل کو نقصان پہنچ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نوجوانوں کو خاص طور پر ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ سادہ غذا کھائیں۔ جب دِل کے اعصاب زِندگی بخش آکسیجن کی خون کے ذریعہ سے فراہمی کے لئے ترس جاتے ہیں تو دل غوطے کھانے لگتا ہے یا پھر اس مواد کا کوئی تھکا جس نے شریانوں پر استر کاری کی ہوئی ہوتی ہے، قلب کے اندر جا کر اعصاب میں اپنا ٹھکانہ بنا لیتا ہے جس کی وجہ سے اعصابی باریک رگیں سڑنے گلنے لگتی ہیں۔

نتیجہ واضح ہے یعنی یہ کہ آپ کے لئے گوشت، انڈے اور دوسری غذاؤں کا لحمیات کی خاطر کھانا ضروری ہے، لیکن اس کا زیادہ مقدار میں کھانا خطرناک ہو سکتا ہے۔ جاپان کے کوہستانی ضلع ٹوہو کے لوگ زیادہ مچھلی نہیں کھاتے، حالانکہ جاپانیوں کیلئے لحمیات کی فراہمی کا یہی ایک ذریعہ ہے لیکن اس کے باوجود اکثر لوگ امراض دِل کے ایک اور خطرناک حامل بلند فشار خون جیسے عام طور پر ہائی بلڈ پریشر کہا جاتا ہے میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس کی وجہ ان کے پرانے رواج کی غذاؤں میں زیادہ نمک کا استعمال ہے، یہ سبزیاں اور چٹنیوں کی شکل میں جسم میں پہنچتا ہے، زِیادہ مقدار میں نمک کا استعمال بلند فشار خون اس کا بنیادی سبب ہے لہٰذا دل کو زیادہ

عرصے تک زندہ رکھنے کا ایک اور راز یہ ہے کہ نمک ممکنہ حد تک کم کھایا جائے۔
سگریٹ نوشی کا اگر چہ دل کے مرض میں براہ راست کوئی تعلق قائم نہیں ہے لیکن چند معلومہ باتیں ایسی ہیں جو سگریٹ نوش کو دِل کے لئے خطرہ بنا دیتی ہیں ان میں سے ایک سگریٹ کا دھواں ہے جو آکسیجن کو پھیپھڑوں سے گزر کر خون میں شامل ہونے سے روک دیتا ہے اس کے لئے دل کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے، دوسرے تمباکو میں پائے جانے والے کیمیائی اجزاء خون کے کیسوں کو سکیڑ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے دل پر ایک اور دباؤ بڑھ جاتا ہے۔
ثالثاً سگریٹ نوشی بہر حال جسم میں ایک حد درجہ گاڑھا لیپو پروٹین تیار کرنے کی صلاحیت کو محدود کر دیتی ہے اسے HDL بھی کہتے ہیں یہ لحمیات کی ایک صورت ہے جو بے شمار ماہرین قلب کے نزدیک دل کے مرض سے محفوظ رکھتے ہیں پوری مدد دیتی ہے۔
تجربے ظاہر کرتے ہیں کہ جن لوگوں میں اس کی سطح بلند ہوتی ہے ان کے دِل بہت تندرست اور مضبوط ہوتے ہیں۔
اس لئے سگریٹ نوشی کرنے والے حضرات اس عادت سے فوراً پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔

حِصّہ ہشتم:۔

عورتوں کی بیماریاں

جب طبعی حیض میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو سر میں دَرد بوجھ، کمر اور پیڑو میں درد اور مزاج میں چڑ چڑا پن ہو جاتا ہے۔ سردی لگنا، یا سرد چیزوں کا زِیادہ استعمال کرنا ایام حیض میں سرد پانی سے غسل کرنا اور کمی خون نیز موٹا پا اور خصیۃ الرحم کی سوزش سے بھی حیض رُک جاتا ہے۔

علاج﴾ مرکی ۳ گرام، اشق ۳ گرام، مجیٹھ ۳ گرام، ہینگ خالص بریاں ۳ گرام، مصبر ۱۰ گرام، ہیرا کیس ۲ گرام۔
تمام اشیاء کو باریک پیس کر آپس میں ملالیں اور پانی کے ذَرِیعے چنے کے برابر گولیاں بنالیں۔

مقدار خوراک﴾ ایک گولی صبح ایک شام حیض آنے کے چار پانچ روز پہلے شروع کر دیں اِن شاءَ اللہ عزّ وجل مقصد حاصل ہو جائے گا۔ معمول مطب نسخہ ہے۔
نوٹ...... ہینگ کو گھی میں ڈال کر آگ پر بھون کر داخل کریں۔

ماھواری کا درد کے ساتھ آنا

۱۔ مرمکی ۱۰ گرام، ابہل ۱۰ گرام، رائی ۱۰ گرام۔

تمام ادویات کو باریک پیس کر سفوف بنالیں۔

مقدار خوراک﴾ ۳ گرام صبح و شام پانی کے ساتھ استعمال کرائیں یا بوقتِ ضرورت۔

۲۔ ریوند خطائی ۲۵ گرام، قلمی شورہ ۵۰ گرام، نوشادر ۵۰ گرام، جوکھار ۲۵ گرام، رائی ۲۵ گرام۔

تمام ادویات کو باریک پیس کر سفوف بنالیں۔

مقدار خوراک﴾ ۲ گرام ہر گھنٹہ گھنٹہ کے بعد پانی کے ساتھ۔ ان شاءاللہ عزوجل دَرد رفع ہو کر حیض کھل کر آنے لگے گا۔

ماھواری کا زِیادہ آنا

گرم و تیز اشیاء کا بکثرت استعمال، جسم میں خون کا زِیادہ ہونا، ورم رحم رسولی اور زخم رحم تپ محرقہ اور رحم کا ٹل جانا وغیرہ سے یہ شکایت لاحق ہو جاتی ہے۔

علاج﴾ کہربا شمعی، دم الاخوین، سنگجراحت، پھٹکڑی بریاں یعنی توے پر پھولا بنی ہوئی گیرو ہر ایک برابر وزن کوٹ چھان کر باریک سفوف بنالیں۔

ترکیب استعمال﴾ تین ماشہ شربت انجبار ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ سے دیں۔

سفید پانی آنا

اس مرض میں اندام نہانی سے سفید یا پیلے رنگ کی رطوبت آتی ہے کمر میں دَرد، چکر اور عام کمزوری ہو جاتی ہے۔

عام جسمانی کمزور، ورم رحم اور مباشرت کی کثرت اور زِیادہ گرمی کی صورت میں یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے۔

علاج﴾ مغز تخم سرس اپاؤ، سنگجراحت ۱۰۰ گرام، چینی ۵۰ گرام

تمام ادویات کو باریک پیس کر ملالیں اور ۵۰۰ ملی گرام کے کیپسول بنالیں۔

ترکیب استعمال﴾ دو کیپسول صبح دو شام پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

اِن شاءاللہ عزوجل چند دِنوں میں آرام آجائے گا۔ یہ نسخہ آپ کو لمبے چوڑے نسخوں سے بے نیاز کر دے گا۔ بسا وقت اس مقصد کے لئے اچھے سے اچھے نسخوں سے بھی کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اور طبیب کئی بدل بدل کر دوائیں مریضہ کو دیتا رہتا ہے لیکن فائدہ پھر بھی نہیں ہوتا۔ یہ معالج کی تشخیص کی غَلَطی کے تحت ایسا ہوتا ہے، حالانکہ یہ مرض کوئی اتنا مشکل العلاج نہیں ہے۔ آپ ایسے وقت میں یہ دیکھیں کہ یہ مرض رحمی ہے یا مہبلی۔ رحم سے رطوبت آنے کا تو شاید سب کو پتہ ہوگا اب نئی روشنی کے اطباء کو مہبلی رطوبت کا کون

بتائے گا کہ مہبل کیا چیز ہے اور اس میں یہ رطوبت کیونکر آتی ہے۔ بہر حال جو رطوبت رحم کی سوزش یا مہبلی سوزش کے تحت آرہی ہے تو یقیناً سوزش اُتارنے والے دوائیوں سے ہی اسی رطوبت کو خود بخود افاقہ ہو جائے گا۔ لہٰذا اس صورت حال میں سیلان الرحم کے تمام نسخے استعمال کرانا بے سود اور بے فائدہ ہوں گے۔

ورم رحم

اس مرض میں مریضہ کے پیٹ اور کمر میں دَرد رہتا ہے ماہواری کے دِنوں میں اور جماع کے وَقت زِیادہ ہوتا ہے اس کے علاوہ پنڈلیوں میں درد رہتا ہے اس کے علاوہ سیلان الرحم کی شکایت ہوتی ہے اور بخار کی شکایت اکثر رہتی ہے۔

علاج ﴾ سونف ۵ گرام، ملوخشک ۵ گرام، بھکھڑا ۵ گرام، خربوزہ کے بیج نیم کوفتہ ۵ گرام، تخم کشوث ۳ گرام، مویز منقی ۷ دانے۔ تمام ادویات کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں دوائیں ڈال کر جوش دیں اور چھان کر شربت بزوری معتدل اگر قبض ہو تو شربت دینار چار تولہ صبح وشام استعمال کریں۔

کھانے کے دونوں وقت معجون و بیدالورد اور مقامی طور پر مرہم داخلیون ۳ گرام روغن گل میں ملا کر روئی لتھیڑ کر مہبل میں رکھیں اور صبح نکال لیں۔

اختناق الرحم

یہ مرض مرگی کے دورے کی طرح ہوتا ہے پہلے کولہے میں دَرد پھر دَردِ سَر اور آنکھوں میں پانی آتا ہے۔ پھر پیٹ سے ایک گولہ اُٹھ کر گلے میں اٹک جاتا ہے جس سے مریضہ چیخ مار کر ہنستی ہے یا روتی ہے اور بے ہوش ہو جاتی ہے، ہاتھ پاؤں مارتی ہے اور گلے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ گردن پیچھے کو جھکاتی ہے۔ آرام آنے پر بے اختیار ہنستی ہے نیز پیشاب کثرت سے آتا ہے۔

مرض کے اسباب ﴾ احتباس حیض، دوائی قبض، نفخ شکم، جوان لڑکیوں کی عرصہ تک شادی نہ کرنا یا شہوانی خیالات کا غلبہ رہنا اور زِیادہ جاگنے سے بھی یہ مرض ہو جاتا ہے۔

علاج ﴾ اختناق الرحم کی مریضہ کو پہلے دست آور دوا دیں جس سے تین چار دست آجائیں نیز صبح، دوپہر، شام کو چھوٹی چندن ۱۰ گرام، سنبل الطیب ۱۰ گرام، برومائیڈ ۱۰ گرام۔ تینوں ادویہ برابر وزن لے کر کھول کر پانی کی مدد سے نخودی گولیاں بنائیں ایک ایک گولی عرق سونف کے ساتھ استعمال کریں۔ معجون نجاح بھی اس مرض میں انتہائی مفید ہے۔

دودھ کی کمی

اس مرض میں کمی خون یا پستانوں کی قوت جاذبہ کا کم ہونا، غصہ اور رنج وغم میں رہنا نیز لمبی بیماری میں مبتلا رہنا اور عام جسمانی کمزوری اس مرض کے اسباب ہیں۔

علاج﴾ ستاور ۲۵ گرام، بنولہ کی گری ۲۵ گرام، شکر ۵۰ گرام۔ تمام دواؤں کا باریک سفوف بنالیں اور شکر ملالیں۔

ترکیب استعمال﴾ ۱۰ گرام ایک پیالی دودھ کے ساتھ دِن میں دو بار لیں۔

پستانوں کا ڈھیلا ہوجانا

کمی خون، بچہ کو عرصہ تک دودھ نہ پلانا، پستانوں کی رگوں کا خون سے خالی ہونا، گرم پانی سے نہانا، بعض اوقات بلغمی رطوبات زِیادہ ہو کر پستانوں میں ایک قسم کا استرخا پیدا ہوجاتا ہے۔

علاج﴾ انار کا چھلکا ۱ گرام، مازو ۱ گرام، اقاقیا ۶ ماشیہ، مائیں ۱ گرام۔ تمام ادویات کو ملا کر خوب باریک کرلیں۔

بوقتِ ضرورت سرکہ ملا کر پستانوں پر لیپ کریں۔

رطوبات بلغمیہ کی صورت میں اگر بلغم بہت زِیادہ غالب ہو تو بہتر ہے کہ منضج پلا کر مسہلوں سے تنقیہ کریں اس کے بعد جوارش جالینوس یا جوارش بسباسہ سات ماشہ صبح وشام استعمال کریں۔

اندام نہانی کی خارش

اس مرض میں فتور حیض یا صفائی نہ کرنے سے خارش اور جلن ہوتی ہے نیز پیشاب کرتے وقت جلن محسوس ہوتی ہے اور بے چینی رہتی ہے۔ بسا اوقات خون کی حدت وصفراویت کی وجہ سے شرمگاہ میں کھجلی کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے۔

علاج﴾ منڈی ۵ گرام، عناب ۱۰ عدد، شاہترہ ۳ گرام، برادہ صندل سفید ۳ گرام۔

آپاؤ پانی میں رات کو بھگو کر صبح مل چھان کر میٹھا ملا کر استعمال کریں شام کو اطریفل شاہترہ سات گرام پانی کے ساتھ کھلائیں۔

بیرونی طور پر شرمگاہ کو نیم کے پتوں کے جوشاندہ سے دھوئیں اس کے بعد سفیدہ کاشغری ۵ گرام، مردار سنگ دو گرام، گندھک آملہ سار ۳ گرام، کافور ۱ گرام۔ تمام ادویات کو پیس کر ویزلین سفید یا مکھن میں ملا کر رکھیں اور خارش کے مقام پر لگاتے رہیں دو تین روز میں ہی فائدہ ہوجائے گا۔ (اِن شاءَ اللہ عزوجل)

حاملہ کے چند امراض

حاملہ کو دورانِ حمل بے شمار امراض سے سابقہ پڑتا ہے اگر چہ ان کا علاج دیگر مریضوں کی طرح کیا جاسکتا ہے مگر ان کے علاج میں ایک خاص بات یہ ہوتی ہے کہ کوئی ایسی قوی دوا نہیں دی جا سکتی جس کا اثر جنین یا حاملہ کی صحت پر پڑے اس لئے ضرورت ہے کہ حاملہ کے امراض کا طریق علاج کا علیحدہ ذکر کیا جائے۔

نیز حاملہ کے علاج میں یہ نقطہ بھی قابل یاداشت ہے کہ اس کے علاج میں جہاں تک بیرونی تدابیر سے کام نکل سکے بہتر ہے کھانے کی دوا نہ دیں اس طرح اگر کھانے کی دوا کے بغیر چارہ نہ ہو تو جہاں تک ممکن ہو خفیف قسم کی دوا استعمال کریں جس سے بدن کے اندر کوئی تغیر واقع نہ ہو، حاملہ کے لئے دوا کی نسبت اس کی غذا کی اِصلاح زِیادہ بہتر ہے۔

متلی اور قے ﴾ آلو بخارا ۲۱ دانہ، زرشک ۳ گرام، پودینہ ا گرام، الائچی خورد ۵ عدد۔

ڈیڑھ کپ گرم پانی میں جوش دے کر جب ایک کپ پانی رہ جائے تو چھان کر تھوڑا سا میٹھا کر کے پی لیں۔

سفوف ہاضم ا گرام، سفوف اکسیر القلب ا گرام، سفوف ٹھنڈک ا گرام۔

تینوں کو ملا کر پڑیا بنا کر مریضہ کو پانی کے ساتھ کھانے کی ہدایت کریں اِن شاءَ اللہ زِیادہ سے زِیادہ تین خوراک اس مرض میں کافی اور شافی ہوں گی۔ معمول مطب ہے۔

ایسی خواتین جن کو ڈاکٹری کسی بھی علاج سے افاقہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ الحمدللہ اسی مذکورہ دوا سے مکمل فائدہ ہو چکا ہے۔

دَردِ سَر ﴾ اگر حاملہ کو دَردِ سَر قبض یا نفخ شکم کی وجہ سے ہو تو سونف ۳ گرام، زیرہ سفید ۳ گرام، انیسون ۳ گرام، پودینہ ۴ گرام عرق سونف میں جوش دے کر گل قند ۳ گرام ملا کر جوش دے کر سرد کر کے پلائیں۔

قبض ﴾ رفع قبض کے لئے کوئی تیز دوا ہرگز استعمال نہ کریں جہاں تک ممکن ہو غذا کی اِصلاح اور مناسب غذا دینے سے قبض رفع کریں۔

بد ہضمی ﴾ جوارش مصطگی یا جوارش کمونی ۵ گرام، ہمراہ عرق سونف استعمال کریں۔ غذا ہمیشہ اس قدر کھلائیں جو ہضم ہو سکے اور بھوک کا ازالہ کریں۔

کھانسی ﴾ حمل کے آخری مہینوں میں عموماً حاملہ کو کھانسی کی شکایت ہو جاتی ہے جو بعض اوقات سخت خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے لئے شربت انجبار چٹائیں یا لعوق سپستان کھلائیں یا یہ نسخہ دیں۔

خطمی، خبازی، ملٹھی، گل بنفشہ، عناب ہر ایک تین گرام۔ تمام ادویات کو نیم سیر پانی میں خفیف جوش دے کر حسب خواہش مصری ملا کر دونوں وقت پلائیں۔

دِل دھڑکنا ﴿ مربہ آملہ یا مربہ سیب پر ورق چاندی لپیٹ کر کھلائیں اوپر سے عرق بید مشک اور گاؤزبان نوش کرائیں۔ گلاب نیم گرم تھوڑا تھوڑا پیتے رہیں۔

قلت خون ﴿ اگر حاملہ بسبب قلت خون کمزور ہو جائے تو اسقاط کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں غذا اور دوا مقوی دیں مثلاً مکھن، دودھ، بالائی، شوربا، بیضہ مرغ نیم برشت پلاؤ، میوہ جات اور بطورِ دوا مرکبات فولاد استعمال کریں۔

سفید رطوبت ﴿ اگر سفید رطوبت بکثرت آنے لگے تو رحم کو سرد پانی سے دِن میں کئی بار دھوئیں اور پھٹکڑی چار ماشہ کو ۱۰ چھٹناک نیم گرم پانی میں ملا کر اس سے اندام نہانی کو بذریعہ حقنہ دھوئیں جاذب رطوبات اور تقویت معدہ کے لئے جوارش مصطلگی یا انوشدارو استعمال کریں اگر فائدہ نہ ہو تو سیلان الرحم کی کوئی دوا استعمال کریں، یا یہ نسخہ استعمال کریں۔

تالمکھانہ ۱۰ گرام، طباشیر ۱۰ گرام، کشتہ صدف مرواری ۵ گرام، موچرس ۱۰ گرام، گوند ڈھاک ۱۰ گرام۔ تمام ادویات کو ملا کر صبح و شام ۵ گرام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

حِصّہ نہم:۔

بچوں کے امراض

دست، قے، اپھارہ ﴿

ھـــو الـــشـــا فـــی

مروارید ۴ رتی، زہرمہرہ خطائی ۵ گرام، دانہ الائچی خورد ۵ گرام، مغز کنول گٹہ ۵ گرام، طباشیر ۵ گرام، حجر الیہود ۵ گرام، مراوندمدحرج ۵ گرام، ناجیل دریائی ۵ گرام، پوست ہلیلہ زرد ۵ گرام۔ تمام ادویات کو علیحدہ علیحدہ باریک سفوف کر کے عرق سونف کی مدد سے گولیاں تعداد دانہ مونگ تیار کریں۔

خوراک ﴿ ایک گولی ہمراہ شیر مادر دیں۔

فوائد ﴿ دست، قے، اپھارہ، سوکھا مسان کا اکسیری علاج ہے۔

ھو الشافی

ریوند خطائی ۱۰ گرام، پوست ہلیلہ زرد ۱۰ گرام، نرکچور ۱۰ گرام، سوڈا بائیکارب ۱۰ گرام۔ تمام ادویات کو پیس کر سفوف بنائیں۔

فوائد ﴿ بچوں کے سبز رنگ کے دستوں کو نہایت ہی مفید ہے۔

ترکیب استعمال ﴿ ایک چٹکی ہمراہ شیر مادر دِن میں چند مرتبہ دیں۔

سفوف بال خوش

ھو الشافی

زہر مہر خطائی عمدہ ۱۰ گرام، نرکچور ۱۰ گرام، سوڈا بائیکارب ۱۰ گرام۔

مقدار خوراک﴿ ارتی سے ۳ رتی ہمراہ شہد بقدرِ ضرورت یا کسی شربت میں ملا کر دیں۔

فوائد﴿ بچوں کے جملہ امراض مثلاً اسہال، قے، بدہضمی، بچوں کا نزلہ وزکام و بخار کے لئے اسیر ہے۔ دانت نکالنے کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس کے لئے مفید ہے۔

قبض﴿ جب بچہ کو باقاعدہ بافراغت کھل کر پاخانہ نہ آئے تو بچہ کو قبض اور اس کے ساتھ دیگر امراض لاحق ہو جاتے ہیں اگر بچہ کی والدہ کو قبض ہو تو بچہ کی والدہ کو قبض کشا، طاقت بخش پھل اور سبزیاں زیادہ مقدار میں استعمال کرانی چاہئیں۔

جنم گھٹی﴿ جب بچہ پیدا ہوتا اسے سیاہ رنگ کا پاخانہ آیا کرتا ہے اگر کسی بچہ کو پاخانہ نہ اُترے تو یہ گھٹی استعمال کرنی چاہئے اس کے استعمال سے پیٹ کے اندر جس قدر غلاظت ہو گی نکل آئے گی۔

ھو الشافی

برگ گاؤزبان اگرام، گل بنفشہ اگرام، ملٹھی اگرام، منقیٰ اگرام، عناب اگرام، گل سرخ اگرام، برگ سنا مکی۔

پانی میں حسب ضرورت جوش دے کر چھان لیں گرم حالت میں گودا املتاس ۵ گرام، ترنجبین ۵ گرام بھگو کر حل کریں اور بچہ کو ایک چمچہ پلائیں مفید نسخہ ہے۔

نیز بچوں کو ہر قسم کی قبض کے لئے کیسٹر آئیل عمر کے مطابق عرق گلاب یا دودھ میں ملا کر دیں اس سے پاخانہ کھل کر آئے گا۔

شربت بنفشہ عمر کے مطابق عرق گلاب میں ملا کر دینے سے بھی قبض رفع ہو جاتی ہے۔

کھانسی﴿ یہ مرض بچوں کو عام ہوتا ہے اکثر گلے کی خرابی، زکام، نمونیہ، خسرہ، سردی لگنا وغیرہ سے ہوتی ہے۔

جوشاندہ﴿ گل بنفشہ اماشہ، عناب اعدد، لسوڑیاں ۴ عدد، تخم خطمی اماشہ، گاؤزبان اماشہ، اصل السوس اماشہ۔

ایک چھٹانک پانی میں اُبال کر چھان کر قند سفید ملا کر دن میں چار دفعہ پلائیں۔

فوائد﴿ کھانسی کے لئے بے حد مفید و مجرب ہے۔

لعوق کھانسی﴿ کاکڑاسینگی، ناگرموتھ، اتیس، ہموزن پیس لیں اور شہد میں ملا کر بچے کو چٹائیں۔ بچوں کی کھانسی اور نزلہ وزکام میں بے حد مفید ہے۔

سفوف﴿ فلفل دراز، اتیس، ناگرموتھ، کاکڑاسینگی۔

ان چاروں ادویات کو برابر وزن میں باریک پیس کر ملائیں۔

مقدار خوراک ۱ تا ۲ رتی شہد میں ملا کر چٹائیں یا شربت بنفشہ سے کھلائیں۔

فوائد بخار، کھانسی، قے، بدہضمی، اُلٹی اور قے کا بہترین علاج ہے۔

ملیریا بخار

بچہ کو سردی اور لرزہ سے بخار ہوتا ہے، پیٹ کو ٹٹولنے سے تلی اور جگر بھی بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اس مرض میں اوّل قبض کو رفع کریں پھر نوبت سے پہلے بخار کو روکنے والی دوائیں استعمال کریں۔

دوائے بخار سہاگہ سفید بریاں ا رتی، سفوف ملٹھی ا رتی، کشتہ ہڑتال گودنتی رتی۔

یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی دِن میں تین خوراک دیں بچوں کے بخار کے لئے اکسیر ہے۔

اتمیں ا تولہ کھانڈ ا تولہ باریک سفوف تیار کریں۔

خوراک ا رتی عرق گاؤزبان سے دیں دِن میں تین دفعہ۔

حمی اطفال (بچوں کے ملیریا کے لئے ازحد مفید ہے۔)

ڈبہ اطفال

یہ مرض بچوں کا نمونیا ہے سانس لیتے وقت بچہ کی دونوں پسلیوں کے نیچے گڑھا سا پڑتا ہے اور سانس کھینچ کر لیتا ہے اور جلد جلد لیتا ہے۔ بخار کھانسی وغیرہ اس مرض کے ہمراہ ہوتے ہیں۔

سہاگہ بریاں ا تولہ، لونگ ۶ ماشہ، ایلوا ۳ ماشہ، باریک پیس کر نخودی گولیاں بنائیں۔

بوقتِ ضرورت ایک گولی ماں کے دودھ کے ساتھ پلائیں اور بچے کی ماں آدھ گھنٹہ تک گرم رضائی میں لیٹی رہے تاکہ بچے کو گرمی آجائے ا گولی سے آرام ہوگا اور ضرورت پڑے تو دو گولی اور دے دیں۔

پیٹ کے کیڑے اس مرض سے بچے کے پیٹ میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ ناک ملتا ہے۔ مقعد میں خارش اور درد ہوتا ہے بچہ روتا ہے اور مُنہ سے رال بہتی ہے، پیشاب کی جگہ کو ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے۔

کمیلہ ۳ گرام، سنٹونین ا ماشہ، لعاب گوند کیکر بقدر ضرورت ملا کر پہلی ادویہ کو باریک پیس کر لعاب ڈال کر ۲۰ گولیاں بنالیں۔

ترکیب استعمال عمر کی مناسبت سے ایک سے دو گولیاں دِن میں دو مرتبہ استعمال کریں اس سے آنتوں کے کیڑے ہلاک ہوجاتے ہیں۔

بستر پر پیشاب کرنا پھٹکڑی سرخ کو شگفتہ کرلیں۔

مقدار خوراک ۲ رتی تا ۱ ماشہ بول بستری کے لئے مفید ہے۔

خسرہ یہ ایک متعدی مرض ہے اور بچوں کو اکثر ہوتا ہے جسم پر گلابی سرخ رنگ کے دانے نکلتے ہیں۔ ابتداء میں ناک سے پہلی بہتا ہے چھینکیں آتی ہیں کھانسی اور ساتھ ہی بخار بھی ہو جاتا ہے اس کے دانے ۲۴ گھنٹے سے لے کر ۳۶ گھنٹے تک مٹنے شروع ہو جاتے ہیں یہ مرض اکثر موسمِ بہار میں ہوتا ہے، خفیف خسرہ کا انجام عموماً بخیر ہوتا ہے لیکن شدید خسرہ بچوں کے لئے مہلک ہے۔

علاج جب خسرہ کی علامات ظاہر ہوں تو مریض کو سردی سے محفوظ رکھنا چاہئے اور گرم رکھنا چاہئے تاکہ دانے بخوبی نکل آئیں۔

عناب ۳ دانہ، انجیر ۳ دانہ، مویز منقی ۵ دانہ، خوب کلاں ۳ گرام۔

پانی حسبِ ضرورت ڈال کر جوش دیں ۱۰ گرام چینی یا شربت عناب ۲ تولہ ملا کر پلائیں اور کبھی اس میں گل بنفشہ سات ماشہ بھی اضافہ کرتے رہیں اور کبھی زعفران ۱ گرام اگر ضعف کا غلبہ اور غشی ہو تو اس کے ساتھ خمیرہ مروارید ۳ گرام کھلا دیا کریں نسخہ کا یہ وزن کامل ہے۔ بچوں کو حسب عمر کم کر کے دیا جا سکتا ہے۔ اس سے خسرہ کے تمام دانے باہر نکل آتے ہیں اور بخاری کھانسی اور خسرہ کی دوسری تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں یہ نسخہ تپ دق مبارکی میں بھی مفید ہے۔

(نوٹ) مرض خسرہ میں نمونیہ اور دستوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے کیونکہ خسرہ میں ان دو مرضوں کا ہونا اکثر مہلک ہے۔ اگر خسرہ میں سخت قبض ہو جائے تو نیم گرم پانی کا حقنہ یا صابن کی بتی استعمال کریں اگر مُنہ میں چھالے نکل آئیں تو آرن گلیسرین وغیرہ لگائیں۔ اگر خسرہ کی علامات شدید ہوں اور دانے اندر ہی اندر رہیں جلد پر نمودار نہ ہوں تو زعفران آدھی رتی تولہ بھر دودھ میں حل کر کے بچہ کو پلا دیں تھوڑی دیر بعد دانے بخوبی ظاہر ہو جائیں گے۔

چیچک چیچک میں تین روز متواتر بخار شدید، دَردِ سَر اور دَردِ کمر ہوتا ہے تیسرے دِن جلد پر سرخ نشان ظاہر ہو جاتے ہیں تھوڑی دیر بعد یہ نشان موٹے ہو جاتے ہیں پھر ان میں پانی بھر جاتا ہے تین دِن کے بعد خشک ہونے شروع ہو جاتے ہیں پھر چھلکا اُتر کر بدن کو بدنما کر کے مرض رفع ہو جاتا ہے۔

چیچک کی ابتداء میں آنسو بہتے ہیں آنکھوں میں سرخی ہوتی ہے اور ناک میں خارش اور سَر میں درد رہتا ہے۔ بسا اوقات گلے میں درد اور کھانسی بھی ہوتی ہے آواز بیٹھ جاتی ہے اور ان علامات کے ساتھ بخار ہوتا ہے۔

علاج یہ مرض چونکہ چھوت دار ہے اس سے تندرست آدمیوں کو پرہیز کرنا چاہئے اور صفائی کا انتظام رکھنا چاہئے بطور حفظ ماتقدم چیچک کا مشہور و معروف ٹیکہ جو کہ گورنمنٹ سے لازمی طور پر مفت لگایا جاتا ہے بہترین اور کامیاب دوا ہے۔

اس کے عوارضات مثلاً نمونیا، بخار، کھانسی، قبض، اسہال اور درد وغیرہ کا علاج خسرہ کی مانند کریں۔

شربت عناب کا استعمال مرض چیچک، خسرہ، لاکڑا کاکڑا خرابی خون اور خون کا جوش بٹھانے کے لئے عجیب الاثر دوا ہے۔

مقدار خوراک﴾ ۱ تولہ بچہ کا اور ۳ تولہ جوان کو دینا مفید ہے۔

ہڈیوں کا ٹیڑھا ہونا﴾ اس مرض سے بچے کی ہڈی ٹیڑھی ہو جاتی ہے، کیلشیم اور وٹامن کی کمی کے باعث یہ نقائص واقع ہو جاتے ہیں اور بچہ صحیح چل پھر نہیں سکتا خاص کر ٹانگیں کمان کی طرح ٹیڑھی ہو جاتی ہیں اور ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔

علاج﴾ بچہ کو وٹامن استعمال کرائیں۔ خاص کر وٹامن بی اس کے لئے نہایت مفید ہے۔ جسم پر مالش کریں اور دودھ کثرت سے دیں وٹامن اے اور ڈی اس کا شافی علاج ہیں۔

بچہ کا یرقان﴾ نوزائیدہ بچے کا یرقان عام طور پر تین قسم کا ہوتا ہے پیدائش کے دو تین دِن بعد ظاہر ہوتا ہے جو خود بخود رفع ہو جاتا ہے اس میں پہلے جسم کی رنگت زرد ہوتی ہے پھر آنکھیں بھی زرد ہو جاتی ہیں۔

اگر پیدائشی نقص ہو تو شدید یرقان ہوتا ہے جو مہلک ہوتا ہے۔ ایک موروثی یرقان ہوتا ہے بچہ بالکل زرد ہی پیدا ہوتا ہے اور چند دِنوں میں مر جاتا ہے۔

جدید ماہرین کا خیال ہے کہ اس مرض کا باعث تسمم الدم ہے کیونکہ جو بچے یرقان میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کی والدہ کو زمانہ حمل میں اکثر قے آتی رہتی ہے۔

اکسیر یرقان﴾ نوشادر ۱۰ گرام، قلمی شورہ ۱۰ گرام، ریوند چینی ۱۰ گرام۔ تمام ادویات کا باریک سفوف تیار کر لیں۔

خوراک﴾ ا رتی دوا لے کر ماں کے دودھ میں ملا کر دِن میں چار مرتبہ پلائیں۔ اس کے استعمال سے بچہ کا یرقان دُور ہو جائے گا۔

دوسرا نسخہ﴾ پھٹکڑی بریاں ۵ گرام، کوزہ مصری ۲۰ گرام، ہر دو کا سفوف بنا لیں۔

خوراک ایک رتی ماں کے دودھ میں حل کر کے دِن میں چار مرتبہ۔

بڑے بچوں کو ان کی عمر کے مطابق زیادہ خوراک بقدر مناسبہ سے دیں۔

حِصّہ دہم:۔

مردوں کی خاص بیماریاں

نیند کی حالت میں طبیعت فاسد خیالات سے متاثر ہوکر مانوس یا غیر مانوس شکل کو پیش کردیتی ہے اور نیند کی حالت میں انزال ہوجاتا ہے تمام لوگ اس کو خواب میں شیطان آنا یا خواب میں کپڑے خراب ہونا بھی کہتے ہیں۔

احتلام کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (۱) احتلام طبعی اور (۲) احتلام غیر طبعی۔

احتلام طبعی

احتلام طبعی اس احتلام کا نام ہے جو نوجوانوں کو قدرتی جماع میسر نہ ہونے پر ان کے تناسلی غدود کے ہیجان کی وجہ سے ہوتا ہے، انسان جب عالمِ شباب میں قدم رکھتا ہے تو اس کے تناسلی غدود زیادہ سرگرمی سے مصروف کار ہوجاتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تناسلی غدد کی سرگرمی کا بیرونی اِظہار انسان کے شباب کی صورت میں ہوتا ہے، یہ مہینہ میں ایک دو بار یا تین بار طبعی طور پر ہوجاتا ہے۔ایسا احتلام ہفتہ میں ایک مرتبہ بھی ہوسکتا ہے بعض حکیم اور وید سخت قسم کی غلطی میں مبتلا ہیں جو اس قسم کا فتویٰ صادر کردیتے ہیں کہ اگر تندرست آدمی کو ایک ماہ میں ایک یا دو سے زیادہ مرتبہ احتلام ہوجائے تو احتلام غیر طبعی ہے اس قسم کا فتویٰ سراسر جہالت پر مبنی ہے کیونکہ کسی شخص میں قوت باہ کا دریا اس قدر ٹھاٹھیں مارتا ہے کہ وہ ایک دِن بھی بغیر جماع کئے نہیں رہ سکتا۔

احتلام غیر طبعی

جس احتلام کے ساتھ مندرجہ بالا علامات کلی یا جزوی طور پر نہ پائی جائیں اسے احتلام غیر طبعی سمجھنا چاہئے۔ بسا اوقات احتلام طبعی ہی آہستہ آہستہ نامعلوم طور پر احتلام غیر طبعی کی صورت اختیار کرلیتا ہے ذیل کی علامات سے اس کی بخوبی تشخیص کی جاسکتی ہے۔

۱۔ احتلام غیر طبعی بہت تھوڑے وقفہ کے بعد ہونے لگتا ہے بسا اوقات آدمی کو تین چار دِن لگاتار احتلام ہوتا رہتا ہے، یا ایک ہی شب میں دو تین مرتبہ ہوجاتا ہے۔

۲۔ احتلام غیر طبعی نیند کی حالت میں یا نیم بیداری کی حالت میں دِن کو بھی ہوتا ہے اور رات کو بھی۔

۳۔ احتلام غیر طبعی کی انتہائی حالت یہ بھی ممکن ہے کہ مادہ منویہ پیچھے مثانے کی طرف چلا جائے اس صورت میں ظاہراً طور پر احتلام کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ کیونکہ کپڑا وغیرہ تو خراب ہوتا ہی نہیں صِرف صبح کے وَقت پیشاب کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کا رنگ دودھیا ہے اور اگر ایسے پیشاب کا خوردبینی معائنہ کیا جائے تو وہ مادہ منویہ کی موجودگی کا فوراً علم ہوسکتا ہے اس قسم کی حالت بہت ہی کم مریضوں میں پائی جاتی ہے۔لیکن جن میں پائی جاتی ہے انہیں اس کے علاج کی طرف بلا تاخیر توجہ مبذول کرنی چاہئے کیونکہ یہ حالت خطرناک قسم کے ضعف باہ کا پیش خیمہ ہے۔

۴۔ سب سے آخری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ مریض جب صبح اُٹھتا ہے تو وہ سَر درد، تھکن، سستی اور پژمردگی محسوس کرتا ہے۔ اس کی طبیعت سارا دِن افسردہ رہتی ہے اور وہ کسی بھی دماغی یا جسمانی کام میں سرگرم حصّہ نہیں لے سکتا۔ لیکن یہاں پھر مجھے آپ کو ان گمراہ کن خیالات سے متعلق تنبیہ کرنا ہے جن کی اشاعت آج کے بہت سے اشتہار باز حکیم دھڑا دھڑ کر رہے ہیں اس لئے پہلے دماغ کو ان خرافات سے پاک کیجئے اور پھر اس علامت کی موجودگی اور غیر موجودگی کے متعلق یقینی نتیجہ پر پہنچئے۔

علاج اگر معدے کی خرابی اور قبض رہتی ہو تو پہلے اس کا ازالہ کریں۔ اگر حدت مثانہ اور گرمی کی زیادتی ہو تو شربت بزوری بارد یا شربت صندل یا شربت انار وغیرہ کا استعمال کرنا چاہئے۔

تخم جوز ماثل ۱۰ گرام، تخم کاہو ۱۰ گرام، فلفل سیاہ ۱۰ گرام، گل نیلوفر ۱۰ گرام، پوٹاشیم برمائیڈ ۱۰ گرام۔

تمام ادویات کو باریک پیس کر بڑے کیپسول بھرلیں۔

ترکیب استعمال ایک کیپسول دوپہر اور ایک سوتے وَقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ اگر اس دوا کے استعمال کے بعد مُنہ اور ہونٹ خشک ہوتے ہوں تو دودھ میں اسپغول کا چھلکا ملا کر استعمال کریں یا دودھ کی مقدار قدرے بڑھائیں۔

جریان

اصل جریان یعنی جریان منی فی زمانہ اتنا زیادہ نہیں ہے جتنا کہ مذی اور ودی رطوبت کا اخراج بڑھ رہا ہے، یہ رطوبات قدرتی طور پر پیشاب کی نالی کو تر اور چکنا رکھنے کے لئے خارج ہوتی رہتی ہے لیکن اگر ان کا اخراج حد اعتدال سے بڑھ جائے تو نقصان دہ ہے۔ لیکن سب سے زیادہ نقصان دہ جریان منی ہے۔ جریان منی اور جریان مذی کا فرق کرنا ضروری ہے جریان منی میں رطوبت کسی ایک وَقت بہت زیادہ خارج ہوتی ہے اس کے اخراج کے وَقت مریض انزال کی سی لذّت اور دغدغہ محسوس کرتا ہے اور کمزوری کا احساس ہوتا ہے خارج شدہ رطوبت نسبتاً گاڑھی ہوتی ہے اس کے برعکس جریان مذی میں رطوبت عموماً رقیق ہوتی ہے۔ یہ رطوبت بعض لوگوں کو مباشرت سے پہلے بھی نکلا کرتی ہے۔

اسباب فحش خیالات، ترش اور گرم غذاؤں کی کثرت، قبض، ضعف ہضم، جلق کی عادت، گردہ و مثانہ کی خراش، نیز کثرت جماع سے بھی یہ عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔

علاج اس مرض میں قبض رفع کرنا ضروری ہے اس کے علاوہ جو بھی سبب ہو اس کا تدارک کرنا بھی لازم ہے۔

۱۔ مغز تخم تمر ہندی بریاں ۵۰ گرام، مغز بیہدانہ ۵۰ گرام، مازو ۵۰ گرام، اسبغول ۵۰ گرام۔

تمام اشیاء کو باریک کر کے برابر وزن کی چینی ملا کر چار چار گرام صبح و شام دودھ سے استعمال کریں۔

جن کی طبیعت میں نہایت گرمی خشکی ہو اور منی پانی کی طرح پتلی ہو نیز قبض رہتی ہو تو یہ نسخہ بہت ہی مفید ہے۔ گویا صفراوی مزاج

رکھنے والے اصحاب کے لئے یہ نسخہ حیرت انگیز فائدہ بخشے گا۔

۲۔ کچلہ مدبر ۱۰ گرام، اجوائن خراسانی ۱۰ گرام، عاقر قرحا ۱۰ گرام، لونگ ۱۰ گرام، جائفل ۱۰ گرام، مغز املی کلاں ۱۰ گرام، موچرس ۱۰ گرام، شقیقل خالص ۱۰ گرام۔

تمام ادویات کو باریک پیس کر پانی کی مدد سے گولیاں بقدر نخود بنالیں۔

ترکیب استعمال ایک گولی صبح اور ایک عصر کے وَقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

جریان، احتلام، سرعت انزال کے لئے بہت موثر نسخہ ہے۔ نیز ان سے پیدا شدہ عوارض اور کمزوری بھی دور ہوتی ہے، معمولی مطب ہے۔ جو جریان مغلظ ادویات کے استعمال سے نہ جائے وہاں یہ نسخہ استعمال کر کے دیکھیں اِن شاءَ اللہ عزوجل چند روز میں ہی فائدہ ہوجائے گا۔

سرعت انزال

یہ مرض مرد کو وقتِ خاص پر شرمندہ کرنے والا ہے اس میں مباشرت کے وقت منی بہت جلد خارج ہو جاتی ہے بلکہ یہ مرض شدید ہوتا ہے تو مباشرت کا خیال پیدا ہوتے ہی فریق ثانی سے چھیڑ چھاڑ ہی میں منی خارج ہو کر جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

اسباب اعضاء رئیسہ دِل، دماغ، جگر کی کمزوری، وقت وحدت منی، مجری بول کی سوزش اور خراش، کرم امعاء تیز برودت و رطوبت کی کثرت وغیرہ اس کے اسباب سے ہیں۔

علاج سب سے پہلے جو سبب مرض ہو اس کو دُور کریں پھر یہ نسخے استعمال کریں۔

نسخہ 1 موچرس ۲۵ گرام، لاجونتی ۲۵ گرام، کندر ۲۵ گرام، جفت بلوط ۲۵ گرام، گلنار ۲۵ گرام، تالمکھانہ ۲۵ گرام، گوند کیکر ۲۵ گرام، پھلی ببول ۲۵ گرام، تمر ہندی خورد بریاں ۷۵ گرام۔

تمام ادویات کا باریک سفوف کر کے رکھ لیں۔ ۵ گرام صبح وشام نہار مُنہ دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ (اکیس روز)

نسخہ 2 شنگرف رومی ۱۰ گرام، لوبان کوڑیہ ۵ گرام، کافور خالص ۵ گرام، شقیقل ۵ گرام، تخم قنب ۲۰ گرام، تخم جوز ماثل ۱۰ گرام، اجوائن خراسانی ۵ گرام، موچرس ۵ گرام، جدوار خطائی ۱۰ گرام، زاعفران ۵ گرام۔

تمام ادویات کو ملا کر پانی کے ذَریعہ گولیاں چنے کے برابر بنالیں۔ خوراک ایک گولی صبح وشام دودھ کے ساتھ دیں۔

فوائد امساک اور ازدواجی زِندگی کی مسرتوں میں اِضافہ کے لئے بعض ممسک دواؤں کی اشد ضرورت پڑتی ہے اس مقصد کے لئے ہماری یہ دوا نہایت کارآمد ہے۔ انسان میں ضبط وقوت و امساک کی صلاحتیں اس دوا کے استعمال سے پیدا ہوجاتی ہیں جو لوگ اپنی صحت کو برقرار رکھتے ہوئے کیف ونشاط سے بہرہ ور ہونے کے لئے آرزومند ہیں ان کے واسطے یہ گولیاں

ایک گراں قدر تحفہ ہیں۔

ممسک ہونے کے علاوہ یہ گولیاں جریان، احتلام کو بھی رفع کرتی ہیں اور سرعت کا نام ونشان نہیں رہنے دیتیں۔

عام طور پر سرعت کی شکایت رفع کرنے کے لئے ایک گولی روزانہ دودھ سے نہار منہ کھلائی جاتی ہے اور بوقت ضرورت وَقتِ خاص سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل دو گولیاں دودھ کے ساتھ کھائیں۔

کمزوری اور نامردی

آج ہمارے ملک میں پچانوے فیصد نوجوان اشخاص امراض مخصوصہ میں مبتلا ہیں۔ ہر مرض کے کامیاب علاج کے لئے اس کی صحیح تشخیص اولین اصول ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ جس قدر الجھن اور پیچیدگی امراض مخصوصہ کی تشخیص میں معالج کو پیش آتی ہے اس قدر شاید دوسرے امراض میں واسطہ نہیں پڑتا۔

ضعف باہ کی شکایت معلوم کر کے اندھا دھند مقوی باہ دوائیں تجویز کر دینا یا جریان اور رقت کا نام سن کر بلا غور وفکر مغلظ دوائیں استعمال کرانا ان امراض کا صحیح علاج نہیں کیا کہا جاسکتا، اس سے کامیابی تو در کنار، مریض کو مزید مصائب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

اب اس مرض کے اسباب، علامات قلم بند کی جاتی ہیں تا کہ تشخیص کرنے میں آسانی رہے۔

کمزوری باہ بوجہ ضعف معدہ

اگر بھوک کم لگے ہضم خراب ہو کھانا کھانے کے بعد پیٹ میں نفخ اور طبیعت سخت بوجھل ہو جاتی ہو دیر تک ڈکاریں آتی رہتی ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ ضعف باہ کا سبب ضعف معدہ ہے۔

اسباب﴾ کھانے پینے کی بے اعتدالی، گیسٹرک جوس کا کم وبیش ہونا، زِیادہ سرد اشیاء کا استعمال، ثقیل بازی اشیاء کی کثرت، کھانا کھانے کے کچھ وقفہ بعد مباشرت کرنے والا معدہ جلد ٹھیک ہونے میں نہیں آتا۔ نیز زِیادہ گرم اور میٹھی اشیاء کی کثرت سے بھی معدہ کی تیزابیت بڑھ کر کھانا ٹھیک طور پر ہضم نہیں ہوتا۔

علاج﴾ اگر معدہ میں برودت کی وجہ سے ضعف ہو تو گرم جوارشین استعمال کرائیں۔ مثلاً جوارش جالینوس، جوارش زرعونی سادہ یا معجون فلاسفہ وغیرہ۔

اگر تیزابیت اور صفرا کی کثرت ہو تو اس کے مطابق دوائیں استعمال کرنی چاہئے۔ مثلاً جوارش انارین، جوارش زرشک اور جوارش آملہ وغیرہ۔

ساتھ ہی قبض کو رفع کرنے کی تدابیر بھی اختیار کی جائیں نیز حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق غذا استعمال کرنی چاہئے نیز اگر پیچش اور دَست کی تکالیف ہونے کی صورت میں اس کا مناسب علاج کرنا چاہئے۔

کمزوری باہ بوجہ ضعف جگر

بھوک کی کمی، بدن میں خون کی کمی نیز بدن کی رنگت زردی مائل یا سفیدی مائل ہو معمولی حرکت اور محنت سے سانس پھول جاتی ہو تو ضعف باہ کا سبب ضعف جگر خیال کرنا چاہئے۔

اسباب مرض مباشرت یا شدید محنت اور دھوپ میں چل کر آنے کے فوراً بعد پانی پی لینا، برف کا کثرت استعمال، مرطوب غذاؤں کی زیادتی سے بلغم پیدا ہو کر ضعف پیدا کر دیتا ہے۔ نیز دائمی قبض، بندش حیض وغیرہ اس کے اسباب ہیں۔

علاج اصل سبب کو دُور کریں جو خلط غالب ہو ان کا تنقیہ وتعدیل کریں اس کے بعد فولاد کے مرکبات بالخاصہ مفید ہیں۔

تخم کاسنی ۱۰ گرام، ریوند خطائی ۱۰ گرام، تیزپات ۱۰ گرام، بالچھڑ ۱۰ گرام، فلفل سیاہ ۱۰ گرام، ناگ کیسر ۱۰ گرام، قلمی شورہ ۱۰ گرام، افسنتین ۱۰ گرام، نوشادر ۱۰ گرام، رب چرائتہ ۱۰ گرام۔

تمام ادویات کو ملا کر گولیاں بقدر نخود بنالیں۔

ترکیب استعمال ایک گولی صبح وشام ہمراہ عرق کاسنی یا شربت بزوری یا حالات کے مطابق جو بھی بدرقہ مناسب ہو استعمال کریں۔

فوائد جگر کے اکثر امراض میں مفید ہیں اور معمولی مطب بھی ہیں۔

خون کی کمی کو دُور کرنے کے لئے شربت فولاد، یا کشتہ فولاد مناسب بدرقہ کے ساتھ استعمال کریں۔

یہ مختصر نسخہ بھی مفید ہے۔ ہیراکس ۲۰ گرام، نوشادر ۲۰ گرام، گندھک آملہ سار مدبر ۲۰ گرام۔

تمام ادویات کو ملا کر سفوف بنالیں۔ دو رتی صبح وشام پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ ایک ہفتہ میں ہی کافی فائدہ نظر آنا شروع ہوگا۔

کمزوری باہ بوجہ کمزوری قلب

اگر نبض ضعیف چلتی ہو یا مباشرت کے وقت بسا اوقات بغیر انزال کے ہی انتشار زائل ہو جاتا ہے یا مباشرت کے بعد طبیعت میں ضعف بلکہ غشی تک نوبت پہنچ جاتی ہو۔ رعشہ وخفقان کی شکایت کم وبیش رہتی ہو اور معمولی باتوں سے خوف طاری ہو جاتا ہو تو ضعف باہ کا سبب ضعف قلب خیال کرنا چاہئے۔

اسباب مرض تمباکونوشی، شراب خوری، ہاضمہ کی خرابی، جلق کی کثرت مباشرت اور رنج وغم نیز مرگی، جنون اور خواتین میں اختناق الرحم سے بھی دِل کمزور ہو جاتا ہے۔

علاج طباشیر اصلی ۵ تولے، صندل سفید اصلی ۵ تولہ، الائچی سفید ۵ تولہ، کہربا ۵ تولہ، زہر مہر خطائی ۵ تولہ، نارجیل دریائی ۳ تولہ، کشتہ عقیق ۲ تولہ، کشتہ مرجان ۱ تولہ، ورق نقرہ ۳ ماشہ۔

تمام کو کوٹ چھان کر سرمہ سا بنالیں۔

مقدار خوراک ﴾ ۲ سے ۳ ماشہ شربت انار یا شربت سیب یا گاجر کے جوس سے علاوہ ازیں دواالمسک معتدل جواہر دار اور خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا بھی اس مرض میں کامیاب علاج ہے بشرطیکہ خود تیار کریں یا کسی معتبر دواخانے سے خرید لیں۔

ضعف باہ بوجہ ضعف دماغ

اگر خواہش جماع کم ہوتی ہو عضو فوراً مسترخی ہو جائے۔ نیز اکثر دردسر، دائمی نزلہ، نیند کے بعد طبیعت کا سست رہنا اور دماغ تکان کا بہت جلد پیدا ہو جانا وغیرہ اس مرض کی تشخیص ہے۔

اسباب ﴾ کثرت مباشرت، جلق، کثرت احتلام، جریان، دائمی نزلہ اور ہضم کی خرابی اور خون کی کمی وغیرہ اس کے اسباب میں سے ہیں۔

علاج ﴾ کشتہ مرجان ۴۰ گرام، جوہر ترپھلہ ۴۰ گرام، نمک برہمی بوٹی ۴۰ گرام، کشتہ چاندی ۱۰ گرام۔

تمام ادویات کو کھرل کر کے ملالیں بس تیار ہے۔

مقدار خوراک اور استعمال ﴾ ایک رتی سے دو رتی تک خمیرہ گاؤ زبان عنبری یا کسی اور مناسب بدرقہ سے استعمال کریں۔ (کم از کم ۳۰ دِن)

علاوہ ازیں کشتہ مرجان جواہر والا چار چاول اور خمیرہ گاؤں زبان عنبری ۵ گرام میں ملا کر بوقت صبح خالی پیٹ استعمال کرتے رہیں۔ یہ نسخہ بھی دماغ کے لئے ازحد مفید ہے بلکہ ضعف باہ بوجہ ضعف دماغ کے لئے بہترین چیز ہے۔

مغز بادام ۱۰۰ گرام، مغز چلغوزہ ۵۰ گرام، مغز پستہ ۵۰ گرام، مغز ناریل ۵۰ گرام، مغز چرونجی ۵۰ گرام، خشخاس سفید ۵۰ گرام۔

تمام اشیاء کو باریک کر کے شہد میں ملا کر حلوہ سا بنالیں اگر شہد نہ مل سکے تو چینی کا قوام تیار کر کے اس میں مذکورہ دواؤں کو ملالیں۔ اگر موسم سرما ہو تو انڈوں کی زردیاں گھی میں بھون کر ملائی جاسکتی ہیں۔

مقدار خوراک ﴾ ایک بڑا چمچہ دودھ کے ساتھ بوقتِ صبح۔

کمزوری باہ بوجہ ضعف گردہ

اس مرض میں بسا اوقات بغیر انتشار کے ہی انزال ہو جاتا ہے، نیز اس میں امراض گردہ کی دوسری علامات بھی پائی جائیں گی۔

اسباب مرض﴾ کثرت مباشرت، تھوڑی چیزوں کی کثرت، عصبی امراض نیز جگر کے امراض کا بگڑ جانا وغیرہ۔

علاج﴾ اس مرض میں حسب مزاج ادویات استعمال کرنی چاہئیں۔

ثعلب مصری ۳ گرام، مغز بنولہ ۳ گرام، سنگھاڑہ ۳ گرام، دودھ گاؤ ا پاؤ۔ پیس چھان کر سبوس اسبغول اضافہ کر کے نرم آنچ پر پکائیں جب گاڑھا ہو جائے تو آگ سے نیچے اُتار کر مصری دو تولہ ملا کر پئیں۔ اس کے علاوہ لبوب کبیر، جوارش زرعونی سادہ وعنبری اور معجون فلاسفہ اور دیگر مغزیات اور مقوی باہ دواؤں کا استعمال اس مرض میں مفید ہے۔

کمزوری باہ بوجہ قلت منی

اگر انزال کے وقت مادہ منویہ کم خارج ہوتا ہو تو قلتِ منی کو ضعف باہ کا سبب خیال کیا جائے۔

اسباب﴾ کثرت مباشرت، کمی غذا، آلات منی کی گرمی خشکی اور بدن کی لاغری وغیرہ۔

علاج﴾ اسگندھ ناگوری ۲۰ گرام، بہمن سرخ ۲۰ گرام، بہمن سفید ۲۰ گرام، تودری سرخ ۲۰ گرام، تودری سفید ۲۰ گرام، الائچی سبز ۲۰ گرام، ستاور ۲۰ گرام، شقاقل مصری ۲۰ گرام، موصلی سفید ۲۰ گرام، مغز ناریل ۱۰ گرام، مغز بادام ۲۵۰ گرام، مغز پستہ ۱۱۰ گرام، مغز چرونجی ۵۰ گرام، مغز چلغوزہ ۲۵ گرام، مغز اخروٹ ۲۵ گرام، کھانڈ کا شیرہ حسب ضرورت۔

تمام ادویات کو کوٹ چھان کر شیدہ کھانڈ میں ملا کر حلوہ سا بنالیں۔ اگر اس دوا میں ۱۲۵ انڈوں کی زردیاں نکال کر اور گھی میں بھون کر اس حلوہ میں داخل کرلیں تو بہت ہی مفید ہو جائے گا۔ لیکن سردی کے موسم میں ہی انڈوں کی زردیاں مفید رہیں گی۔ اس دوا کو ایک بڑا چمچ صبح وعصر دودھ کے ساتھ کھالیا کریں۔

قلت منی کے سبب اگر سردی کی وجہ سے ہو جس کی علامت منی کا بہت گاڑھا ہونا اور جمے رہنا اور منی کا سرد رہنا اور آلات میں حرکت وجوش میں کمی واقع ہو جانے سے انتشار کامل نہیں ہوتا۔ اس کے لئے یہ نسخہ مفید ہے۔

ثعلب مصری ۱۰ گرام، دارچینی ۱۰ گرام، لونگ ۱۰ گرام، سونٹھ خولنجاں ۱۰ گرام، بالچھڑ ۱۰ گرام، جاوتری ۱۰ گرام، جائفل ۱۰ گرام، بہمن سرخ ۱۰ گرام، بہمن سفید ۱۰ گرام، شہد دوچند میں تمام دواؤں کو باریک پیس کر ملا دیں اور چینی کے برتن میں رکھ لیں۔

مقدار خوراک﴾ بارہ گرام دودھ گرم صبح وشام استعمال کریں۔

کمزوری باہ بوجہ کمی غذا

اگر بدن کمزور اور لاغر ہو جسم اور چہرے کی رنگت زرد ہو بسا اوقات کسی طویل مرض میں مبتلا رہ چکنے کے بعد کوئی مناسب غذا میسر نہ آئی ہو تو اس صورت میں ضعف باہ کا سبب غذا کی کمی اور عام جسمانی کمزوری ہوتا ہے۔

علاج﴾ مریض کا ہاضمہ دُرست کرنے کے ساتھ جگر کو تقویت دینا ضروری ہے۔اس کے بعد کوئی مناسب مقوی غذائیں استعمال کریں، مثلاً مرغن حلوے، تازہ مچھلی، چوزہ مرغ، بکرے کا مغز، نیم برشت انڈے، گھی، دودھ، مکھن اور ملائی ہضم کے مطابق استعمال کریں۔ساتھ ہی کوئی اچھا سا فولادی مرکب دوا کے طور پر استعمال کریں۔

نسخہ﴾ موصلی سفید۲۵ گرام، ثعلب مصری ۲۵ گرام، مغز بادام ۱۰۰ گرام، مروارید ۱۲ گرام، چنے بھنے ہوئے ۱۰۰ گرام، سنگھاڑہ خشک ۵۰ گرام، تالمکھانہ ۲۵ گرام، سپستان ۲۵ گرام، آملہ ۵۰ گرام، بالچھڑ ۲۵ گرام، مغز کنول گٹہ ۲۵ گرام، الائچی خورد ۲۰ گرام، دارچینی ۱۲ گرام، مربہ گاجر ۱۰۰ گرام، گھی گائے ۱۰۰ گرام، گائے کا دودھ ۵۰۰ ملی میٹر۔

تیاری﴾ ثعلب مصری، موصلی اور بادام کوٹ لیں اور کسی برتن میں دودھ ڈال کر اس میں یہ چیزیں ملائیں۔آگ زیادہ تیز نہیں ہونی چاہئے۔جب دودھ کھویا بن جائے تو گھی میں بھون لیں اور چینی ڈال دیں (ایک کلو) آخر میں مروارید کو عرق گلاب میں کھرل کر کے ملا دیں اور اگر موسم سرما ہو تو زعفران ۲۰ گرام بھی عرق گلاب میں کھرل کر کے ڈال دیں تو بہت مفید رہے گا۔

مقدار خوراک﴾ ۱تا۳ چمچ روزانہ بطور ناشتہ استعمال کریں۔

فوائد﴾ جسم کی قوت جاذبہ بڑھاتا ہے، غذائی کمی، جریان اور لیکوریا میں مفید ہے۔

کمزوری باہ بوجہ کمزوری قضیب

اس مرض کا سبب عام طور پر غیر فطری اور گندی عادتیں ہوتی ہیں اس میں عضو خاص لاغر ہو جاتا ہے اس میں کم و بیش کجی پائی جاتی ہے اور اس پر نیلی نیلی رگیں اُبھر آتی ہیں جڑ باریک ہو جاتی ہے انتشار کم یا بالکل نہیں ہوتا۔

علاج﴾ چربی سانڈا ۲۰ گرام، بیر بہوٹی ۱۰ گرام، مغز پستہ ۱۰ گرام، موم سفید ۲۰ گرام، روغن گل ۵۰ گرام۔

روغن گل کو کڑچھے میں ڈال کر گرم کریں پھر اس میں بیر بہوٹی اور پستہ سفوف کر کے ملا دیں پھر موم سفید کو پگھلا کر اور آخر میں روغن سانڈا ملا کر نیچے اُتار لیں، روغن کو زیادہ حرارت نہ پہنچے پھر دوا کو جم جانے پر ڈبیا میں محفوظ کر لیں۔

ترکیب استعمال﴾ تھوڑی سی دوا لے کر عضو پر مالش کیا کریں (کم از کم ایک ہفتہ) اس دوا کے استعمال سے عضو کی خشکی دُور ہو کر پٹھوں میں نرمی پیدا ہوگی تا کہ طلاء کا اثر بھرپور ہو۔

تکمید (ٹکور)

ایسے مجلوق جنہیں انتشار بہت ہی کم ہو اور عضو خاص کی حالت زیادہ شکستہ اور خراب ہو تو یہ ٹکور سات دِن کرنی چاہئے۔

برادہ دندان فیل ۳ تولہ، تخم حرمل ۳ تولہ، کنجد سیاہ ۳ تولہ، مالکنگنی ۳ تولہ، عاقر قرحا ا تولہ، دارچینی ا تولہ، لونگ ا تولہ، جند بیدستر ۳ ماشہ، بھیڑ کا دودھ ۵ گرام، روغن بیدانجیر ۳ تولہ۔ تمام دواؤں کو کوٹ چھان کر پوٹلیاں تیار کر لیں۔

ترکیب ایک برتن میں دودھ ڈال کر اور بیدانجیر ڈال کر آگ پر رکھیں اور ایک پوٹلی کو اس میں گرم کر کے عضو خاص اور اس کے اِردگرد ٹکور کریں کم و بیش ایک ہفتہ تک متواتر ایسا ہی کریں۔

فوائد یہ تکمید نہایت کار آمد ہے اعضاء تناسل کو بالکل ٹھیک کر دیتی ہے۔

اس کے بعد درج ذیل روغن کی کم از کم ایک ماہ برابر عضو پر مالش کرتے رہنا چاہئے۔

بیر بہوٹی ۵ گرام، جونک ۵ گرام، خراطین ۵ گرام، روغن سانڈا ۱۰ گرام، روغن بیضہ مرغ ۱۰ گرام۔

خشک ادویات کو باریک پیس کر عضو تناسل پر ہلکی سی مالش کریں حشفہ اور نچلا حصّہ چھوڑ دیں۔

اس طلاء کے استعمال سے عضو میں بے حد قوت پیدا ہو کر کامل انتشار ہونے لگتا ہے۔ دورانِ طلاء سرد پانی سے عضو کو بچائیں۔

مقوی باہ غذائیں اور دوائیں

مغز بادام چھلے ہوئے ۲۰۰ گرام مغز چلغوزہ ۵۰ گرام مغز کدو شیریں ۵۰ گرام مغز چرونجی ۵۰ گرام خشخاص سفید ۵۰ گرام۔

تمام ادویات کو کوٹ لیں اور چینی آدھا کلو پانی میں حل کر کے چھانیں اور ۱۰۰ گرام عرق گلاب اضافہ کر کے قوام بنائیں اور اوپر سے دوسرے مغزیات ملائیں اس کے بعد برفی کی طرح ٹکڑیاں کاٹ لیں ہر روز ۲۵ سے ۷۵ گرام تک استعمال کر کے اوپر دودھ پی لیں (بوقتِ صبح) موسم سرما کا گھریلو ٹانک ہے۔...... شادی سے پہلے اور بعد اس کا استعمال مفید ہے۔

نیز اس کے ساتھ تازہ مچھلی، چوزہ مرغ، بکرے کا مغز، نیم برداشت انڈے، گھی دودھ، مکھن اور ملائی ہضم کے مطابق استعمال کریں۔

نسخہ لاجواب انگور کا رس ا پاؤ، شہد ا پاؤ، جو کا آٹا ایک کلو، ادرک کا رس ا پاؤ، انڈا دیسی ۶ عدد۔

انگور کا رس، ادرک کا رس، شہد اور انڈے کو آٹے میں ملا کر ان تمام میں ایک پاؤ زیتون کا تیل ملا لیں اور برتن میں ڈال کر ہلکی آگ پر بھونیں مسلسل ہلکی ہلکی آگ پر بھونتے بھونتے جب ہلکا گلابی ہو تو اُتار کر محفوظ رکھیں۔

مقدار خوراک ایک چمچہ سے دو چمچہ روزانہ نیم گرم دودھ کے ساتھ صبح و شام یہ قوت اور طاقت کا لاجواب نسخہ ہے جس میں تمام معدنی ادویات شامل ہیں۔

خوش ذائقہ چٹنی

مغز بادام ۱۰ عدد، الائچی خورد ۵ عدد، چھوہارہ ۲ عدد، مکھن ۵۰ گرام، مصری ۵۰ گرام۔

پہلی تین چیزوں کو مٹی کے کورے برتن میں بھگو رکھیں، صبح نکال کر مغز بادام کو چھیل لیں، الائچی کا چھلکا اُتار لیں، چھوہارے کی گٹھلی نکال ڈالیں، ان تینوں چیزوں کو پتھر کی سل پر یا کونڈی میں اتنا باریک گھوٹیں کہ مکھن کی طرح ملائم ہو جائے اب مصری ملا کر چند منٹ تک گھوٹ کر یکجاں کر لیں اس کے بعد ان سب چیزوں کو گائے یا بھینس کے مکھن میں ملا کر چاٹ لیں۔

فوائد﴾ باہ کو بنیادی طور پر طاقت دینے کے لئے یہ خواشذائقہ چٹنی استعمال مفید ہے۔ زرد اور مرجھائے ہوئے چہرے اس کے استعمال سے چند ہی دِنوں میں سرخ ہو جاتے ہیں اور لذیذ ناشتہ سے جسم کی تمام قوتوں کی نشو و نما ہوتی ہے۔ مقوی دماغ ہے۔ کمزور معدہ والے پہلے نصف وزن سے شروع کریں جن کی قوت ہاضمہ کافی تیز ہو وہ اس چٹنی کے استعمال سے ایک گھنٹہ بعد نیم گرم دودھ پئیں تو اور بہتر ہوگا۔

بنولے کی کھیر

بنولے اڑھائی سو گرام لے کر پانی میں ڈال کر اُبالیں اچھی طرح اُبل جانے پر نکال لیں اور سل پر پیس کر کپڑے میں چھان کر دودھ نکال لیں اس بنولے کے دودھ کو گائے کے دودھ میں ملا کر کھیر بنالیں یہ کھیر بہت ہی لذیذ اور مقوی باہ ہوتی ہے۔

پہلے کھیر کی مقدار تھوڑی کھائیں پھر بڑھاتے جائیں۔ کچھ دِنوں تک اس کا استعمال کرتے رہنے سے پورا جسم طاقتور اور مضبوط بن کر دبلا پن رفع ہو جاتا ہے۔

ناریل کی کھیر

ناریل کو کدوکش کر لیں اور دودھ میں ڈال کر دھیمی آنچ پر پکا کر کھیر بنالیں اس میں تھوڑا سا گھی بھی کھیر تیار ہونے کے وقت ڈال دیں کچھ دِن باقاعدہ اس کھیر کا استعمال کرنے سے دبلے پتلے آدمیوں کا وزن بڑھنے لگتا ہے، جسمانی قوت بڑھتی ہے اور دماغ تر و تازہ رہتا ہے جس سے باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

قوت باہ بڑھانے والا دلیہ

کونچ کے بیج کی گری ۲۵ گرام

گیہوں ۲۵ گرام

ان دونوں کو آدھا کلو دودھ میں پکائیں پھر اس میں گھی سو گرام چینی ۱۰۰ گرام ملا کر دلیے کی طرح پی لیں۔

اس دلیئے کو روزانہ استعمال کرنے والے کے اندر مادہ منویہ کی کمی نہیں رہتی۔

ملے جلے آٹے کا حلوہ

دال ماش کا آٹا ۲۰ گرام

بھنے چنوں کا آٹا ۲۵۰ گرام

سنگھاڑے کا آٹا ۱۵۰ گرام

گائے کا دودھ ۴ کلو

چینی ۱ کلو

گائے کے دودھ میں تینوں آٹے ملا کر اور کڑاہی میں ڈال کر دھیمی آگ پر پکائیں اور متواتر ہلاتے رہیں جب کھوئے جیسا ہو جائے تو چینی ڈال کر پکائیں اور برتن میں پھیلا دیں چاہیں تو اس کی برفی بھی کاٹ کر رکھ سکتے ہیں اس کی خوراک روزانہ ۲۰ گرام تک ہے۔ یہ حلوہ مقوی باہ اور مادہ منویہ کو گاڑھا کرنے والا اور بہت ہی مفید ہے۔

دوائے قوت

اڑد کی دھلی دال ایک کلو

دیسی گھی خالص ایک کلو

چینی ڈیڑھ کلو

بادام کی گری سو گرام

پستہ، چرونجی، سوگی، گوند ہر ایک پچاس گرام

اسگندھ ناگوری ۵۰ گرام

ستاور ۵۰ گرام

ملٹھی ۵۰ گرام

تیزپات، چترک، پیپل، بالچھڑ ہر ایک ۱۰ گرام۔

اڑد کی دل پسوا کر آٹا کر لیں اور ہلکی آنچ پر خالص گھی میں خوب اچھی طرح بھون کر گلابی کر لیں۔ گوند کو گھی میں تل کر پھولے نکال لیں اور ٹھنڈے کر کے خوب باریک پیس کر اڑد کے بھنے ہوئے آٹے میں ملا دیں۔

پھر چینی کی چاشنی تیار کریں اور اسگندھ وغیرہ تمام دواؤں کو الگ پیس کر خوب باریک پوڈر تیار کر لیں۔ بادام اور پستہ کو خوب باریک کاٹ لیں پہلے ملائے ہوئے گونداور اڑد کی دال میں پسی ہوئی دوائیں ڈال کر خوب ملیں اور سب کو اچھی طرح ملا کر یک جان

کرلیں۔ پھر اس مرکب کو چاشنی میں ڈال کر اچھی طرح ملائیں۔ اب نیچے اُتار کر بادام اور پستہ سمیت چرونجی اور کشمش ڈال کر اچھی طرح ملادیں اب ایک بڑی تھالی میں گھی لگا کر پھیلا کر ڈال دیں جب جم جائے تو چھوٹے چھوٹے لڈو باندھ لیں۔ صبح ناشتے کی صورت میں اپنی قوت ہاضمہ کے مطابق تقریباً چالیس گرام روزانہ خوب چبا چبا کر استعمال کریں اور ساتھ میں میٹھا دودھ گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے جائیں کم از کم چالیس دِن استعمال کریں اور بدن کو طاقتور اور سڈول، چہرے کو چمکدار بھرا ہوا دماغ کو تر وتازہ اور طاقتور بنائیں۔

حلوائے گزر نمبر 1

ایک کلو صاف اور سرخ گاجریں لیں اور چھوہارے ۱۰۰ گرام کو ٹکڑے ٹکڑے کرلیں دونوں کو ڈیڑھ لیٹر دودھ اور ایک لیٹر اس میں پانی ملا کر جوش دیں جب خوب گل جائیں تو پھر اس میں مغز بادام، مغز پستہ، مغز چلغوزہ، مغز فندق، مغز چرونجی ہر ایک چالیس گرام۔ ان پانچوں مغزیات کا کونڈے ڈنڈے سے شیرہ نکال کر اس کے ساتھ ملادیں اور جوش دیں پھر روغن گاؤ سات سو پچاس گرام ملا کر تمام کو بریاں کریں جب سرخ ہوجائے تو قند سفید ایک کلو ملا کر آگ سے اُتار لیں، پھر دانہ الائچی خورد چھ گرام زعفران ۳ گرام عرق کیوڑہ بیس گرام میں پیس کر اس کے ساتھ ملادیں۔

مقدار خوراک ﴾ پچاس گرام دودھ کے ہمراہ بوقتِ صبح نوش فرمائیں۔

فوائد ﴾ قوت مردانگی اور مادہ منی کو بڑھاتا ہے بدن کو موٹا اور تروتازہ بناتا ہے خون پیدا کر کے چہرہ کا رنگ سرخ کرتا ہے۔ نہایت عمدہ غذائیت اور دوا کا کام دیتا ہے نیز دِل کو طاقت دیتا ہے۔

حلوائے گزر نمبر 2

گاجر سرخ مصفی ایک کلو سیب کا پانی چوتھائی لیٹر سنگترہ کا پانی چوتھائی لیٹر گرما ۵۰ گرام سوگی ۴۰ گرام مغز بادام ۲۵۰ گرام نارجیل ۱۰۰ گرام روغن زرد ۷۵۰ گرام قند سفید ایک کلو۔

بطریق مصروف حلوہ تیار کریں۔

مقدار خوراک ﴾ ۲۵ گرام سے پچاس گرام تک ہمراہ دودھ صبح وشام کھائیں۔

فوائد ﴾ منی بہت مقدار میں پیدا ہو کر قوت مردی کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگے گا۔ کمر کو مضبوط بدن میں فربہی اور تروتازگی پیدا ہوگی چہرہ کا رنگ نکھر جائے گا اور خون بافراط پیدا ہوگا۔

حلوہ ثعلب

مرغی کے انڈوں کی زردیاں	۲۰ عدد
گائے کا گھی	۷۵۰ گرام
گائے کا دودھ	۲ کلو
چینی	ایک کلو
زعفران اصلی	۲ گرام

انڈوں کی زردی، گھی، دودھ اور باریک پسی ہوئی چینی ان کو آپس میں ملا کر پھینٹ لیں۔ ہلکی آنچ پر پکائیں اور برابر ہلاتے رہیں جب حلوہ گاڑھا ہوجائے اور گھی الگ ہونے لگے تو زعفران کو تھوڑے سے عرق گلاب میں گھوٹ کر اس میں ملادیں۔ آخر میں درج ذیل چیزیں باریک کر کے ملادیں۔

ثعلب مصری	۵۰ گرام
موصلی سفید	۲۵ گرام
بادام کی گری	۱۲۵ گرام

مقدار خوراک ﴾ دس سے بیس گرام تک بوقتِ صبح دودھ کے ساتھ یہ حلوہ موسم سرما میں ہی استعمال کرنا چاہئے۔